بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چل
اس شہر کے خوگر کو پھر وسعت صحرا دے

آئینۂ حق نما

(تحقیقی تصنیف)

سید بلال احمد کرمانی

بھٹکے ہوئے آہو کو، پھر سوئے حرم لے چل
اس شہر کے خوگر کو، پھر وسعتِ صحرا دے

تحقیقی تصنیف

آئینۂ حق نما

مصنف

سید بلال احمد کرمانی

﴿ فاضل دینیات/ایم۔اے ﴾

بانی ممبر المرکز الاسلامی و مهتمم مرکز العلوم الاسلامیه

رحمت آباد، پی۔سی۔ڈیپو سرینگر کشمیر

ناشر

حضرت شاہ کرمانؒ اسلامک ریسرچ انسٹیچیوٹ

SKIRI

رحمت آباد، پی۔سی۔ڈیپو، سرینگر، کشمیر: ۱۹۰۰۱۷

موبائیل نمبر: 9906680957

e-mail : kirmaniba@gmail.com

☆ نامِ کتاب : آئینۂ حق نما

☆ مصنف : سید بلال احمد کرمانی

☆ معاون خصوصی : ق۔ ارشاد حسین شاہ، یاری پورہ کولگام

☆ پروف ریڈنگ و کمپیوٹرکمپوزنگ: عبدالرؤف بٹ راحتؔ، جاوید احمد جان

☆ باھتمام : احمد اعجاز الرحمٰن ٹیپلو، نواکدل سرینگر

☆ اشاعت اول : ۲۰۱۰ء

☆ تعداد : گیارہ سو۔

☆ قیمت : ایک سو پچاس روپے (=/150)

فہرست آئینۂ حق نما

رباعی

از سیدی و مرشدی حضرت پیر نصیر الدین نصیر صاحب گولڑویؒ

اللہ کا حرف، اول و آخر ہے
قرآن و حدیث سے یہی ظاہر ہے
توہین شریعت ہے نبی ﷺ کی توہین
توہینِ نبی ﷺ کا مرتکب، کافر ہے

❀❀❀

انتساب

حضرت امیر اہل سنت

قبلہ الحاج علامہ ومولینا سید محمد اشرف صاحب اندرابی قادری (مدظلہ العالی) کے نام!

جن کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مولائے کائنات شیر خدا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ اور خاتون جنت حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی اصل سے گذار کر ولیوں کے سردار سیدنا غوث اعظم حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کی فصل میں ڈال کر قادری نسب ونسل کے گلشن سادات اندرابیہ میں سے مہکتے پھول کی صورت میں ظاہر فرمایا۔ حضرت قبلہ نے اُن عبقری شخصیات کا دیدار کیا ہے کہ جنکے جیسا اب قیامت تک کوئی آئے گا نہیں، جو فرد نہیں..... بلکہ تحریکیں تھیں..... تحریکیں نہیں..... بلکہ انقلاب تھے، جنہوں نے اپنے ظاہر و باطن کو چراغ مصطفوی ﷺ سے روشن کر کے تاریکیوں کو اپنے سامنے پھٹکنے نہ دیا۔ جن کیلئے مولینا رومؒ یوں گویا ہوئے۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء ۔۔۔ بہتر از صد سالہ طاعت بے ریاء

حضرت قبلہ علامہ اندرابی صاحب وہ شخصیت ہیں جو بذات خود ایک چلتی پھرتی تاریخ اور تحریک ہیں جنکا فیض آج بھی متحدہ ہند کو جاری ہے اور جنکا قلم سینکڑوں تلواروں پر بھاری ہے .....جن کا گفتار آب جاری ہے .....جن کے نفس میں انکساری ہے.....جو اس پیرانہ سالی میں بھی جذبۂ جوان رکھتے ہیں اور ہم جوان سال بوڑھوں کو عزم وہمت کا سبق پڑھا کر ہم سے روشن مستقبل کی اُمیدیں وابستہ کئے بیٹھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے۔

(آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ)

اور

کپواڑہ کشمیر کے بزرگ ِسفید ریش

قبلہ حاجی عبدالاحد وانی صاحب کے نام !

جس نے اسلاف کرام کے طریقوں پر دعوتِ دین دینے والے نوجوانوں کیساتھ اُسوقت طائف کی یاد دلائی جب وہ کپواڑہ میں عالمی دعوتی تحریک .... دعوت اسلامی کے ساتھیوں کے ہمراہ مسجد میں داخل ہوکر دعوت دین دینے کے کام میں مشغول ہوگئے، تو یکایک دیوبندی مکتب فکر کے مولویوں نے تبلیغی جماعت والوں کا سہارا لیکر مسجد پر ہلہ بول کر حضور اکرم ﷺ کی سنتوں کو عام کرنے والے غلامانِ مصطفےٰ ﷺ کو کافر، مرتد اور مردود کے ناموں سے یاد کیا سفید ریش بزرگ پر عیسائی ہونے کا الزام لگا کر ان پڑھ عوام کو اُنکے خلاف اُکسا کر سنگ باری کروائی گئی جس سے ان بلند ہمت عشاقانِ مصطفےٰ ﷺ کو چوٹیں آئیں ساتھ ہی مسجد شریف کی بے حرمتی بھی ہوئی، اور تو اور مہمانوں کیلئے تیار کی گئی غذا کو زمین پر پھینک کر ایسا سماں پیدا کیا گیا کہ جیسے یزیدیوں نے آج پھر حسینیوں پر ہلہ بول دیا ہو۔ ۲۶ اپریل ۲۰۱۰ء کا "ہفت روزہ چٹان" گواہ ہے

اُس جور و جفا ظلم و ستم کے بدلے

اِن عاشقان سرور کونین ﷺ نے اُن ستم گروں کے حق میں دعائے ہدایت فرما کر ہمارے آقا ﷺ کی اُس سنت پر عمل کیا جس کو شاعر نے کچھ اسطرح پیش کیا ہے

سلام اُس پر کہ جس نے گالیاں کھا کر دعائیں دیں

بس میں حضور پاک ﷺ کے اِس سفید ریش عاشق زار کی خدمت میں فقط اتنا عرض کروں گا

عزم محکم ہو تو ہوتی ہیں بلائیں پسپا
کتنے طوفان پلٹ دیتا ہے ساحل تنہا

اول الذکر قبلہ حضرت کی عظمت کو سلام
آخر الذکر قبلہ حضرت کی استقامت کو سلام

❁❁❁

تعارف ازناظم الامور "حضرت شاہ کرمان اسلامک ریسرچ انسٹچیوٹ"

پرویز پرواز (طالب علم)
ڈیپارٹمنٹ آف اردو کشمیر یونیورسٹی

انسان دنیا میں بہت سارے ارتقائی مراحل سے گذر کر منزل پر پہنچنے کیلئے اکثر کسی مقام پر اپنے مرحلہ ارتقاء کو ہی منزل بقاء سمجھ بیٹھتا ہے مگر یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے خاندان عالیہ سے حسباً یا نسباً وابستہ افراد کتنے ہی ارتقائی مراحل سے گذریں لیکن اپنی اصل کی تاثیر اُن سے چھوٹتی نہیں کیونکہ یہ نسب، نسبِ خالص ہے اور خالص ہی رہے گا یہی وجہ ہے حضور اکرم ﷺ نے اپنی آل کیلئے قیامت تک یہ بشارت فرمائی کہ "کشتی نوح کی مانند ہیں جو ان کے دامن سے وابستہ ہوا کامیاب ہے اور جو دور رہا وہ ہلاک ہوا" واقعی یہ حقیقت آنکھ والوں کے سامنے روز روشن کی طرح عیاں ہے یہی وجہ ہے کہ قبلہ کرمانی صاحب مدظلہ کے پیر و مرشد جناب سردار محمد لطیف بیگ صاحب علوی نقشبندیؒ بر سر دربار جناب قبلہ حضرت کرمانی صاحب کے بارے میں فرماتے تھے کہ" سید صاحب کی گاڑی میں سوار ہونے والے ایسے ہی ہیں جیسے حضرت نوحؑ کی کشتی میں سوار ہونے والے" مولٰینا گلزار صاحبؒ کاملی سے کئی بار سنا ہے کہ جب قبلہ کرمانی صاحب سے ملتے تو کہتے کہ کیا اپنی گاڑی "کشتی نوح" بھی لائے ہو۔ یہ شان، بے نیاز خدا تعالٰی کی عطا کردہ شان ہے جو حضور اکرم ﷺ کی اولاد کو حاصل ہے۔ الحمد للہ موصوف اس شان کو نام و نسب کا دکھاوا کرنے کے بجائے کام کی رفتار میں حسینی رگ حمیت کو پیش پیش رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ موصوف نے جتنے بھی کام کئے وہ کام نہ رہے بلکہ عقائد اہل حق کی ترویج و تحفیظ کے دُرِّ گراں مایہ بن گئے اللہ تعالٰی موصوف کے اس جذبہ میں مزید برکت عطا کرے "حضرت شاہ کرمان ریسرچ انسٹچیوٹ" (SKIRI) اصل میں حضرت ہی کی کاوشوں کا نتیجہ ہے تاکہ ملت اسلامیہ کی زیادہ سے زیادہ دینی خدمت انجام دی جاسکے

اور ملت کے متفکر نوجوانوں کو ایک جگہ پر جمع کیا جائے کتاب ’’آئینہ حق نما‘‘ اسی کاوش اور فکر کا نتیجہ ہے اسکے علاوہ (SKIRI) کی طرف سے طلباء اور نوجوانوں کیلئے ایک جامع ’’اسلامی تعلیم‘‘ کی کتاب مرتب کرنے کا کام شروع ہو چکا ہے ساتھ ہی کچھ مخطوطات پر بھی کام شروع ہو جائیگا اور نجوم الشہابیہ کا اُردو ترجمہ نثر میں اور شیخ احمد صاحب تارہ بلیؒ کے خط کا انگریزی ترجمہ پر بھی کام شروع ہو رہا ہے اُمید ہے کہ ۱۴۳۲ھ میں یہ کام مکمل ہو جائیں گے انشا اللہ۔ اس ادارہ کی ایک شوریٰ ہے جس میں اکثریت طلباء کی ہے الحمد للہ سب ساتھی محنت اور لگن سے کام کر رہے ہیں جس کا احساس قارئین کرام کو ’’آئینہ حق نما‘‘ کا مطالعہ کرنے کے دوران بخوبی ہوگا۔ مجھے اُمید ہے کہ قارئین کو کتاب پسند آئے گی ہاں یہاں یہ بھی کہتا چلوں کہ اس میں جو قبلہ کرمانی صاحب نے مفتیان دیوبند کی نقاب کشائی کی ہے وہ ردعمل ہے اس آوارہ اور بے لگام قلم کے خلاف جو انکی طرف سے مسلک سواد اعظم کے خلاف اُٹھایا گیا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے ہم آج تک بہت کچھ سہتے رہے مگر اسکو ہماری کمزوری سے تعبیر کرتے ہوئے اب ان لوگوں کی طرف سے حضور اکرم ﷺ کی ذات مقدسہ جو جان ایمان ہے، اور غلامان مصطفےٰ ﷺ اولیاء اللہؒ کے متعلق نوجوان نسل میں شکوک اور شبہات کو پیدا کر کے اسلاف سے دوری پیدا کرنے کا ایک سلسلہ چل پڑا ہے جو کہ ایک خطرناک مستقبل کی طرف اشارہ ہے اسلئے حال اور مستقبل کو ماضی کے عقائد حقہ سے مزین کرنے کیلئے اور ان ننگ ملت نام نہاد مولویوں کے آوارہ قلم و زبان کو لگام دینے کیلئے نشاۃ ثانیہ کی تحریک شروع ہو چکی ہے اسی سلسلے میں جناب کرمانی صاحب کی قیادت میں بھی ایک منظم اور منفرد کام انجام دیا جا رہا ہے اور یہ ہمارے لئے مقام مسرت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے حبیب ﷺ کی ناموس کی حفاظت کیلئے چن لیا الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کہ ہمیں اپنے اسلاف کے عقائد حقہ پر ثابت قدمی عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

خاک پائے اولیاء کاملینؒ

پرویز پرواز

خادم حضرت شاہ کرمان ریسرچ انسٹیچوٹ،
رحمت آباد، پی۔سی۔ڈیپو، سرینگر، کشمیر-۱۹۰۰۱۷

فون سیل: ۹۹۰۶۳۵۲۲۱۲

حرفے چند و اظہار تشکر

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم.

اما بعد!

’’اصل الاصول بندگی اُس تاجور کی ہے‘‘

یہ سطور قلمبند کرتے وقت پوری وادیٔ کشمیر میں سخت کرفیو نافذ ہے جس کی وجہ سے پوری آبادی کو اپنے گھروں کے اندر محصور کر دیا گیا ہے جنت نظیر وادی ایک بڑے جیل خانے کی نظیر پیش کر رہی ہے نیم فوجی دستے سڑکوں اور گلی کوچوں میں پھر رہے ہیں چاروں طرف خاموشی ہے درجنوں اُبھرتی جوانیوں کو نیم فوجی دستوں نے گولیاں مار کر درجہ شہادت پر پہنچایا۔ ایک طرف سے نہتے کشمیری عوام اپنے پیدائشی حق حصول آزادی کیلئے مزاحمت کر رہے ہیں دوسری طرف سے جدید اسلحہ سے لیس نیم فوجی دستے پوری طاقت کیساتھ نہتے عوام کو گولیوں اور آنسو گیس کے گولوں سے روکنے کی ناکام کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔ ہاں ناکام کوشش اسلئے کیونکہ جس حق کے حصول کیلئے عوام مزاحمت کر رہے ہیں وہ انسان کا فطری اور پیدائشی حق ہے اسکو طاقت کے بل پر دبایا نہیں جا سکتا اگر طاقت سے یہ تحریک دب سکتی تو پھر سالہا سال سے مختلف ظالم و جابر حکمرانوں نے ہر دور میں مظالم کے پہاڑ توڑے مگر نہتے کشمیری عوام نے سینہ سپر ہو کر ظالموں کا غرور پیوستہ خاک کیا اور ۱۳ جولائی ۱۹۳۱ء کو شہداء نے اپنے خون سے تاریخ انسانیت میں زریں باب رقم کیا۔ پھر ۱۹۴۷ء سے آج تک بھارت نے مسلسل اپنی طاقت آزمائی لیکن نتیجتاً یہ تحریک دبنے کے بجائے اُبھر رہی ہے اور اُبھرے گی بھی، کیونکہ یہ تقاضائے فطرت ہے جسکو دہلی دربار والے پچھلی نصف صدی سے نہیں سمجھ پا رہے ہیں یا سمجھ کر بھی ناسمجھ بننے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جبری غلامی سے آزادی حاصل کرنا ہر انسان کا پیدائشی حق ہے اور تقاضائے فطرت ہے بالکل اُسی طرح جس طرح آدمی کی صحت کی نشو و نما کیلئے اچھی غذا، صاف و شفاف ماحول کی ضرورت ہے جسکو حاصل کرنے کیلئے آدمی اپنی پوری زندگی صرف کرتا ہے۔ حصول ضروریات زندگی کیلئے آسانی اور دشواریاں خندہ پیشانی سے برداشت کرتا ہے دوسری بات یہ کہ اپنے لئے جینے کے

سامان کرتے کرتے آدمی بہت ساری مخلوقات کیلئے غیر محسوس طریقے سے جینے کے سامان مہیا کرتا ہے جسکو غذائی زنجیر (Food Chain) کہتے ہیں اس غذائی زنجیر کو نظام قدرت میں قانون کی حیثیت حاصل ہے اگر آپ اس غذائی زنجیر کے کسی بھی حصہ کے ساتھ چھیڑ خوانی کریں گے تو ساری کی ساری زنجیر پر اثر پڑے گا جس طرح آج پوری دنیا میں موسموں میں وہ ربط نہ رہا تو وجہ یہ ہے کہ جنگلات بے دریغ کاٹے گئے، ماحول کو گندہ کیا گیا، بہتا پانی زہر بن گیا تو اس کا براہ راست اثر مخلوقات خداوندی پر پڑ رہا ہے۔ اسی طرح انسانوں کو کسی بھی نظام میں جبراً غلام رکھنا پوری انسانیت کیلئے نقصان دہ ہے اور قانون قدرت کی خلاف ورزی ہے تو اریخ عالم میں ایسے بہت سارے شواہد موجود ہیں جہاں پر ظالم حکمران یا ظالم اقوام پر قدرت کی طرف سے سخت گرفت ہوئی ہے غرض آزادی سے رہنا، صاف وشفاف ماحول، اچھی غذا یہ انسانی ضروریات میں شامل ہے اور اپنی ضروریات کے حصول کیلئے انسان ایسی قوتوں کے ساتھ مزاحم ہوتا ہے جو اسکو ضروریات حاصل کرنے میں حائل ہو جائیں۔ کشمیری قوم اس وقت اسی فطری ضرورت کے حصول کیلئے بھارت کے ساتھ مزاحم ہے جو کہ بالکل فطری عمل ہے اس مزاحمت کو دبانے کیلئے ہندوستان کی طرف سے طاقت آزمائی کرکے اس تحریک مزاحمت کو دبانا بالکل بے جا ہے۔

اس سے بھی ذرا آگے بڑھئے تو ایک اور اہم بات یہ معلوم ہو جائیگی کہ ان مذکورہ بالا فطری ضرورتوں سے بھی اہم ایک اور ضرورت ہے جو نہ صرف پیدائشی اور فطری ہے بلکہ ازلی ہے وہ ہے ''قالوا بلی'' کی شہادت اور حفاظت۔ ہر انسان نے یوم ''الست'' میں جب وہ قالب انسانی میں ڈھلا نہ تھا، آب وآتش خاک وبادان چاروں عناصر بدنی سے آزاد تھا بشکل روح، عالم ارواح کی سیاحت کر رہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس سیاح عالم روحانی سے پوچھا تھا کہ بتا الست بربکم؟ کیا میں تیرا رب نہیں ہوں تو جواب میں اس اصل انسانی، حکم ربانی یعنی مکین عالم روحانی نے بلیٰ کہہ کر رب کی ربوبیت کا اقرار کیا تھا پھر اس قول بلیٰ کے اقراری کو رب نے عناصر اربعہ میں ڈالکر خوب صورت قالب انسانی سے گذار کر جب زمین کی طرف روانہ کیا تو یہاں اس ''صاحب بلیٰ'' کو شیطانی بلا سے محفوظ و مامون رکھنے کیلئے دین اسلام کا لباس فاخرہ نائبان خدا یعنی حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے ذریعے روانہ کیا گیا۔ تاریخ دنیا کے روز اول سے جس جس انسان نے یہ اسلام کا لباس فاخرہ انبیاء کرامؑ کے ذریعہ حاصل کر کے پہنا اس صاحب بلیکو رب تعالیٰ نے فانی دنیا سے

واپس بلا کر عقبیٰ کے دار بقاء میں اپنی لقاء (دیدار) میں مشغول کر کے مقام وصل یعنی اپنی اصل پر پہنچا دینے کا وعدہ کیا ہے۔

تو گویا معلوم ہوا اچھا ماحول، پاکیزہ غذا، آزاد فضا جیسی فطری نعمتیں جس بدن کو تندرست رکھتی ہیں وہ بدن بذات خود ''قالوا بلی'' کا ازلی محافظ و ترجمان ہے جیسا کہ حضور کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر پیدا ہونے والا بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر والدین اس بچے کو یہودی، نصرانی، مجوسی وغیرہ بناتے ہیں تو دین فطرت کیا ہے وہی جسکو اللہ تعالیٰ نے پسند فرماتے ہوئے ''اسلام'' کا نام دے دیا۔ اگر یہ نعمت اسلام بدن میں صحیح اور درست ہے تو پھر بقیہ نعمتوں کا تقاضا لازمی، ضروری اور فطری ہے اگر یہ نعمت اسلام وایمان انسان میں نہیں ہے تو پھر بقیہ نعمتوں کا تقاضا لایعنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ازلی ضرورت کو انسانوں تک پہنچانے کیلئے انبیاء کرام کا انتظام فرمایا اس دنیا میں پیام اسلام کا فریضہ سب سے پہلے حضرت آدمؑ نے انجام دیا پھر لاکھوں انبیاء کرام تشریف لاتے رہے بالآخر اللہ تعالیٰ نے ان پاکیزہ صفت انبیاء کرام علیہم السلام کے سردار اور اپنے حبیب مختار حضرت محمد ﷺ کو تاج خاتمیت پہنا کر مبعوث فرمایا آپ ﷺ پر سلسلہ نبوت کا اختتام فرمایا اب قیامت تک حضور پر نور ﷺ کی ہی نبوت کا سکہ چلے گا جسکو جامع الکمالات حضرت شیخ یعقوب صرفیؒ نے اس طرح فرمایا:

ختم رسل پادشہ انبیاء خاک درش تاج سر اولیاء

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خانؒ نے اس طرح فرمایا:

اصالت کل، امامت کل، سیادت کل، امارت کل
حکومت کل، ولایت کل خدا کے یہاں تمہارے لئے

حضور پر نور ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد کار نبوت آپ ﷺ کے صحابہ کرام، اہل بیت اطہار، ائمہ مجتہدین، اولیاء کاملین علیہم الرحمۃ والرضوان کے ذریعہ ہی جاری وساری رہا یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو راہ راست پر ثابت قدم رہنے کیلئے انہی صادقین کا دامن تھامنے کا حکم فرماتا ہے، ان مقربان بارگاہ خداوندی کو انعام یافتگان کہہ کر انہی کے راستے پر چلنے کی دعا مانگنا سکھاتا ہے کیونکہ یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے راست طریقے سے حضور پر نور ﷺ کا دامن تھاما ہے تب سے آج تک پوری دنیا میں مسلمانوں کی اکثریت انہی انعام یافتگان کے طریقوں پر چلتی آرہی

ہے۔اسی اکثریت کو ''سواد اعظم'' کہتے ہیں اور ان کے اختیار کردہ راستے کو ''مسلک اہل سنت والجماعت'' کہتے ہیں پوری چودہ سو سالہ تاریخ کا مطالعہ کریں تو آپ ہمیشہ ''سواد اعظم کو مسلک اہل سنت پر ہی پائیں گے۔ مشکوٰۃ شریف، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب السنۃ حدیث نمبر ۱۶۴/۳۳ نقل از ابن ماجہ بروایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما درج ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذفی النار'' حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سواد اعظم (بڑی جماعت) کی پیروی کرو اور بیشک جس نے سواد اعظم کو چھوڑا وہ تنہا ہی دوزخ میں ڈالا جائیگا۔

غرض قالوابلیٰ کے تئیں اپنی وفاداری ثابت کرنے کیلئے مسلک سواد اعظم اہل سنت کو اختیار کرکے مسلمانان سواد اعظم سے متعلق ہونا لازمی ہے یہی حیات انسانی کا اصل الاصول ہے۔ سرکش شیطان روز اول سے ہی مسلمانوں کو اس اصل الاصول سے دور کرنے کی کوششوں میں لگا ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چند مٹھی بھر سرپھروں کی طرف اس طرح مخاطب ہوتا ہے '' و من الناس من یقول آمنا باللہ و بالیوم الآخر وما ھم بمؤ منین ''لوگوں میں سے کچھ لوگ وہ ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور آخرت کے دن پر ایمان لائے اور وہ ایمان والے نہیں۔ پھر آگے چل کر اس ایمان نُما بے ایمان اقلیت کو یوں اللہ تعالیٰ مخاطب ہوتے ہیں'' و اذا قیل لھم آمنوا کما آمن الناس ''''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ جس طرح سب لوگ (یعنی اکثریت سواد اعظم) ایمان لائے'' تو وہ جواب دیتے ہیں'' قالوا انؤمن کما آمن السفھاء'' ''کیا ہم ان بے وقوفوں کی طرح ایمان لائیں'' اس طرح سواد اعظم کو یعنی اکثریت کو بے وقوف کہنے والی اس اقلیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ یوں خبر دار کرتا ہے'' الا انھم ھم السفھاء و لکن لا یعلمون ''''جان لو! بیوقوف (درحقیقت) وہ خود ہیں لیکن انہیں (اپنی بے وقوفی) کا علم نہیں۔ اس طرح ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان مسلم نما غیر مسلموں کی بھرپور مذمت کی۔ ہاں یہ شنیع اقلیت ہمیشہ مسلمانوں کے اندر موجود رہے گی تاکہ حضور کریم ﷺ کے غلاموں کو اپنے بے باک اور بے لاگ ایمان کو مظاہرہ کرنے کا موقع ملے۔ دانائے راز حضرت علامہ اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے۔

موسیٰ و فرعون، شبیر و یزید — ایں دو قوت از حیات آمد پدید

غرض مؤمنین کو کبھی کفار کیساتھ تو کبھی فجار و فساق کیساتھ آمنا سامنا کرنا پڑتا ہے اسی کی

ترجمانی دانائے راز نے یوں فرمائی :

یہ شہادت گہہ اُلفت میں قدم رکھنا ہے — لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

اس بنیادی ضرورت انسانی یعنی'' قالو بلیٰ '' کیساتھ وفاداری یعنی مسلک سواد اعظم اہل سنت کی طرف احقر بہت سارے ارتقائی مراحل سے گذر کر پہنچا الحمد للہ۔ اس منزل حقیقی پر پہنچنے میں اور اس پاکیزہ فکر کو اپنانے میں اگرچہ احقر کو اپنے اولوالعزم اسلاف کرام کی تعلیمات اور دعاؤں کا براہ راست دخل ہے لیکن اس میں مجذوب کمراز کا ہاتھ بھی ہے جس نے احقر کو ''نور القمر'' کردیا مگر افسوس یہ سطور قلمبند کرتے ہوئے ''مجذوب احد ببؒ'' بے شمار دلوں کو سوگوار بنا کر اس فانی دنیا سے ۱۴ شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۷ جولائی ۲۰۱۰ء سہ شنبہ (منگلوار) کو کوچ کرکے واصل بحق ہوئے'' انا للہ و انا الیہ راجعون ''میں اس مجذوب خدامست کی عظمتوں اور بلندیوں کو سلام پیش کرتا ہوں جو اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں قربان کرکے اپنی حیات ظاہری میں ہی ''مقام فنا فی اللہ'' پر براجمان ہوچکے تھے کوئی کیا سمجھے اس مقام کو یہ وہ مقام ہے جہاں عقل و خرد بھی معشوق کی محبت میں بھینٹ چڑھائے جاتے ہیں پھر یہاں سے بے کم و کاست فیض بٹتا ہے جس سے مردہ دلوں کو نئی حرارتیں ملتی ہیں لیکن بظاہر آج وہ فیض رساں خاموش ہوگیا بقول علامہ اقبال :

جس ساز کے نغموں سے حرارت تھی دلوں میں — محفل کا وہی ساز ہے بیگانۂ مضراب

یہ بات تب دیکھنے میں آئی جب اس ''فانی فی اللہ'' کا جنازہ اُٹھا تو لاکھوں سوگواروں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر اپنے محسن کو پرنم آنکھوں سے اَلوداع کہہ رہا تھا ان سوگواران میں آج احقر بھی تھا ساتھ میں ڈاکٹر عبدالباسط صاحب آف صورہ اور دیگر دوست احباب بھی تھے بہر حال اللہ تعالیٰ مجذوب احد ببؒ سوپور کو جنت میں اعلیٰ درجات عطا فرمائے اور تمام متعلقین پر انکی باطنی توجہ جاری وساری فرمائے۔ (آمین)

مجذوب احد ببؒ کے نظر کرم کیساتھ ہی ساتھ احقر کو حضرت سردار محمد لطیف بیگ علوی نقشبندیؒ (سابق پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج سوپور) کی صحبت میسر آئی حضرت لطیف صاحب حضرت جماعت علی شاہ صاحبؒ محدث علی پوری کے خلیفہ تھے انتہائی تقویٰ شعار تھے اللہ تعالیٰ نے آپکو ولایت کے مقامات عالیہ پر فائز فرمایا تھا آپؒ کے متعلق کیا لکھوں اور کہوں علامہ اقبالؒ بتا چکے ہیں۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو

ید بیضاء چھپائے بیٹھے ہیں یہ آستینوں میں

یہ دربار دیکھنے کے ہیں جو سالک کے دل میں ہوتا ہے زبان مرشد اسکی ترجمانی کرتی ہے بقول شاعر

درکوئے خدا پینازاں روز کہ شد گذرم | از مذہب خود بینی بیزارم و بیزارم

یہ غلط خیال ہے کہ شاید یہ صالحین انسان کو رہبان بناتے ہیں نہیں ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ

نمی گوئم کہ از عالم جدا باش | بہر جائے کہ باشی با خدا باش

کے مصداق سالک کو خدا رسیدہ کر دیتے ہیں عالم سے جدا نہیں کرتے ہیں بلکہ عالم ہی میں رہ کر سالک اپنا سودا خداوند قدوس سے کر بیٹھتا ہے یعنی سراپا وجود میں فکر "بلی" کا انقلاب پیدا کرتا ہے حضرات اولیاء کرام سے تعلق رکھنے کے متعلق مولینا رومؒ فرماتے ہیں :

گرتو پیوندی بداں شاہ شاہ شوی | ذرہ گر بودی ولیکن مہ شوی

الحمد للہ جب سے ان حضراتؒ نے نگاہوں سے حقائق کے جام پلا دئے ہیں دل میں ایک عجیب سا اطمینان اور روح میں چین محسوس کر رہا ہوں یہاں یہ بات بھی کہنے میں کوئی شرم محسوس نہیں کرونگا کہ حضرت لطیف صاحب کے دربار تک پہنچانے کا احسان احقر پر جناب جاوید صاحب ڈنگی وچ نے فرمایا حضرت لطیف صاحبؒ کے وصال کے بعد حضرت سید پیر نصیر صاحب گولڑہؒ شریف راولپنڈی نے ہاتھ تھاما یہ گھرانہ تو سب کا سب اولیاء کرام کا گھرانہ ہے جنکے سرخیل قطب وقت جناب حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑہؒ بڑے باکمال عالم و عارف گذرے ہیں انہی کے پڑ پوتے حضرت پیر نصیر صاحبؒ کا سایہ میسر ہوا لیکن شومئی قسمت کہ حضرت پوری جوانی میں انتقال کر گئے اور اس طرح متعلقین کو یتیم کر کے چھوڑا چونکہ اہل اللہ سے نسبت کی بڑی اہمیت ہے خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے "کہ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور سچوں کیساتھ منسلک ہو کر رہو" اسی لئے حضرت پیر نصیر صاحبؒ کے انتقال کے بعد خانقاہ شاہ ابو الخیر چتلی قبر دہلی سے حضرت صاحبزادہ ابو النصر انس فاروقی صاحب مدظلہ کی بارگاہ بے کس پناہ سے سہارا ملا یہ بارگاہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے اولاد و احفاد سے آج تک آباد ہے اس بارگاہ کے متعلق اہل صفاء نے یوں فرمایا:

"بہ دہلی رو اگر در جستجوئے آب حیوانی" اور ساتھ ہی حضرت قبلہ علامہ سید محمد اشرف صاحب اندرابی قادری کے سایہ میں دن گذار رہا ہوں اللہ تعالیٰ قبلہ حضرت اشرف صاحب اندرابی اور صاحبزادہ ابو

النصر انس فاروقی صاحب کا سایہ دراز فرمائے۔ آمین۔ ان دربار اولیاء سے متعلق ہو کر دیکھئے یہ حالت ہو جائے گی کہ

جس قدر پیتے رہے ہم تشنگی بڑھتی گئی | ہم تیرے قربان ساقی تیرے میخانے کی خیر

ہماری وادی جو صدیوں سے اولیاء کرام کا مسکن رہی ہے میں آج بھی اس پاکیزہ عقیدہ کی مہک چہار جانب موجود ہے مگر افسوس کیساتھ یہ لکھنا پڑ رہا ہے کہ پچھلی چند دہائیوں سے دینی اعتبار سے بھی یہاں حالات مخدوش ہیں ہر طرف سے مسلک سواد اعظم پر ڈاکے ڈالے جا رہے ہیں ، کہیں پر ناموس نبوت کو نشانہ بنایا جا رہا ہے تو کہیں یزید کے رشتے دار ظلم یزید کو تاویلوں سے انصاف ثابت کر کے امام عالی مقام حضرت سیدنا حسین علیہ السلام کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں، کہیں اولیاء کرام سے عوام کو مختلف بہانے بنا کر برگشتہ کیا جا رہا ہے کبھی مسلک سواد اعظم کیساتھ تعلق رکھنے والوں کو مشرک کے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے اور مسلک سواد اعظم سے ہٹ کر اپنے مکتب فکر کی ڈیڑھ اینٹ کی الگ عبادت گاہ کو "قلعہ توحید" کا نام دیتے ہیں۔

کئی بار کوشش کی کہ اس پر قلم اُٹھاؤں مگر مصروفیات آڑے آتی گئیں بالآخر ایک دن اپنے ہی علاقہ کے ایک عزیز مکرم انجینیر طفیل احمد گڈھا جو نہایت ہی دین دار اور مخلص نوجوان ہے نے ایک دیوبندی فکر کے مفتی، مفتی عبد الرشید صاحب بلالیہ سے اپنی ملاقات کی روداد سنائی کہ موصوف میلاد النبی ﷺ کو بدعت، حضور ﷺ کی عظمتوں اور نبوی صفات مثلاً علم غیب، حاضر و ناظر و اختیار کا انکار کرتا ہے حیرانگی کی بات یہ ہے کہ یہ دیوبندی لوگ کس منہ سے ایسی باتیں کرتے ہیں جبکہ خود انہی کے اکابر نے اس منفی سوچ و فکر کا رد کیا ہے آخر کب تک یہ بے تکی باتوں سے نوجوانوں کو گمراہ کرتے رہیں گے بالآخر ٹھان لی کہ اس پر ایک کتاب ضرور شائع کرنی چاہئے تا کہ ان کے اس مکر و فریب اور تقیہ پر سے ہمیشہ کیلئے پردہ اُٹھ جاتا پھر مزید یہ بھی سوچا کہ کشمیر میں آغاز اسلام سے ہی آج تک مسلمانوں کے دینی حالات کا مختصر سا جائزہ اور مختلف مراحل پر مسلمانوں کو تقسیم کرنے کی بھی مختصر تاریخ لکھوں پھر علماء دیوبند کے اس اعلانا تقیہ و کتمان پر سے پردہ اُٹھا کر انہی کے اکابر کی تصنیفات کا حوالہ دیکر ذرا انکو آئینہ دکھائیں بہر حال اس کام میں احقر کہاں تک کامیاب ہوا اسکا فیصلہ قارئین ہی کریں گے ہاں میرے لئے یہ کام کافی دشوار اور تحقیق طلب تھا جس کیلئے کافی وقت درکار تھا خاکہ ذہن میں بننے لگا دریں اثنا ۲ رجنوری ۲۰۱۰ء کو گجرات احمد آباد میں اشاعت درود

شریف کانفرنس میں شرکت کا دعوت نامہ موصول ہوا اس کانفرنس کا انعقاد سرزمین حیدرآباد، دکن کے معروف عاشق رسول ﷺ جناب موسیٰ اُبوخالد صدیقی صاحب نے کیا تھا جن کی زندگی کا مقصد ہی اشاعت درود شریف ہے۔ٹھیک ۳۰ دسمبر ۲۰۰۹ء کو سرینگر سے بذریعہ سوموگاڑی روانہ ہوا دیر رات کو جموں پہنچا حسب معمول محبّ گرامی قدر شیخ ظہور صاحب کے برادر اکبر جناب شیخ الطاف صاحب توی پل کیساتھ ہی اپنے کوارٹر کے سامنے انتظار کر رہے تھے رات آرام سے بسر ہوئی فجر نماز کے بعد اوراد و اذکار سے فارغ ہوا تو ۳۱ دسمبر کی صبح ریلوے اسٹیشن کی طرف روانہ ہوا گجرات کا سفر جموں سے کافی طویل ہے دو دن اور ایک رات کا سفر، طوالت سفر کے علاوہ ایک کشمیری کا تنہاء سفر بھی انتہائی مشکل ہی ہوتا ہے کشمیریوں کیساتھ ماضی میں بہت سارے ایسے حادثات پیش آئے ہیں بہرکیف کسی شاعر نے ان حالات کو کچھ اس طرح پیش کیا ہے :

سفر تنہا بہر صورت عذاب جان ہوتا ہے زہے قسمت سفر میں ہم سفر دو چار ہو جائیں

ٹرین میں سوار ہوا تو خوشی ہوئی کہ میرے ساتھ آمنے سامنے سیٹ پر باقی چار مسافر بھی اتفاقاً کشمیری ہی تھے اور وہ بھی بیلٹ فورس کے یعنی محکمہ فائر سروس کے آفیسر س جو (Disaster Management) میں جدید تکنیک کی جانکاری حاصل کرنے کیلئے احمد آباد جا رہے تھے ان میں مشتاق احمد شاہ صاحب بتہ مالو سرینگر کے اور عبدالاحد صاحب، عبدالرحمان صاحب اور عبدالرشید صاحب کپواڑہ اور اسلام آباد سے تعلق رکھتے تھے۔ سفر میں بہترین ہمسفر میسر آنا انعام خداوندی ہی تھا جس سے قلبی راحت محسوس ہوئی سفر گھر بار سے دوری کی وجہ سے خلوت کا بہترین سامان بھی میسر کرتا ہے احقر نے اس خلوت سے فائدہ اُٹھانے کیلئے اس کتاب کیلئے جمع کیا ہوا مواد بھی ساتھ ہی اُٹھایا تا کہ اس کتاب پر ٹرین میں ہی یکسوئی کیساتھ لکھنا شروع کروں الحمد للہ ہم وطنوں کی صحبت میسر آنے کے بعد اس طویل خلوت سے خوب فائدہ اُٹھاتے ہوئے اس کتاب کا آغاز کیا الحمد للہ آغاز بہت اچھا ہوا یکم جنوری ۲۰۱۰ء کو قبل مغرب احمد آباد سٹیشن آیا، اسٹیشن پر جناب موسیٰ اُبوخالد کے دست راست جناب صدیقی صاحب قبلہ، احمد آباد کے احباب کیساتھ پہلے سے منتظر تھے ملاقات ہوئی سیدھے قیام گاہ پہنچے نماز مغرب باجماعت ادا کی صدیقی صاحب قبلہ کے حکم سے احقر نے ہی نماز پڑھائی اگلے روز صبح سویرے مختلف ریاستوں سے آئے ہوئے مندوبین کیساتھ مہدی نواز جنگ حال پہنچے ٹھیک نو بجے کانفرنس شروع ہوئی دیکھتے ہی دیکھتے حال کھچا کھچ بھر گیا

کانفرنس کی صدارت حضرت قبلہ امین میاں صاحب مارہروی قادری مدظلہ صدر شعبہ اردو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور قیادت حضرت علامہ و مولینا عبد الستار ہمدانی (پوربندر، گجرات) نے فرمائی کانفرنس کی خاص بات یہ تھی کہ جناب صدر صاحب کے سامنے ہی غلاف میں حضور اکرم ﷺ کے موئے مقدس بھی موجود تھے جو علامہ عبدالستار ہمدانی صاحب نے پوربندر سے خصوصی طور پر منگوائے تھے علامہ نے حضور ﷺ کی حیات مقدسہ کو ثابت کرتے ہوئے موئے شریف کی زیارت کراتے ہوئے دکھایا کہ موئے مقدس کو بہت سارے اور بال مبارک بھی اُگ آئے ہیں ان بال مبارک میں سے مہتمم کانفرنس جناب موسیٰ اُبوخالد صاحب کو بھی حضرت ہمدانی نے ایک بال مبارکہ بخشا۔تقاریر ہوئیں ہر مقرر کو بیس منٹ کا مختصر وقت تھا لیکن جناب صدر کانفرنس نے احقر پر بڑا کرم فرمایا کہ مقررین میں سب سے زیادہ وقت کم و بیش گھنٹہ بھر تقریر کیلئے دیدیا اہلیان احمد آباد کی بے انتہا محبت اور طلب دیکھ کر میں حیران رہ گیا اور اپنے اہلیان رحمت آباد بھی یاد آئے کہ جمعہ کے دن مسجد رحمت میں داخل ہوتے ہی ان کی ایک نظر گھڑی کی طرف ایک نظر واعظ پر ہوتی ہے۔بہرحال مولینا رومؒ نے کیا خوب فرمایا ہے :

بر سماع راست ہر کس چیر نیست طعمہء ہر مرغکے انجیر نیست

احمد آباد کی اسی ''اشاعت درود شریف کانفرنس'' میں تصنیف ہذا کیلئے کافی مواد علامہ عبدالستار ہمدانی مدظلہ نے فراہم کروایا اسکے علاوہ دعوت اسلامی سوسائٹی کے نثار بھائی نے پیر محمدؒ لائبریری لے لیا یہاں پر بھی کچھ مواد ملا سب کا زیراکس کرا کے اپنے ساتھ لایا اس سلسلے میں مختار بھائی و محبوب بھائی کی اخلاص بھری خدمت تو احقر پر ایک احسان ہے غرض اپنی تصنیف کے سلسلے میں ''اشاعت درود شریف کانفرنس'' میں شرکت سے بہت سارا مواد حاصل ہوا اسلئے اس کام کا آغاز ''حضور کریم ﷺ ہی کے کرم سے ہوا پھر دیوبند کے مختلف کتب خانوں سے بھی بذریعہ ڈاک کتب منگائیں قارئین دوران مطالعہ ہی اس بات کو محسوس کریں گے کہ مواد جمع کرنے میں کن کن دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا ہوگا مگر مسلک سواد اعظم اہل سنت کے دفاع میں ایک تحقیقی تصنیف تیار کرنے کے جذبے نے میرے لئے ہر مشکل مرحلہ آسان کر دیا تا کہ ہم اپنے اصل الاصول یعنی ایمان پر مضبوطی سے قائم و دائم رہیں ساتھ ہی ہمیں دین میں داخل بہروپیوں کے بارے میں بھی جانکاری حاصل ہو کیونکہ بقول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خانؒ :

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

میں اپنی اس تصنیف کے سلسلہ میں کسی قسم کی داد وتحسین کا متمنی بالکل نہیں ہوں ہاں میری یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے طفیل اس تحریر کے ذریعے تمام مسلمانوں کو عشق رسول ﷺ کے نقطۂ اتحاد پر متحد فرمائے اور اپنے اسلاف کرام جیسا پاکیزہ ایمان اور خالص عمل کرنے اور اسلاف کے متعلق اپنے دلوں میں نفرت اور بغض پالنے سے بچاتے ہوئے اس قرآنی دعا کے سائے میں رکھے۔

"ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک الرء وف الرحیم"

"اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی، جو ایمان لانے میں ہم سے آگے بڑھ گئے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کیلئے کوئی کینہ اور بغض باقی نہ رکھ۔ اے ہمارے رب! بیشک تو بہت شفقت فرمانے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔"

آخر پر اپنے اساتذہ کرام خصوصاً مربی من قبلہ علامہ و مولینا سید محمد اشرف صاحب اندرابی مدظلہ، مولینا جاوید صاحب ڈنگی وچہ کا سراپا شکر گذار ہوں جن کے بحر علم سے یہ عاجز بھی سیراب ہوا اور صدر المرکز الاسلامی جناب الحاج غلام رسول کیلیو صاحب، جناب مظفر کاوسہ صاحب، جناب مظاہر حسین مصباحی صاحب، اس تصنیف کو از اول تا آخر کمپیوٹر پر تیار کرنے والے عزیز مکرم جناب احمد اعجاز الرحمان ٹپلو صاحب وعبد الرؤف راحت کے علاوہ اسلامک مشن کے اراکین خصوصاً جناب رفیع صاحب بیگ بدخشی، مظفر صاحب وفائی، شاہد مخدومی صاحب، انجینیر طفیل صاحب، جاوید جان صاحب، نیر الاسلام صاحب اور ہونہار طلبہ وعزیزان من جناب ارشاد حسین شاہ، پرویز پرواز صاحب، جناب محمد عارف صوفی، پیرزادہ روحان صاحب، عمر بشیر شاہ و غلام جیلانی بارو کے علاوہ تمام معاونین کا فرداً فرداً تہہ دل سے شکریہ بجالاتا ہوں اللہ تعالیٰ جملہ معاونین کو حضور اقدس ﷺ کا دامن رحمت عطا فرمائے صاحب دلائل الخیرات علامہ جزولی کی اس دعا کے طفیل کہ اللھم تقبل شفاعتہ فی امتہ و استعملنا بسنتہ و توفنا علیٰ ملتہ و احشرنا فی زمرتہ و تحت لوائہ و اجعلنا من رفقائہ و اوردنا حوضہ واسقنا بکاسہ وانفعنا بمحبتہ. اللھم امین بجاہ سید المرسلین ﷺ

دعا گو

سید بلال احمد کرمانی

گلستان محبوب، رحمت آباد، پی۔سی۔ ڈیپو،

سرینگر، کشمیر۔۱۹۰۰۱۷

مقدمہ

از قلم گوہر رقم حضرت قبلہ امیر اہل سنت

علامہ و مولینا سید محمد اشرف صاحب عاصم اندرابی، قادری مدظلہ العالی

سرپرست شاہ ہمدان ٹرسٹ پانپور کشمیر

نحمدہ ونصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

آئینہء حق نما

یہ تحقیقی تالیف ہمارے فاضل عزیز گرامی قدر سید بلال احمد کرمانی صاحب کی مرتب کردہ ہے عزیز موصوف کو حق تعالیٰ شانہ نے حُب محبوب خدا روحی فداہ ﷺ کی نعمت عظمیٰ سے نوازا ہے وہ اولیاء کرام اور علماء عاملین کے سچے متبعین میں سے ہیں اور گستاخان بارگاہ رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا تعاقب کرنے میں ہر وقت کمر بستہ رہتے ہیں ان کا مرتب فرمودہ رسالہ نافعہ "آئینہء حق نما" اسم با مسمّیٰ اور "بقامت کہتر بقیمت بہتر" کا بہترین نمونہ ہے اس کتاب کا موضوع کشمیر میں مسلک اہل سنت کو تقسیم کرنے والی تحریکوں کی تاریخ بیان کرنا اور ملت اسلامیہ کو ان کی اصلیت سے آگاہ کرنا ہے نیز دلیل و برہان کی روشنی میں ان کے بطلان کو واضح کرنا ہے۔ "آئینہ حق نما" کو مؤلف نے پانچ ابواب میں تقسیم کیا ہے۔

باب اول: کشمیر میں تاریخ اسلام کا آغاز۔

باب دوم: مسلمانان اہل سنت میں تشیع کے نام سے تقسیم اول۔

باب سوئم: وہابیت کے نام سے دوسری تقسیم۔

باب چھارم: مابعد تاریخ کا تاریک ترین باب،

"کشمیر میں دیوبندی مفتیوں کی کھلی منافقت"

باب پنجم: اربعین فی شان شفیع المذنبین ﷺ۔

باب اول میں کشمیر میں اسلام کے ورود مسعود کی تاریخ کو اختصار کیساتھ بیان کیا گیا ہے۔ باب دوم میں شیعہ مذہب کی درآمد کو مختصراً بیان کیا گیا ہے۔ باب سوئم میں وہابیت کے نام سے ملت مرحومہ کی دوسری تقسیم کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔ اس باب میں وہابیت کے بانی ابن عبدالوہاب

نجدی کا خروج اور ملت اسلامیہ کے سواد اعظم اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد پر ناروا تنقید اور حجاز مقدس بالخصوص حرمین شریفین کے فرزندان توحید پر اسکے مظالم، آثار مقدسہ آقائے نامدار ﷺ اور مقابر صحابہ کرام وتابعین ذوی الاحترام کے انہدام کی خوں چکاں داستان کو بیان کیا ہے اور اسکے ظہور کے وقت سے لیکر آج تک کے مسلّمہ ائمہ دین وعلماء کرام کے فتاویٰ وتاثرات جو اسکے ضال ومضل ہونے پر دلالت کرتے ہیں شرح وبسط کیساتھ بیان کئے گئے ہیں، باب چہارم جسے محترم کرمانی صاحب نے مابعد تاریخ کا تاریک ترین باب نام دیا ہے اس میں کشمیر میں دور حاضر کے مفتیان دیوبند یعنی وادی کشمیر کے فارغین دارالعلوم دیوبند کی دورخی پالیسی کا پردہ چاک کردیا ہے اور انہیں اپنے معتمد علیہ علماء اور علمی اسلاف کی تحریروں کا آئینہ دکھایا ہے تاکہ وہ اپنی اصل صورت کو پہچان لیں سچ پوچھئے تو یہ باب واقعی ایک آئینۂ حق نما ہے جوان گندم نما جوفروشوں کی اصل حقیقت کو آفتاب نصف النہار کی طرح واضح کرتا ہے کس قدر جرأت واستعجاب کا مقام ہے کہ جن باتوں پر یہ مفتیان بے توفیق بے چارے سیدھے سادھے مسلمانوں پر کفر وشرک کے فتوے لگاتے ہیں، ان کے قائل تو وہ علماء حضرات بھی ہیں جن کے سلسلۂ تلمذ سے منسلک ہونے پر یہ لوگ فخر کرتے ہیں اور ان کی کرامات و فضائل ومحاسن کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے لیکن فتوے صادر کرتے وقت توحید باری تعالیٰ کے یہ ٹھیکیدار اپنوں کیلئے ایک اور دوسروں کیلئے دوسرا پیمانہ رکھتے ہیں اور بزعم خود قرآن حکیم اور سنت نبویہ کے مطابق ہی یہ کارخیر انجام دیتے ہیں۔ حق جل مجدہٗ قلندر ہندی علامہ اقبالؒ کی قبر پر اپنی رحمت کی برچھا برسائے انہی ''مفت'' کے مفتیوں کے بارے میں فرما گئے ہیں:

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق

کرمانی صاحب اس سے پیشتر بھی ان حضرات کی ''تحقیقات علمیہ'' کی حقیقت کی نقاب کشائی کرچکے ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جب ''اللہ والوں کے اسی ''قافلہ مقدسہ'' کے ایک شہسوار نے فتویٰ صادر فرمایا کہ ۱۲ ربیع الاول کو نبی کریم ﷺ کی وفات آیات کی تاریخ ہے اسی دن آپ ﷺ تولد بھی ہوئے اب اس دن آنے کی خوشی منائیں یا جانے کا غم؟ وغیرھا من الھفوات الوھابیہ'' اسوقت اسی عاشق رسول ﷺ سیماب صفت جوان نے اس کی تردید میں قلم اٹھا کر مفتی صاحب مذکور کے خیال باطل کو ھباءً منثورا کردیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ''علم غیب'' کے مسئلہ پر قلم اُٹھاتے وقت یہ

لوگ کن کن واقعات سے استدلال کرتے ہیں، انہیں دیکھ کر ایک صاحب علم کو تعجب ہوتا ہے کہ ان کی تاویل اور اصطلاحی علم غیب پر تو علم سے مناسبت رکھنے والا ہر شخص بادنیٰ تامل کو رسائی حاصل ہے۔ حد یہ ہے کہ اس عقیدہ کے قریب قریب تمام مولوی اور مفتی حضرات، بزعم خود ناقابل تردید دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ واقعہ اِفک میں حضور نبی کریم ﷺ ایک مدت تک ''پریشان'' رہے اگر انہیں علم غیب ہوتا تو فرماتے کہ ''اُم المؤمنین پر منافقین جو تہمت لگاتے ہیں وہ سراسر جھوٹ ہے لیکن ایسا نہیں ہوا تو معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو غیب کی باتوں کا علم نہیں تھا'' نعوذ باللہ حالانکہ اپنوں کی تو بات ہی نہیں غیر مسلم سیرت نگاروں بالخصوص یورپین مستشرقین نے اس سوال کا جواب یہ دیا ہے کہ کسی شخص کا اپنے کسی رشتہ دار خصوصاً اپنی چہیتی بیوی کے بارے میں صفائی پیش کرنا قابل قبول نہیں ہوتا، اور علماء حق نے بھی فرمایا ہے حضور پرنور ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ جل شانہ کی قسم! ہمیں اپنے اہل بیت کے بارے میں کوئی بدگمانی نہیں لیکن ہم نے اپنے اللہ کی وحی کا انتظار کیا تاکہ کسی منافق کو یہ کہنے کا موقعہ نہ ملے کہ اُسے (حضور ﷺ کو) اپنی حرم پاک کا دفاع تو کرنا ہی ہے، نیز اس واقعہ سے اُم المؤمنین کی عظمت شان اور فضیلت عظمیٰ کو بیان کرنا مقصود تھا جسے قیامت تک کیلئے سورۂ نور کی آیات مبارکہ میں محفوظ کردیا گیا ہے لیکن کس قدر بے حیا ہے وہ قوم جو اپنی قابل فخر، رفیع الشان، مہربان والدہ محترمہ پر منافقین ضالین کی لگائی گئی ناروا تہمت کو اپنے مہربان رؤف ورحیم پیغمبر اعظم ﷺ کے علم شریف کو ناقص ثابت کرنے کیلئے مزے لے لے کر بیان کرتے ہیں۔'' والی اللہ المشتکی''

آخری باب اربعین فی شان شفیع المذنبین۔ میں بخاری شریف حصہ اول سے ایسی چالیس احادیث مبارکہ کا انتخاب کیا ہے جن سے حضور پرنور، جان عالم شفیع معظم، نبی اکرم ارواحنا فداہ ﷺ کی رفعت شان وعلو مقام، سیادت عظمیٰ وامامت کبریٰ آشکارا ہوتی ہے۔ آخر ش عرض کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس عجالۂ نافعہ میں عزیز محترم نے اس ناچیز وناکارہ خلائق کے بارے میں جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے وہ ان کا حسن ظن ہے ورنہ خود میرا نظریہ اپنے بارے میں یہ ہے۔:

نہ گلم نہ برگ سبزم نہ درخت سایہ دارم
ہمہ حیرتم کہ دہقاں بچہ کار کشت مارا

ناکارۂ خلائق

سید محمد اشرف اندرابی عفی عنہٗ، پلوامہ
۸ رجب ۱۴۳۱ھ

تاثرات

ازقلم گوہر رقم میر واعظ جنوبی کشمیر جناب علامہ ومولینا جناب قاضی احمد یاسر صاحب

سربراہ جموں وکشمیر اُمت اسلامی، سرپرست ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، کشمیر

ظالمو! محبوب کا حق تھا یہی — عشق کے بدلے عداوت کیجئے

آج سے تقریباً چار سو سال قبل سرزمین نجد میں وہابیت کی صورت میں شر وفساد کے بیج بونے والا محمد بن عبدالوہاب نجدی جو ۱۱۱۵ھ مطابق ۱۷۰۳ء میں پیدا ہوا اس کا نجدی مشن تکفیر مسلمین اور علماء اہل سنت کا قتل عام اور توہین رسالت اور صحابہ کرام واہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مزارات کو گرانا تھا۔

شیخ نجدی کی بدنام زمانہ کتاب التوحید نے اہل سنت والجماعت کے ایمان وعقائد پر حملہ کرنے کی ناپاک جسارت کی تو اسی زمانہ کے تقریباً چالیس اکابر علماء نے اس کتاب کا رد بلیغ فرمایا اور جب شیخ نجدی کی اسلام وسنت سوز کتاب التوحید مولوی اسماعیل دہلوی کے ہاتھ لگی تو وہ فریفتہ ہوگئے واقعہ یوں ہے کہ مولوی اسماعیل نے شیخ نجدی کی ''کتاب التوحید'' کا ترجمہ اور خلاصہ بنام ''تقویۃ الایمان'' لکھ کر ہندوستان میں فتنہ وفساد مچانا شروع کیا اور لوگوں میں نجد سے آئے ہوئے وہابی عقائد پھیلنے لگے تو دہلی میں سنی علماء نے مولوی اسماعیل کے اس خطرناک فتنہ اور ان کے عقائد کی خرابی کا دندان شکن جواب دیا۔

موجودہ دور میں بھی کچھ لوگ انہی عقائد باطلہ پر قائم ہیں اور اسی کی ترویج واشاعت کیلئے دن رات کوشاں ہیں اور قرآن وحدیث کی متفقہ دلائل کا شدومد سے انکار کرتے ہیں ''**اللّٰھم نجنا من القوم الوھابیین**'' لائق صد مبارک باد ہیں حضرت مولانا سید بلال احمد کرمانی صاحب فاضل دینیات، ایم۔اے، جنہوں نے اس کتاب میں وہابیت کا جنازہ نکال کر رکھدیا میں اس کتاب مسمی بہ ''آئینہ حق نما'' کا بالاستعاب مطالعہ نہ کرسکا لیکن سرسری نظر ڈالنے پر اس نتیجے پر پہونچا کہ یہ کتاب سنی حنفی لوگوں کیلئے مفید ہے اس کو پڑھکر اپنے ایمان وعقائد کی حفاظت کرسکتے ہیں۔

نہ تم توہین یوں کرتے نہ ہم تکفیریں یوں کرتے — نہ ہوتی تیری بربادی نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

مولیٰ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ مصنف کے علم وعمل میں دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

دعاگو

قاضی احمد یاسر

(خادم اداہ تحقیقات اسلامی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ دلپزیر

ازحضرت علامہ مولینا پیرزادہ جاوید اقبال صاحب ڈنگی وچھ رفیع آباد، کشمیر

''المرء مع من احب''

''آئینہ حق نما'' تصنیف الحاج سید بلال احمد کرمانی صاحب ابقاہ اللہ حرفاً حرفاً مطالعہ کی، الحمدللہ تصنیف واقعی تحقیقی ہے اور ہر ہر حرف نبی اکرم ﷺ صحابہ کرامؓ، اولیاء کرامؒ کیساتھ جناب کے عشق ومحبت اور اخلاص کا ترجمان نظر آتا ہے۔ مطالعہ کی برکت سے احقر اپنے قلب میں بھی محبت نبوی ﷺ اور محبت صحابہؓ واولیاء کرامؒ میں ترقی واضافہ محسوس کرتا ہے۔

جملہ محدثین کرام اُس بات پر متفق ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو غیب پر مطلع فرمایا گیا ہے اور حضور ﷺ کے معجزات سے یہ امر بھی ہے کہ پوشیدہ اُمور اور جو کچھ ہوگذرا ہے سب پر آپ ﷺ کو مطلع فرمایا گیا ہے اس سلسلے میں اتنی احادیث ہیں جن کا احاطہ کر لینا ناممکن ہے جیسا کہ حضرات محدثین فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی ایسے فتنہ پرداز کو نہ چھوڑا جسکے ساتھی تین سو یا اُس سے زائد ہوں۔ مگر اُسکا نام، اُسکے باپ کا نام اور اُسکے قبیلے کا نام لے کر بتایا تھا۔ امام بخاریؒ امام مسلمؒ اور دیگر ائمہ حدیث نے ایسی احادیث کی تخریج کی ہے جن سے اپنے اصحاب کو رسول اللہ ﷺ نے مطلع فرمایا تھا۔ مثلاً آپ ﷺ نے ان سے وعدہ فرمایا کہ وہ دشمنوں پر غالب آئیں گے۔ نیز حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہٗ کے ہاتھ پر خیبر فتح ہوجائیگا۔ سراقہ کو ہجرت کے موقع پر کسریٰ کے کنگن پہننے کی بشارت سنائی۔ بنواُمیہ کی بادشاہی اور حضرت معاویہؓ کی حکمرانی کے بارے میں خبر دی۔ حضرت امام مہدیؓ کی تشریف آوری کی خبر دی، حضرت علیؓ شیر خدا کی شہادت کی خبر، حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر دی نیز یہ بھی بتادیا کہ ان کا خون اس آیہ مبارکہ پر پڑھے گا ''**فسیکفیکھم اللہ**'' (سورۃ البقرہ) حضرت زبیرؓ اور حضرت علیؓ کے باہمی محاربے کی خبر بھی دی۔ قزمان کے بارے میں فرمایا تھا کہ وہ جہنمی تھے حالانکہ وہ مدت سے مسلمانوں کی جماعت میں تھا۔ وہ خودکشی کر کے مرا۔ ایک جماعت کے بارے میں فرمایا جن میں حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت سمرہؓ بن جندب بھی شامل تھا جو ان میں سے آخر میں وفات پانے والا ہے وہ آگ کے ذریعے وفات پائے گا۔ حضرت حنظلہؓ کے بارے میں فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ فرشتے اُنہیں غسل دے رہے ہیں لہٰذا اُن کی بیوی سے اُس کی وجہ

پوچھو۔ اُس نے بتایا وہ جہاد کیلئے جنابت کی حالت میں نکلے تھے اور جلدی میں غسل نہیں کر سکے۔
حضرت فاطمہؓ کے متعلق فرمایا کہ میرے اہل بیتؓ میں سے سب سے پہلے یہی وفات پائیں گی۔
حضرت اُویس قرنیؒ کے احوال کی خبر بھی دی اس اُمت میں تیس یا چالیس کذاب کی اطلاع بھی دی جن میں چار عورتیں بھی ہوں گی۔ یہ بھی فرمایا اُس اُمت کے پچھلے لوگ اگلوں کو بُرا کہیں گے وغیرہ وغیرہ۔

الغرض جس قدر فتنے پہلے زمانے میں اُٹھے یا اب اُٹھ رہے ان سب کی مذموم کوشش کا مقصد آنحضور ﷺ کی شان رفیع کو گھٹانا ہوتا ہے نعوذ باللہ مگر جس ذات عالی کی حفاظت خود اللہ تعالیٰ "فانک باعیننا" سے فرمائے اور جس کیلئے" ورفعنالک ذکرک" کا تاج رفیع مخصوص فرمائے۔ اُسکی شان کو کوئی نہیں گھٹا سکتا البتہ ایسے بدبخت دونوں جہانوں میں ذلت کا شکار ہوں گے ایسے بدبختوں کی کئی علامات ہیں مگر اُنکی بڑی علامت یہ ہے کہ اُنکی زبان، اُنکا قلم، اُنکا ذہن ایسے مواد کی تلاش میں رہتا ہے جس سے آپ ﷺ کی شان رفیع میں کمی پیدا کی جاسکے۔ وہ قرآنی آیات کی تاویلات باطلہ بلکہ تحریف معنوی سے بھی نہیں چوکتے۔ وہ اپنی جہری نمازوں میں صرف ان آیات اور سورتوں کی تلاوت کرتے رہتے ہیں جن سے رفعت شان محمد ﷺ آشکار نہ ہو ان کو صرف "انا بشر مثلکم" ہی یاد ہوتا ہے "بالمومنین روف رحیم" پڑھنے سے انکی زبانیں گنگ ہوجاتی ہیں۔ وہ "عبس وتولی" تو لہجہ دار طرز سے پڑھتے ہیں، مگر انکی زبان پر "لعمرک انهم لفی سکرة" یا" ان الله وملئکة یصلون علی النبی "یا"لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی" یا" لاتقولوا راعنا" جیسی آیات نہیں آتی ہیں۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے ایک امام کو سخت سزا ملنے دی کہ وہ جہری نماز میں سورۂ عبس کی قرأت زیادہ کرتا تھا۔ بہر حال یہ تصنیف جب کہ ایک طرف عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کو اُجاگر کر رہی ہے تو دوسری طرف عظمت مصطفیٰ ﷺ پر ڈاکہ ڈالنے والوں کی نقاب کشائی بھی کر رہی ہے دشمن کو انہی کے دلائل سے توڑنے کا یہ سخت کام جناب بلال صاحب کے جذبہ راسخ اور اخلاص کا ہی نتیجہ ہے آخر پر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سید بلال احمد کرمانی صاحب کی اس سعی بلیغ کی بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین.

والسلام مع الاکرام
احقر پیر جاوید اقبال
ڈگی وچھہ، رفیع آباد، بارہمولہ، تاریخ (۲۰۱۰-۴-۲۹)

اظہار تشکر و امتنان

از عالِم بے بدل، واعظ شیریں بیان
جناب علامہ مولینا مشتاق احمد خان صاحب
صدر انجمن تبلیغ الاسلام، جنوبی کشمیر

بسم الله الرحمٰن الرحيم

قال اللّٰہ تبارک و تعالیٰ فالذین آمنوا به و عزروه و نصروه و اتبعوا النور الذی انزل معه اولئک هم المفلحون. (الاعراف)

نکتہ سنجان را صلائے عام دہ — از علوم امیؑ پیغام دہ
امیؑ پاک از ہوا گفتار او — شرح رمز ما غویٰ گفتار او

کچھ عرصہ سے وادی گلپوش میں تحریک وہابیت کے زیر اثر کئی مکاتب فکر سواد اعظم سے ہٹکر قرآن وسنت سے ثابت اسلاف کے عقائد و محبت، اذکار واوراد، ایمان واعمال اور دیگر امور مسنونہ کو بزعم خویش باطل اور من گھڑت، شرک وبدعت اور قبیح و بے اصل ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اور تحریر وتقریر، عیاں ونہاں، خلوت وجلوت حتیٰ کہ میڈیا کے ذریعہ سے بھی اپنے عقائد باطلہ کا کھلے بندوں اظہار کر کے اپنی مذموم کوششوں سے صدیوں پرانے ورثہ میں ملے خالص اور خالص مذہبی عقاید سے مسلمانان کشمیر کو عموماً اور نوجوان نسل کو خصوصاً برگشتہ کرنے میں مصروف ہیں اور اس کیلئے قرآن وحدیث کا سہارا لے کر "ہمچو ما دیگرے نیست" کا دعوی کر رہے ہیں اور بڑی ڈھٹائی، دیدہ دلیری اور بے شرمی سے رفعت وعظمت مصطفیٰ ﷺ مقام ووقار مصطفیٰ ﷺ، کمال وجمال مصطفیٰ ﷺ، علوم ورموز مصطفیٰ ﷺ، اختیار وافعال مصطفیٰ ﷺ اور آثار وتبرکات مصطفیٰ ﷺ انکار وتحقیر کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ خود تو بے خبر ہیں ہی اور باخبر ہونے کی سعی بھی نہیں کرتے اور اُلٹا جدت کے نام پر توحید ورسالت کی خانہ ساز تاویلیں کرتے تھکتے بھی نہیں۔

واعظ دستان زن افسانہ بند — معنیٰ او پست حرف او بلند
از خطیب و دیلمی گفتار او — با ضعیف وشاذ و مُرسل کار او

ہمارے ان معاصرین نے بربنائے درہم ودینار وادی کے طول وعرض میں دار العلوموں کے نام پر تربیت گاہیں شروع کردی ہیں جہاں شان رسول پاک ﷺ میں گستاخیاں، بے ادبیاں، طنز واستہزاء، اولیاء کرام کے روحانی کمالات، افادیت وضروریات، اسلاف کے افکار وعقائد سے

انحراف، سیدی امیر کبیرؒ کے دئے گئے اَوراد واَذکار سے کنارہ کشی اور مسنون وظائف واعمال سے بدظنی اور "جوڑ" کے نام پر عشق ومحبت رسول ﷺ اور صدیوں پرانے درد وسوز کا توڑ سکھایا جارہا ہے اور بہ قول فیلسوف اسلام علامہ اقبالؒ:

تنگ بر ما رہگذار دین شد است　　ہر لئیمے راز دار دین شد است
اے کہ از اسرار دین بے گانہ　　با یک آئین ساز اگر فرزانہ
من شنیدستم ز نباض حیات　　اختلاف تست مقراض حیات

اسی سازش اور کاوش کا منطقی نتیجہ ہے کہ کشمیر کے عوام بالعموم اور طبقہ نوجوانان بالخصوص جوکہ خود نہ تحقیق کے قائل ہیں اور نہ عامل نادانستہ طور پر شکاری کی نقلی بولی میں آکر شکار ہورہا ہے اور سُرعت سے بُرے اثرات قبول کرتے جارہے ہیں اور دین فہمی کے زعم میں، توحید وسنت کی آڑ میں، اصلاح اعمال واحوال کے پردے میں دین سے برگشتہ، توحید سے خالی اور حضور جان رحمت ﷺ سے بے گانہ ہورہا ہے۔

عصر ما، مارا ز ما بیگانہ کرد　　از جمال مصطفےٰ بیگانہ کرد
سرِّ مسلم از سرِّ نبی بے گانہ شد　　باز ایں بیت الحرم بتخانہ شد

مگر اللہ جل شانہ کا کرم، حضور رحمت عالم وعالمیاں کا ترحم، اولیاء الرحمٰن کا بھرم کہ پرچم حق گرا نہیں مضبوط ہوا، جہاں عشق ومحبت، طریقت ومعرفت کے چراغ گل کرنے والے میدان میں بھیس بدل کر کود پڑے وہاں مردان حر کی شکل میں محبت رسول ﷺ سے سرشار، حب اولیاء سے مخمور پروانے ہاتھ میں علم حق لے کر، سینہ میں سوز وساز لے کر، زبان پر نغمۂ توحید ورسالت لے کر، اولیاء الرحمٰن کے گن گا کر، نتائج سے بے نیاز ہوکر، خطرات سے بے پرواہ ہوکر، جام وحدت پلانے کی خاطر، مدنی تاجدار ﷺ پر قربان ہونے کی خاطر، اولیاء کبار بالخصوص سید السادات سالارِ عجم سیدنا امیر کبیرؒ، علمدار کشمیرؒ، سلطان العارفینؒ اور ریشیان کشمیر کے روشن کردہ چراغ میں تیل بھرنے کی خاطر بے سروسامان ہونے کے باوجود "مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی" کی رسم ادا کرنے کی خاطر میدان میں خالص زبان وعلم لے کر کود پڑے اور جذباتی انداز میں کود پڑے، حکمت لے کر کود پڑے اور عشق ومحبت اور عقیدت واحترام کا ہتھیار لے کر میدان میں جم گئے اور قلندر لاہوریؒ سے یوں درس حاصل کیا۔

مومن از عشق است عشق از مومن است　　عشق را ناممکن ما ممکن است

عقل سفاک است و او سفاک تر　　پاک تر چالاک تر بے باک تر
عقل در پیچاک اسباب و علل　　عشق چوگاں باز میدان عمل

زیر نظر کتاب "آئینۂ حق نما" عزیز مکرم، فاضل محتشم، عالم بے بدل اور نقاد بے دغل سید بلال احمد کرمانی طالعمرہ، بانی ممبر المرکز الاسلامی، مہتمم مرکز العلوم الاسلامیہ رحمت آباد، پی۔سی۔ڈیپو سرینگر کی تالیف لطیف اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے جس میں اُنہوں نے وادی کشمیر کے چند نامور "مفتیان دیوبند" کے آئے دن کے نت نئے، بے ڈھنگے اور انوکھے فتویٰ کا جایزہ لے کر ان کے اکابرین کی آراء پیش کرکے انکے دانت کھٹے کردیے ہیں حق یہ ہے کہ مولف محترم نے جس حسین پیرایہ میں حزم واحتیاط، تحقیق وتدقیق اور نقد ونظر نیز دیانت وصیانت کے ساتھ دیوبندیوں کے خرافات وواہیات کا جواب لکھا ہے ایک آزمودہ کار، پختہ کار، ذی ہوش تبحر علمی والے نقاد کا لاجواب تنقیدی جایزہ ہی نہیں ہے بلکہ ایک صحیح العقیدہ حنفی راسخ الاعتقاد صوفی وصافی اور وسیع المطالعہ صاحب قلم کا جھلکتا، مہکتا، دمکتا اور چمکتا کردار ہے اور باطل پر بروقت وار اور صحیح وقت پر صحیح اقدام ہے۔

دست بہ دعا ہوں کہ اللہ عزوجل مؤلف موصوف کی عمر عزیز میں برکت دے۔ علم وعمل عطا کرے اور قلم میں سلاست وروانی پیدا کرے اور خاتم الانبیاء، سید الاصفیاء وسند الاتقیاء، آقائے نعمت، جان رحمت، کان سخاوت، سرور انس وجان، ہادی گمراہان، مونس بے کسان، دلدار دلدادہ گان، پشت وپناہ بے چارگان حضرت سیدنا احمد مجتبےٰ، محمد رسول اللہ ﷺ کے غلامان باوفا میں شمار کرے اور اولیاء الرحمٰن تلامذ المنان کے احباء میں شامل کرے اور یہ تحریری کاوش اُن کے لئے ذخیرہ حسنات بنے اور خوابیدہ ملت کیلئے بیداری کا سامان بنے اور مسلمانان اہل سنت والجماعت کو بالخصوص اس تصنیف لطیف اور تاریخی تالیف سے مستفید اور مستفیض فرمائے۔ آمین۔

رفتم کہ خار از پا کشم محمل نہاں شد از نظر
یک لحظہ غافل گشتم وصد سالہ را ہم دور شد

خیر اندیش

خاکپائے اولیاء وعلماء حق
مشتاق احمد خان
(صدر انجمن تبلیغ الاسلام جنوبی کشمیر)

تاثرات

از جناب ڈاکٹر محمد عبداللہ گنائی صاحب

مصنف کتاب "حیاۃ النبی ﷺ" وسابق ڈسٹرکٹ میڈیکل آفیسر، اسلام آباد، کشمیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

جوانانِ سعادت مند جب کرنے پر آتے ہیں　　سمندر چیرتے ہیں کوہ سے دریا بہاتے ہیں

۱۵/جون ۲۰۱۰ء صبح دس بجے جبکہ میں اسلام آباد جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ مجھے فون پر ایک عزیز جناب ارشاد احمد شاہ (کولگام) کہہ رہا تھا کہ مجھے آپکے پاس ایک ضروری کام ہے آپ کہاں ملیں گے؟ میں نے جواباً عرض کیا کہ میں ابھی اسلام آباد آ رہا ہوں وہیں پر ملاقات ہوگی خیر ملاقات ہوئی علیک سلیک کے بعد آپ نے ایک کتاب "آئینۂ حق نما" مؤلف جناب سید بلال احمد کرمانی فاضل دینیات، ایم۔اے۔ساکن سرینگر میرے ہاتھ میں تھما دی کہ آپ (راقم) اس پر اپنے کچھ تاثرات تحریر کرے جبکہ آج تک جناب سید بلال احمد کرمانی سے بالمشافہ ملاقات نہیں ہوئی گھر پہنچ کر میں نے کتاب کا بغور مطالعہ شروع کیا پڑھنے میں اتنا سرور آیا گویا کسی مقناطیسی چیز نے مجھے گھیر لیا انداز بیان نہایت واضح اور پرکشش ہے واقعی اگر اس کتاب "آئینۂ حق نما" کا دوسرا نام "حیات النبی ﷺ" رکھا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کتاب کے مطالعہ سے جناب مؤلف کے گہرے مطالعہ اور عشق رسول ﷺ کی عکاسی ہوتی ہے کہ کس عرق ریزی اور جانفشانی سے آپنے تاریخ کے آئینے میں اہل سنت والجماعت کا نقشہ کھینچا ہے اور ساتھ ہی وہابی فکر رکھنے والی تبلیغی جماعت دیوبند اور دیگر غیر مقلدوں کا پورا پوسٹ مارٹم کیا ہے اور ساتھ ہی تحریر کیا ہے کہ کس طرح دیوبندی اور تبلیغی جماعت والے اہل سنت والجماعت کا جھوٹا لبادہ اوڑھ کر اہل اعتقاد کو دھوکے میں ڈال کر بعد ازاں اپنا اصلی چہرہ (حقیقت) دکھاتے ہیں۔ میں مؤلف کے اس تجزیہ سے سو فیصدی متفق ہوں۔

دُنیاہ جاہل مَرَن اَتھ خاب نازس　　مجازس موت گومت کوت واتہ رازس　**(ناظم)**

سید بلال صاحب نے کافی روح پرور واقعات "حیاۃ النبی ﷺ" کے تحریر کئے ہیں جن کو پڑھکر اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کو تقویت ملتی ہے اور عشق رسول ﷺ میں اضافہ ہوتا ہے۔ ان حقائق کے علاوہ یہ کتاب لٹریچر کا ایک نہایت عمدہ نمونہ ہے اور عاشقان رسول ﷺ کیلئے ایک بیش بہا تحفہ ہے۔　　(والسلام)

طالب دعا

مہر و دستخط: ڈاکٹر محمد عبداللہ گنائی

پہرو۔ اسلام آباد، سابق صدر جموں وکشمیر یونین علیگڈھ مسلم یونیورسٹی، سابق ڈسٹرکٹ میڈیکل آفیسر: ۱۶/۶/۲۰۱۰ء

دانش گاہ کشمیر کے ایک

ہونہار فارغ عزیز گرامی قدر جناب ق۔ ارشاد حسین صاحب (سلمہ) کے قلم گہر بار سے پھوٹی

تقریظِ تابدار

نبی ﷺ کی عزت و حرمت پہ مرنا عین ایمان ہے

سرِ مقتل بھی انکا ذکر کرنا عین ایمان ہے

جو فتنہ ملت بیضا کی بنیادوں سے ٹکرائے

میرے نزدیک اسکا سر کچلنا عین ایمان ہے

دین اسلام کے دین حق ہونے کی حقانیت کا واضح ثبوت یہی ہے کہ روز اول سے اسے جن متعدد فتنوں اور مصائب سے دوچار ہونا پڑا جن خاردار وادیوں اور پر پیچ گھاٹیوں کو سر کرنا پڑا۔ کسی دوسرے مذہب کو انکا سامنا اور واسطہ پڑتا تو پورے تیقن اور جمع خاطر کیساتھ کہتا ہوں کہ وہ حرف غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے ہی مٹ چکا ہوتا۔ یہ محض کوئی مفروضہ یا خیال خام نہیں بلکہ ایک روشن حقیقت ہے کہ جس طرح اس دین حق کو ہر وقت ایک بغاوت فرو ہوتے ہی دوسری بغاوتوں کیساتھ برسرپیکار ہونا پڑا اور جن گھناونی سازشوں اور استعماری قوتوں کیساتھ ہمہ وقت نبرد آزما ہونا پڑا کسی دوسرے مذہب میں اس کی تاب و تواں ملنی ناممکن ہے۔ لیکن دین حنیف ان تند و تیز طوفانوں اور تاریک وادیوں میں بلند ترین مینارِ نور کی طرح قائم و دائم رہا۔ اسکی تجلیاتِ نورانی تاریکیوں کا سینہ چیرتی رہیں اور گرداب تلاطم میں پھنسے سفینوں کو ساحل نجات تک پہنچاتی رہیں۔ اس تومندی، عروج و بلندی، فتح و نصرت اور حفظ و بقا کا سبب عظیم "اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ" اور "یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ" والا فرمان عالیہ ہی ہے بقول شاعر:

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

لیکن بایں ہمہ ملت اسلامیہ کی اس چودہ سو سالہ تاریخی حقیقت سے بھی مفر ممکن نہیں کہ

جب جب اشرار واعداء نے قافلہ اسلام پر شب خون مارنے کی سازش کی اور دن دھاڑے جب اسکی بیخ کنی کے منصوبے کیئے گئے تب بطن اسلام سے کوئی نہ کوئی مردِ حُر پیدا ہوتا ہی رہا جو حُسینی رنگ میں رنگ کر یزیدی فوج کو للکارتا رہا اور جس نے ذوالفقار حیدری سے ہر سازشی جال کو تارِ عنکبوت کی طرح بکھیر کر آقا علیہ السلام کے اس دین کو زندہ و پائیندہ رکھا۔ گویا حفاظتِ مولیٰ جل شانہ اور مولیٰ صفات فرزندان اسلام، دو ایسی عظیم قوتیں اور طاقتیں ہیں جنہوں نے اس قلعہ عظیم کو ہمیشہ اعداء سے محفوظ رکھا۔

طویل سوچ و بچار کے بعد باطل اقوام و ملل اس نتیجے پر پہنچے کہ اس قلعہ عظیم کی مضبوط ترین بنیادوں کو کمزور کرنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ اسکی اساسِ اصلی میں کمزوری لائی جائے تا کہ عمارت خود بخود زمین پہ آ گرے۔ وہ اساس اصلی کیا تھی اسکی بہترین ترجمانی قلندرِ لاہوریؒ یوں کرتے ہیں:۔

وہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا　　　روح محمد ﷺ اُسکے بدن سے نکال دو

فکر عرب کو دیکے فرنگی تخیلات　　　اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

اس پر یہ سب متفق ہوئے کیونکہ "روح محمد ﷺ" ہی وہ اساس، جوہر اور نکتۂ جاں آفرین ہے جو مسلمان کو باطل سے ہر سطح پر نبرد آزما رکھتا ہے اور رکھ سکتا ہے اور جسکے بغیر مسلمان، مسلمان نہیں بلکہ "راکھ کا ڈھیر" ہے۔

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے　　　مسلمان نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

اسی سرمایہ عظیم کو مسلمانوں سے لوٹنے اور اپنے باطل مقصد کے حصول کیلئے باطل نے کسی بھی حربہ کے استعمال میں دریغ نہیں کیا۔ حتیٰ کہ اپنے شاطرانہ پن کے باعث انہی میں سے کچھ کو اپنا آلہ کار بنا کر عزت و ناموس مصطفیٰ ﷺ پر حملے کرنے شروع کیے۔ لیکن ادھر یہ اس گھناونی حرکت میں لگ گئے اُدھر ازلی پاسبانِ ناموس مصطفیٰ ﷺ یوں گویا ہوا۔ ان الذین یو ذون اللہ ور سولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاٰ خرۃ واعد لھم عذاباً مھیناً. (احزاب۔۵۷)

اتنا ہی نہیں بلکہ جو اسلام شرف انسانیت کا علمبردار دین ہے جو اپنی اسلامی ریاست میں بسنے والے ہر مسلم اور غیر مسلم کے حقوق کا پاسبان و محافظ ہے جو کبھی بھی اس عمل کی اجازت نہیں دیتا کہ جس سے شرف انسانیت کو زیاں پہنچے وہی ان معصوم الدم انسانوں کو اسوقت مباح الدم قرار دیکر کیفر کردار تک پہنچانے کا تنبیہی حکم دیتا ہے جب وہ اس ذات بابرکت ﷺ کی نسبت زبان طعن دراز کرے اور یوں جب وہ رحمت الٰہیہ سے نکل کر لعنت الٰہی والے شتاب عتاب کے موجب بنکر آیت "ملعونین اینما ثقفوآ اُخذ و او قتلوا تقتیلاً" (احزاب۔ ۶۱) کے سزاوار بنتے ہیں۔

یہی سبب بنا کہ عزت و ناموس مصطفیٰ ﷺ کا تحفظ ملت بیضا کا فرض اولین قرار پایا۔ جس میں نہ تاخیر کی گنجائش رکھی گئی اور نہ ہی قضا کی حاجت۔ کیسے ہو بھی سکتا ہے کہ حضور ﷺ جان ایمان اور جانِ جہاں جب ٹھہرے۔

اللہ کی سرتابہ قدم شان ہیں یہ　　　ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ

قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں　　　ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

اسی کا نتیجہ ہے کہ اُمت نے ہر دور میں اس عظیم فرض کو خوب نبھایا ادھر کسی مسلیمہ کذاب نے ناپاک سر اُٹھایا تو ادھر تلوار حضرت صدیقؓ اس سر کو کچلنے کیلئے تیار تھی ادھر کوئی ذوالخویصرہ نامی بانیانِ گستاخ، شکل بدبختی میں نمودار ہوا۔ تو ادھر میان فاروقیؓ سے شمشیر عدالت چمکی۔۔ غرض یہ سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ شمع رسالت ﷺ کے ان پروانوں، جیالوں اور متوالوں نے بادِ مخالف کو شمع تاباں ﷺ کے قریب آنے سے پہلے ہی راہ دکھائی۔ اسطرح تاریخ نے اُن خوش بختوں کے نام اپنے اندر محفوظ کر لئے جنہوں نے اپنے اپنے دور میں اس سنت صدیقی و فاروقی کو فروغ دیکر عزت و ناموس مصطفیٰ ﷺ کا دفاع کیا۔

اس جگہ وادیٔ ولایت یعنی وادیٔ کشمیر کا تذکرہ کرنا ناگزیر بنتا ہے جہاں ماضی قریب تک ان تخریبی عناصر و عوامل کو دوام و استحکام نہ ملا، وجہ یہاں کے اولیاء و صلحاء کی محنت شاقہ تھی جسکی بدولت یہاں کے عوام و خواص میں شیفتگی، وارفتگی باذات بابرکت ﷺ دیکھنے کو ملتی تھی۔ اس وارفتگی اور شوق و ذوق باذات مقدس ﷺ کا درس اول انہیں دربار امیرؒ سے قبولیت اسلام کے وقت ہی ملا تھا اور جسکو

قائم و دائم رکھنے کیلئے ہر قریہ اور قصبہ میں یہاں کے انہی اولیاء، صوفیاء بشمول سادات پاک علیہم الرضوان نے بھر پور انتظام کیا تھا جسکا فیض آج تک جاری و ساری ہے لیکن اس محبت و مؤدت والے نظام زندگی میں اُسوقت تنزل واقع ہوا جب کچھ عرصہ قبل پورے عالم اسلام کیساتھ ساتھ ہماری وادی جنت نشان کو بھی بدعقیدہ فکروں نے اپنی لپیٹ میں لیکر انتشار و خلفشار سے دوچار کرایا نتیجہ یہ کہ یہاں کے سنی العقاید خوش اعتقاد مسلمانوں کو بھی بولہبی و بوجہلی صورتوں کا سامنا ہوا جو اگر اپنے اصل چہروں کیساتھ آتے تو پہچاننا آسان ہوتا لیکن اُنہوں نے ''لباس خضر میں یہاں ہزاروں رہزن پھرتے ہیں'' والی بات کو عملی جامہ پہنا کر یہاں کے سادہ لوح عوام کو اپنے دام فریب میں پھنسا کر اُنہیں دربار ولایت سے کاٹ کر کار ابلیسیت میں شریک کرلیا اسکے نتائج کیا نکلے کہ باپ اور بیٹے کو ہی دست و گریباں ہونا پڑا۔ اسطرح انہیں آپسی سب و شتم کا مرتکب بنا کر آقا علیہ السلام کے اس فرمان ذیشان کے مصداق بنایا۔ ''لعن آخر هذه الامة اولها'' اسطرح یہ گروہ اسلاف سے انحراف، فرار اور بغاوت کر کے خرقہ ذلت پہننے اور مکروہ عزائم کے حصول میں کامیاب تو کیا ہوا کہ ہر قریہ اور قصبہ میں اپنے حواری تلاش کر کے بہت آگے کو نکل گیا۔

عالمی سطح پر جہاں اس گروہ کی سرکوبی کیلئے بہت سارے اقدامات کئے گئے وہیں ہماری اس وادی میں بھی اسکی بیجا ہنگامہ آرائیوں اور دجل و فریب کا پردہ فاش کرنے کیلئے علماء و صوفیاء کام آئے۔ ان علماء و صوفیاء کے غازیانہ کردار کی وجہ سے ہی اس گروہ کو میدان سے فرار ہو کر بند کوٹھریوں میں دم بہ بخود ہونا پڑا۔ گویا اس سرفروشانہ کوشش کی بدولت پھر سے گلستان ولایت میں عقیدت و محبت کا دور دورہ ہوا۔ لیکن بیسویں صدی کے نصف آخر میں جب وادی پر چہار جانب ظلم و ستم، جبر و استبداد فسق و فجور اور یزیدیت کے سائے منڈلا رہے تھے اور جب مظلوم کشمیری عوام پر ہر طرف سامراجیت کے کوڑے برس رہے تھے اور جب یہاں کی معصوم ماؤں اور بہنوں کی عصمت داؤ پر لگی تھی اور جب حالت یہ تھی کہ ؎

نہ چھُ وارِ اَلان پرِ دنہ چھُ براندِ دڑان ژۆنگ

واوِس چھُ وَتان کاوُ ژِہ مۆلوم کرکھنا

اس اضطرار اور کسمپرسی کی حالت کا بھرپور فائدہ اُٹھاتے ہوئے بدعقیدوں کے گروہ پھر سے نیت

فاسدہ لے کر گلستانِ ولایت میں سرگرم عمل ہوئے تا کہ پھر سے اس گلستان میں اپنی مکر بھری دعوت کے خاردار پودے لگا سکیں۔ اس دور پر آشوب میں گلستان کی محافظت و مدافعت کیلئے اہل سنت الجماعت کے جن مقتدر علماء نے دیوار آہن بنکر صدائے حق بلند کی ان علماء حق کی اس آواز کو دبانے اور ختم کرنے کیلئے اس مخالف گروہ نے سر توڑ کوششیں کیں حتیٰ کہ اس بے رحم و بے شرم گروہ نے انہیں جامِ شہادت تک پہچانے سے بھی گریز نہیں کیا۔

طوالت سے بچتے ہوئے ہم سیدھے زمانہ حال پر آتے ہیں جس میں وادی کشمیر کو بہت سارے مسائل و مصائب کا سامنا ہے جہاں وحدت و یگانگت کی اشد ضرورت تھی لیکن اس نازک مرحلے پر بھی شیخ نجد کے یہ چیلے افتراق بین المسلمین کشمیر سے باز نہیں رہتے۔ روزمرہ توہین آمیز اخباری بیانات ہوں یا فتویٰ (MONTHLY MAGAZINES) ہوں یا سہ ورقی کتابچے سب اسی گروہ کے کارکرتوت ہیں جو اصل میں رُوحِ محمد علیہ السلام ان کے دلوں سے نکال دو والے ابلیسی مجلس میں (Recommend) ہوئے فتوے کے تحت ہو رہا ہے۔ گویا اب یہ لوگ اتنے دریدہ دہن بن گئے ہیں کہ اپنے سیاہ پن کو چھپانے کے بجائے تحریری صورت میں پیش کرنے سے بھی نہیں شرماتے۔

انکے اس مکروہ دھندے کو تشت از بام کرنے کیلئے علماء اہل سنت والجماعت بحسن و خوبی اپنا کام ماضی کی طرح تقریری میدان کے علاوہ تحریری محاذ پر بھی انجام دے رہے ہیں۔ ہمارے پاس اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسی سر برآوردہ اور تحقیقی مزاج رکھنے والی شخصیات موجود ہیں جو کھرے اور کھوٹے کو دودھ اور پانی کی طرح الگ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں جن کی وجہ سے مخالف ایوانوں میں لرزہ طاری ہے انہی میں قبلہ حضرت سید بلال احمد کرمانی بھی ایک ہے۔ جنہوں نے موجودہ حالات میں ''آئینۂ حق نما'' تصنیف کر کے کشمیری مظلوم، محکوم اور مجبور قوم کی دادرسی کیا کی کہ قرون اولیٰ کی یاد تازہ کی ہے حضرت کا مختصر سا تعارف اگر میں یوں کردوں تو شاید بے جا نہ ہوگا کہ حضرت سید بلال احمد کرمانی کسی فردِ واحد کا نام نہیں بلکہ تقدیس رسالت و ولایت اور سنیت کی تحریک کا نام ہے جو رحمت آباد پی۔ سی۔ ڈیپو قمرواری میں ''سنیت کا ورکشاپ'' لگائے ہوئے قیام پذیر ہیں، ذوق و تجسس ہو تو خود رحمت آباد کے اس باغ رحمت کے مالی کی زیارت اور شرف صحبت سے مشرف ہوں۔

حضرت کی شخصیت اور ان کی اس تصنیف جلیل پر تبصرہ تو مجھ جیسے طفل مکتب سے ممکن ہی کہاں۔ اسلئے کہ ''آئینۂ حق نما'' ہی ان کا صحیح آئینہ دار ہے۔

نہ یہ طرز میری نہ یہ رنگ میرا

ارشادِ احباء ناطق تھا

ناچار اس راہ پڑا جانا

اب جو کچھ لکھ رہا ہوں اسے پاس ادب اور تعمیل حکم سے تعبیر کیجئے۔

گر قبول افتدز ہے عز و شرف۔

غرض حضرت نے کتاب کیا لکھی کہ سنت صدیقی ؓ کو پھر سے یاد دلایا کتاب سے جہاں قبلہ مصنف کا حضور علیہ السلام کے تئیں والہانہ عقیدت ومحبت، تعظیم وتوقیر کے جذبہ خیر کا پتہ چلتا ہے وہیں اس بات کا بھی عندیہ ملتا ہے کہ آج کے اس دور انحطاط میں بھی دین اسلام کے ایسے مخلص داعی وغازی موجود ہیں جو اپنی ہر چیز کو داؤ پر لگا کر عصمت وناموس مصطفیٰ ﷺ پر اُنگلی اُٹھانے والوں کے ناپاک عزائم کو زمین بوس کرنے پر قادر ہیں قبلہ مصنف کشمیری عوام کے کس قدر خیر خواہ ہیں کتاب سے اس بات کا اندازہ لگانا بہت آسان ہے۔

''آئینۂ حق نما'' کی موضوعی اور تحقیقی نوعیت کے حوالے سے مجھ بے بضاعت اور بے علم سے بس اتنی سی لب کشائی ممکن ہے کہ شاید تاریخ کشمیر میں اس نوعیت کی پہلی کتاب ہے جس میں دلائل وبراہین کیساتھ مصنف نے عہد بہ عہد کشمیر میں اتحاد المسلمین کو پارہ پارہ کرنے والے امور ومعاملات اور تخریبی عناصر جیسے پیچیدہ امور کا تحلیل وتجزیہ کر کے ایسا پہلا کامیاب تجربہ کیا ہے۔

تصنیف لطیف کے تحقیقی حوالے سے یہ کہنا بھی بے محل نہ ہوگا۔ کہ وادی کشمیر کی سات ساڑھے سات سو سالہ جامع ترین دستاویز ہے جس میں اس قدر جامعیت وکاملیت ہے کہ بیک وقت اسکے ذریعے کشمیری سنی العقیدہ مسلمان اپنے عقیدے کا دفاع بہ آسانی کر سکیں گے تو دوسری جانب اس کی بدولت اپنے آقا ومولا ﷺ سے وفاداری کا سلیقہ سیکھ کر شان رسالت کیخلاف ہونے والی ہر سازش کو کافور کرنے کا طریقہ بھی آئے گا۔ تصنیف جلیل کا فوری فائدہ یہ ہوگا کہ ہم اپنا رشتہ پھر سے اپنے اسلاف کرام سے استوار کرنے پر آمادہ ہو کر اس وعید شدید سے بچنے کی کوشش کریں

گے۔

گنوادی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی

ثریا سے زمین پر آسمان نے ہم کو دے مارا

اور پھر سے یوں نالہ کش ہونے پر مجبور ہونگے۔

شراب کہن پھر پلا ساقیا وہی جام گردش میں لا ساقیا

مختصراً یہ کہ ''آئینۂ حق نما'' جویانِ حق، طالبان علم نبوت اور متلاشیان راہ ہدایت کو ایمانی، ایقانی، عرفانی لذت وحلاوت اور روحانی بالیدگی سے سرشار اور مضل ومنکر کی حجت وعناد کی دیواروں کو منہدم کرنے کی برہان وحجت عظیم ہے۔ گویا قلم دانش سے دانش برہانی کے سوتے پھوٹ کر حق نمائی کی پوری حق ادائی ہوئی ہے۔ جزاک اللہ۔

ربِ جلیل استاذی من کی اس سعی جمیل، جرأت مندانہ اقدام اور مجاہدانہ کوشش کو شرف قبولیت بخش کر اپنے حبیب لبیب ﷺ کی رضامندی اور خوشنودی کا سامان بنادے۔ (آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ)

حرمت دین محمد ﷺ کے نگہبانو! اُٹھو شعلہ سامانی دکھاؤ شعلہ سامانو! اُٹھو

تم ہو ناموس محمد ﷺ کے نگہباں یاد ہے تم مسلمان ہو مسلمان ہو، مسلماں یاد ہے

طالب دعاء

ق۔ ارشاد حسین شاہ

یاری پورہ کولگام کشمیر۔ یکم رجب ۱۴۳۱ھ

تاثرات

از فاضل جلیل حضرت علامہ و مولینا محمد مظاہر حسین مصباحی مدظلہ
اُستاذ فضیلات الجامعۃ السنیہ مرکز العلوم الاسلامیہ رحمت آباد پی۔سی۔ڈیپو، سرینگر، کشمیر

حامداً و مصلیا

زیر نظر کتاب مولینا سید بلال احمد کرمانی طال اللہ عمرہ کی تصنیف لطیف "آئینہ حق نما" کا از اول تا آخر بغور مطالعہ کیا۔ کتاب انتہائی مفید و معتد بہ معلوم ہوئی کہ یہ احقاق حق و ابطال باطل پر مدلل، مبرہن، محکم اور جامع نسخہ ہے جو عوام و خواص کیلئے ہدایت و رہنمائی کا مینارۂ نور اور گمگشتگان راہ کیلئے شمع فروزاں ہے معاندین و مخالفین کیلئے شمشیر برہنہ ہے۔

یہ کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ ان ابواب میں مصنف علام نے ان امور کو اجاگر کیا ہے کہ وادی کشمیر میں اسلام کب اور کیسے پھیلا۔ اسکے کچھ مدت گزرنے کے بعد کس کس قسم کے فرقے نے اس خوبصورت وادی میں انتشار کا مہلک جال بچھائے اور سیدھے سادھے لوگوں کو اپنے دام فکر میں لیکر کس طرح انکے ایمان و یقین پر زہر آلود ٹیکے لگا رہے ہیں چونکہ وادی میں ایسی منصفانہ و محققانہ کتاب کی بہت دنوں سے ضرورت تھی جس سے اہل کشمیر کو اپنی اسلامی تاریخ یاد دلائی جائے تاکہ کشمیر کے بعض مقامات میں جو بدعقیدگی کی وباء پھیلی ہوئی ہے وہ دور ہو جائے اور بدعقیدوں کے چنگل میں پھنسنے سے عامۃ المسلمین بچ جائے۔ اس ضرورت کی تکمیل کیلئے ترجمان اہل حق سید بلال احمد کرمانی نے اپنا قلم اُٹھایا اور فضل خداوندی سے اس ضرورت کو پائیہ تکمیل تک پہنچانیکی سعادتمندی حاصل کی۔

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ موجودہ دور کو ایک پرفتن اور پر آشوب دور کہا اور مانا جاتا ہے کیونکہ اقوام اسلام آج ہر زاویے سے نشانہ بنائے جارہے ہیں اگر ایک طرف ہمیں ٹیلیویژن، کمپلکس موبائل، انٹرنیٹ جیسے ذرائع ابلاغ سے مغربی تہذیب کا شکار بنا کر ہمارے اسلامی قوانین و رسوم کو مٹانے کی ناپاک کوششیں کی جارہی ہیں تو دوسری طرف ہمارے دلوں سے ایمان و عقائد حقہ کو نکالنے کے پلان و منصوبے جاری ہیں۔ یہ کون نہیں جانتا کہ انگریزوں کے قدم بوس غلام جو مسلمانوں کے بھیس میں گلی گلی، ڈگر ڈگر، نگر نگر، چپے چپے گشت لگا کر عوام الناس کے گلے میں گمراہی کا قلادہ ڈالکر دین و ایمان کے نام پر ہی دین و ایمان سے منحرف کرتے ہیں جو انکی عادت قدیمہ اور

امور لازمہ میں سے ہے۔ ایسے ہی لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے اور ان سے ہوشیار رہنے کیلئے اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان نے اسطرح سے تنبیہ فرمائی ہے۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے
آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
تیری گٹھری تاکی ہے اور تونے نیند نکالی ہے
یہ جو تجھ کو بلاتا ہے یہ ٹھگ ہے مار ہی ڈالے گا
ہائے مسافر دم میں نہ آنا مت کیسی متوالی ہے

(حدائق بخشش ص ۱۱۵)

اس سے ماقبل بھی مصنف علام نے متعدد کتب و رسائل تصنیف فرمائی ہیں جن میں قابل ذکر کتابوں کے نام یہ ہیں (۱) ارمغان میلاد نبوی (۲) تذکرہ میلاد مصطفےٰ ﷺ (۳) ایمان سوز سوال کا ایمان افروز جواب (جشن میلاد مبارک باد) وغیرہم اگرچہ مصنف کی تمام تالیفات بہت تحقیقی ہیں لیکن تصنیف جدید "آئینہ حق نما" ایک الگ حیثیت رکھتی ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ضرور ایک خردمند پر یہ امر روز روشن کی طرح آشکارا ہو جائیگا کہ حق کیا اور باطل کیا ہے نیز اس بات کا بھی علم ہو جائیگا کہ ہماری منزل حقیقی کیا ہے۔

مصنف علام کی اس کدوکاوش پر داد تحسین کے سینکڑوں الفاظ اگر پیش کئے جائیں پھر بھی کم ہیں کیونکہ حضرت موصوف کے سر مختلف و متعدد ذمہ داریاں عائد ہیں مثلاً سلسبیل انسٹیچیوٹ کی قیادت، درس و تدریس، الجامعۃ السنیہ مرکز العلوم الاسلامیہ کا اہتمام و انصرام، اپنا معاشی کاروبار اور گھریلو مشاغل ان ساری مصروفیات کے باوجود ایسی منصفانہ و محققانہ کتاب تحریر کرنا کوئی معمولی سا کام نہیں ہے۔ یہ ادائیں اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ مصنف ایک فعال، فکر رسا، وسیع النظر اور محرک شخصیت ہے اللہ تبارک وتعالیٰ "کتاب آئینہ حق نما" کو مقبول تام و عام بنائے اور مصنف علام کو اجر عظیم سے نوازے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ!

احقر العباد
محمد مظاہر حسین مصباحی
۱۳ ررجب المرجب ۱۴۳۱ھ

تاثرات

از:اویسی سلسلہ کے پیر طریقت قطب حق آگاہ
جناب حضرت محمد امین صاحب اویسیؒ کاشراہ کپوارہ کے خلیفۂ خاص
ڈاکٹر محمد رمضان صاحب اویسیؒ کے پروردہ جناب جاوید احمد جان سلمہٗ

بسم اللہ الرّحمن الرّحیم

صلی اللہ علیٰ حبیبہٖ محمدٍ والہٖ وسلم

تحریک اسلامی جسکی بنیاد حضرت بلبل شاہؒ نے مسلک اہل سنت پر ڈالی اور حضرت شاہ ہمدانؒ نے اشارۂ خداوندی پر اس کی تقلید کرتے ہوئے اسے بہار عطا کی ،سید بلال احمد کرمانی صاحب کی طرف سے ایک اہم ملی مسئلہ پر قوم کی رہنمائی کرنادراصل اسی تحریک کے تئیں وفاداری اور اپنی طرف سے حق ادائی کرتے ہوئے اپنے پیشرؤں اوراجداد کے طریقہ کو زندہ کردینا ہے۔کرمانی صاحب نے اپنی جوانی کے بیش قیمت سال تحریک کشمیر میں وقف کئے اور ایک وسیع تجربہ حاصل کیا اور لوگوں کو پرکھنے کی صلاحیت کو بروئے کار لاتے ہوئے علماءِ حق اور علماءِ سو کا موازنہ بہ احسن طریق انجام دیا۔بیس سالہ تحریک کے دوران کرمانی صاحب کا پورا گھرانہ کئی آزمائشوں وابتلاء سے گزرا اور تحریک کی آبیاری بے لوث طور پر کرتے رہے۔ساتھ ہی ساتھ بلال صاحب کو دینی تربیت کے حصول کے لئے کئی شخصیات اور افراد کے قریب جانے کا موقعہ فراہم ہوا اور مکاتب فکر سمجھنے کا بھی موقعہ ملا جن میں دیوبندی مکتب فکر قابل ذکر ہے۔

محترم کرمانی صاحب کی موجودہ تصنیف جس کا نام ''آئینہ حق نما'' تجویز کیا گیا ہے واقعتاً آئینہ ہے۔جو نوجوان نسل کو گندم نما جو فروش علماء کے مکر وفریب کے جھانسے میں آنے سے بچانے کے لئے آئینہ راست ثابت ہوگا۔انشاء اللہ۔عقاب کی نظر اور چیتے کی جھپٹ رکھنے والے کرمانی صاحب اپنی اس کوشش میں مصروف عمل ہیں کہ وادیٔ گلپوش میں ''قولوقولاً سدیدا'' کا بول بالا ہو اور عوام کو راہ راست سے بھٹکانے والے ابلیسی شاگرد منافق اپنے اصل لباس میں سامنے

آئیں۔تاکہ عوام میں صاف طور پہچانے جائیں اور عوام وخواص اُن کے شر سے محفوظ رہیں۔بلال صاحب'' خدمت دین علی اطریق الصالحین '' کے انمول اصول پر اپنے کام کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔امید ہے اُن کی سعی رنگ لائے گی اور اسی طریقے کا بول بالا ہوگا جو حضرت شاہ ہمدانؒ نے ہمارے اسلاف کو عطا کیا تھا۔

قریب تر ہے نمود جس کی اُسی کا مشتاق ہے زمانہ

جب یہ سطور درج کی جارہی ہیں تب ہی خبر آئی کہ دیوبند سے مولانا محمود مدنی نے کشمیر پر اپنا سیاسی فتویٰ جاری کرتے ہوئے اٹوٹ انگ کی رٹ لگا کر اپنے پیشروؤں کی روایت دہراتے ہوئے کانگریس نوازی کا بھر پور مظاہرہ کیا اور مسئلہ کشمیر کے تاریخی حقائق پر پردہ ڈالتے ہوئے بددیانتی کا ارتکاب کیا۔کشمیر جو پچھلے بیس سال سے تاریخ کے سیاہ ترین دور سے گزر رہا ہے اور خاصکر سال رواں کے گزشتہ تین مہینوں سے عوام پر قیامت صغریٰ آن پڑی ہے خود بھارت کے غیر مسلم دانشوروں،سول سوسائیٹی وانسانی حقوق کے علمبرداروں نے آواز اُٹھائی۔حتیٰ کہ عید الفطر کے روز سے مسلسل بیسویں دن تک دن رات کرفیو سختی سے نافذ ہے پھر بھی مولانا موصوف کو اس ساٹھ سالہ دیرینہ تنازعے میں ایک ہی بات نظر آئی۔حق تو یہ ہے کہ دین ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ جابر بادشاہ کے سامنے حق کہنا افضل جہاد ہے۔حضرت امام حنبلؒ نے اپنے جسم پر تازیانے برداشت کئے مگر ظالم وجابر بادشاہ کی اطاعت ماننے سے انکار کیا۔مگر پندرھویں صدی کے نفس پرست ملاؤں نے دین کو اپنے لئے آسان بنادیا۔کبھی انگریز نوازی اور کبھی کانگریس نوازی۔

گزشتہ پُر آشوب بیس سالہ دور میں جب پوری قوم حالتِ آزمائش وابتلاء میں تھی تو ایک مخصوص طبقے کی طرف سے مدرسوں کا جال بچھایا گیا اور گاؤں دیہات سے یتیم بچوں کو لا لاکر دینی تدریس کے نام پر انہیں مخصوص نظریئے کے سانچے میں ڈالنے کی کوششیں کی گئیں۔جو کہ سوالیہ ہے جس پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب کرمانی صاحب کی یہ کوشش مسلمانان اہل سنت کیلئے اندھیرے میں مینارۂ نور ثابت ہوجائے

(آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین)

جاوید احمد جان سرینگر

پیش لفظ

ازمفتی اعظم ریاست جموں وکشمیر

جناب مولینا مفتی بشیر الدین احمد صاحب۔

الحمد لله رب العٰلمین والصلوة والسلام علیٰ سید المرسلین وعلی اله و اصحابه اجمعین اما بعد!

تحقیقی تصنیف ''آئینۂ حق نما'' از محترم ومکرم عزیز محتشم سید بلال احمد کرمانی اطال اللہ عمرہ جو قریب الطباعت ہے کے سرسری مطالعہ کرنے اور دیکھنے کا موقعہ فراہم ہوا اسمیں جید اہل علم و اہل قلم حضرات نے اپنے علم وفن کے گوہر نایاب سے امت مسلمہ کوتمہیدی طور ''آئینۂ حق نما'' کے خدوخال سے روشناس کرانے کی کامیاب کوشش کی ہے میں نے گوناگوں مصروفیات کے باوجود تھوڑا سا وقت نکالکر سید بلال احمد کرمانی صاحب کی اس علمی، تحقیقی وتاریخی بلند شاہکار کا مختصر وقت میں مطالعہ کیا اس میں کشمیر کی اسلامی تحریک اور اسکے آغاز واحیاء کا حسین پیرایہ میں نقشہ کھینچا گیا ہے اور حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانیؒ نے اسلام کی اشاعت میں جو رول نبھایا ہے اور توحید ورسالت کا جو تصور اس وادی گلپوش کے کفر وضلالت کے دلدل میں پھنسے ہوئے ان بے تاب تڑپتے ہوئے نفوش میں راسخ فرمایا اسکی مثال ملنی اگر چہ محال نہیں مگر مشکل تو ضرور ہے۔ جسکی حسین وجمیل شعاعیں اوراد فتحیہ کی صورت میں یہاں کے عوام وخواص کے قلب وجگر میں ہر صبح وشام ایک نئی روح اور نئی زندگی اور نئی پاک وپاکیزہ حیات کوجلا بخشتی ہے۔ اس عظیم محسن اور مصلح نے کفروشرک کے جامہ دار دامن کو وحدانیت ورسالت کے معطر ومنور ومزین مشکبار پھولوں سے بھر دیا اس کے خلاف اگر چہ کچھ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانے والے لوگوں نے اپنی معاندانہ روش کو ظاہر کرنے کی کوشش کی اور انہوں نے آمین بالجہر، قرأت خلف الامام، رفع یدین جیسے اختلافی مسائل کو اس پرسکون وادی میں تشتت و افتراق کو مغلظ ہوا سے مکدر بنایا۔ مگر ہمارے بزرگان دین، شیوخ اسلام نے جو بحر العلوم اور جبل الفنون والفراست بھی تھے انہوں نے ان کی اس ادب ناشناس تحریک کا سر کچل کر رکھ دیا عوام بھی سمجھدار ومتحرک تھے انہوں نے قلم کی ہر اس حرکت کا جہاں ناموس رسالت مجروح کرنے کی کوشش کی گئی قدموں تلے روند ڈالا اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دفن کیا۔ حضرات شیوخ الاسلام ومفتیان عظام ریاست جموں وکشمیر ۹۹۲ھ سے برابر آج تک جسمیں حضرت مولینا مفتی محمد خیر الدین ابوالخیر جو عالمگیر کے زمانہ میں عالمگیری کتاب کے مصنفین کے سرخیل علماء تھے اور حضرت مولینا معز الدین امان اللہ شہید نے توحید ورساست اور عقائد اہل سنت والجماعت کی آبیاری کی اور حضور پرنور ﷺ کی شان رسالت کا کما حقہ تحفظ فرمایا اور ابن عبد الوہاب نجدی کے

خرافات کو زمین بوس بھی کیا اور اس کے عقائد شنیعہ کی بوسیدہ عمارت کو خس وخاشاک کیطرح نیست ونابود کر دیا قابل ذکر ہیں یہ سلسلہ خاندان شیخ الاسلام میں تب سے آج تک برابر چلا آرہا ہے اس سلسلے میں میں نے حضور رسالت مآب ﷺ کے حاضر وناظر ہونے کا ایک فتویٰ عامۃ المسلمین کیلئے منظر عام پر لایا جسکی تمہید یوں ہے:

اعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم ، بسم الله الرحمٰن الرحیم

''یا ایها النبی انا ارسلنک شاهداً و مبشرا و نذیراً'' یعنی اے نبی محترم ﷺ ہم نے آپ کو حاضر وناظر (گواہ) خوشخبری سنانے وال اور ڈرانے والا بھیجا۔ آپ کی اس عظمت کا اندازہ کنندہ ہن اور کم فہم کیا لگا سکیں جسکی شہادت حضرت اللہ جل شانہ نے دی ہے اور شاہ عبد الحق محدث دہلوی نے ''النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم'' کہ نبی پاک ﷺ مسلمانوں کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں یعنی حضرت رسول محترم ﷺ کا نفوذ مسلمانوں کے قریب تر ہے بہر حال یہ ایک طویل بحث ہے۔ محدث جلیل حضرت مولینا محمد انور شاہ مسعودیؒ کشمیری جو مقتدر اور عظیم عالم وفاضل تھے نے وہابیت اور گلابی وہابیت کا ایسا پوسٹ مارٹم کیا اور انکی اندرونی خباثت کا تار و پود کھول کر رکھدیا کہ وہ دوبارہ اٹھ کھڑا نہ ہو پایا اور اسکے باوا آدم عبد الوہاب نجدی کے بارے میں فیض الباری جلد اول صفحہ نمبر ۱۷۰ پر یوں رقمطراز ہیں: اما محمد بن عبد الوہاب نجدی کان رجلا بلیدا قلیل العلم یتسارع الی الحکم بالکفر۔ یعنی محمد بن عبد الوہاب نجدی بے وقوف، احمق کم علم (جاہل) کفر کا فتویٰ لگانے پر جلد باز تھا'' اسی طرح دیگر علماء اہل سنت والجماعت نے ایسے بے ہودہ فتنہ پرور اصحاب کی قلعی کھول کے رکھدی ہے جنہوں نے فتنۂ خوابیدہ کو اپنی عادت سے مجبور ہو کر بیدار کرنے کی کوشش کی جو کہ بمصداق فرمان نبوی ﷺ ''الفتنۃ نائمۃ لعن اللہ من ایقظھا'' یعنی وہ لعنت کے مستحق قرار پائے لیکن افسوس کے ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ وادی کشمیر میں پچھلی چند دہائیوں سے علماء دیوبندی حنفیت کی آڑ میں وہابی فتنے کا یہ گورکھ دھندا چلانے میں سرگرم ہوئے ہیں لیکن عزیز محتشم سید بلال احمد کرمانی نے پوری ایمانی قوت کے ساتھ ان کے اس فتنے کا پورا پورا تجزیہ کر کے ان فتنہ پروروں کو انہی کے اکابر کی تحریریں دکھا کر ''آئینۂ حق نما'' کے ذریعے ان کے مکروہ چہروں پر پڑے نقاب کی رسم نقاب کشائی انجام دی ہے یہ تحقیقی طرز دیکھ کر برجستہ زبان پر یہ شعر آتا ہے کہ

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

دراصل ہمارا عقیدہ یہی ہے کہ خدا وحدہ لاشریک ہے اس کا کوئی شریک ذات وصفات میں نہیں ہے مگر خدائے قدوس نے اپنی دو صفات رؤف ورحیم سے اپنے حبیب پیغمبر اولین وآخرین ﷺ کو نوازا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ما

عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رء وف رحیم" یہ ان لوگوں کیلئے تازیانۂ عبرت ہے جو حضور ﷺ کی شان گھٹا کر آپ ﷺ کی شان پر انگلی اٹھاتے ہیں اسی طرح حضور پر نور ﷺ حیات اور زندہ ہیں آپ نے خود فرمایا "نبی اللہ حی یرزق" کہ پیغمبر خدا زندہ و جاوید ہیں آپکو رزق دیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کے زندہ وحیات ہونے کا انکار کرنے والا شقی بدبخت اور بدقسمت ہے آپ کی حیات کا احادیث مبارکہ کے علاوہ قرآن مجید کی ان آیات سے استشہاد کیا جاسکتا ہے "یا ایہا المزمل" "یا ایہا المدثر" "انا ارسلنک شاھدا و مبشرا و نذیرا" یہ "کاف" کاف خطاب ہے جو ہر لحاظ سے قیامت تک آنے والی نسلیں اسی طریقہ سے پڑھتی رہینگی۔ اور درود و سلام کی فرضیت بھی خود اللہ تعالیٰ نے اس طرح واضح فرمائی ہے "ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما" کہ اے مسلمانو خدا بھی اور ملائکہ بھی اللہ کے رسول پر درود و سلام بھیجتے رہتے ہیں تم بھی اس باعزت و باحشمت پیغمبر حق ﷺ پر درود و سلام بلا قید زمان و مکان بھیجتے رہو۔ ظاہر ہے کہ درود کے ساتھ حیات متعین ہے اسی طرح نماز میں بھی مسلمان "السلام علیک ایہا النبی" پڑھتے ہیں جس سے آپ ﷺ کی حیات کے علاوہ آپ ﷺ کا حاضر و ناظر ہونا بھی ثابت ہوا بہر حال یہ ایک طویل بحث ہے میں اپنے عزیز کرمانی صاحب کی اس کوشش کو سراہتے ہوئے کہتا ہوں کہ

اب یہ زمین بدلو آسماں بدل ڈالو　　کائنات ہستی کا یہ ہر سماں بدل ڈالو
زندگی کی منزل کو ہے اگر تمہیں پانا　　راستے بدل ڈالو کارواں بدل ڈالو

میں پھر ایکبار عامۃ المسلمین کو بالخصوص اہل سنت والجماعت کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ ایسے لوگوں سے ہوشیار رہیں جو جان ایمان نبی آخر الزمان ﷺ کی عظمتوں پر ڈاکے ڈالتے ہیں چاہے وہ غیر حنفی ہوں یا حنفیت کا لبادہ اوڑھ کر نجدیت و وہابیت کا مکروہ پروپیگنڈہ کرنے والے ہوں انکی حقیقت قران کے اس ارشاد کے مطابق ہے کہ "و اذا خلوا الیٰ شیاطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزئون" خدا کرے کہ اس ہماری قوم میں شعور اور حق شناسی اور حق گوئی کا جذبہ بیدار ہو جائے مجھے امید ہے کہ موجودہ دور میں راہ حق کی پہچان کرنے کیلئے "آئینۂ حق نما" "بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چل" کا کام انجام دینے میں اسم با مسمیٰ ہے مسلمانوں کو اس تحقیقی تصنیف کا ضرور مطالعہ کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ عزیز محترم کی اس کوشش کو درجہ قبولیت عطا کرے (آمین)

خادم شرع متین
مفتی محمد بشیر الدین احمد
از عدالت العظمیٰ الشرعیہ مرکز الافتاء والقضاء ریاست جموں و کشمیر
(صدر دفتر شاہ فیصل کالونی، صورہ، سرینگر)

"نگاہ اولین"

امیر اہل سنت علامہ مولینا سید محمد اشرف صاحب عاصم اندرابی،
سرپرست شاہ ہمدان میموریل ٹرسٹ، پانپور کشمیر۔

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد! پیش نظر رسالہ کی تسوید گذشتہ فروری میں ہی پائے تکمیل تک پہنچ چکی تھی میں نے اسکو حرفاً حرفاً پڑھ کر حسب ضرورت تصحیح بھی کرلی تھی لیکن بعد میں مؤلف عزیز مکرم سید بلال احمد کرمانی صاحب زاد علمہ کو مزید دلائل و شواہد دستیاب ہوئے انہوں نے پورے مسودہ پر نظر ثانی کرکے اسے از سر نو مرتب کیا اب کہ نقش ثانی نقش اول سے زیادہ مفصل اور مدلل ہے۔

مؤلف مدظلہ نے مسائل و عقائد مختلف فیہا میں اپنے موقف (مسلک اہل سنت والجماعت) کو خاص طور پر فریق مخالف کے اکابر اور معتمد علماء کے اقوال سے مستند حوالوں کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ جن عقائد کی بناء پر وہ عامۃ اہل سنت کو مشرک و کافر قرار دیتے ہیں وہی عقائد و اعمال انکے اکابر و شیوخ سے منقول ہیں اور جن نعتیہ اشعار و عبارات کو یہ لوگ آئے دن اپنے مضامین و مواعظ میں مشرکانہ قرار دیتے ہیں وہ انکے اپنے گھر کے مشائخ و علماء کے فرمودات میں بھی موجود ہیں۔ اسکے باوجود یہ لوگ انکو اعلیٰ مراتب پر فائز اولیاء و فضلاء میں شمار کرتے ہیں اور انکی کرامات، انکے مجاہدات اور علمی و روحانی کمالات کی خوب خوب تشہیر کرتے ہیں اور ان پر ضخیم کتابیں اور طویل مضامین و مقالات لکھتے ہیں۔

مؤلف نے انہی کے ملفوظات اور تصانیف سے ایک آئینہ تیار کرکے پندرہویں صدی کے ان مفتیان بے توفیق کو دکھایا ہے۔ تاکہ وہ اپنے مقدس چہروں کی دورخی کو پہچان لیں۔ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ یہ لوگ جس ذات کی طرف نسبت کرکے اپنے ناموں کے ساتھ "قاسمی" لکھتے ہیں (یعنی مولینا قاسم صاحب نانوتوی) انکے قصائد نعتیہ میں جن عقائد اور جذباتی عشق نبوی ﷺ کا اظہار کیا گیا ہے اُن سے زیادہ کسی (بریلوی) عالم نے نہیں کیا ہے۔ لیکن کیا عجب ہے کہ بریلوی حضرات، قاسمی (دیوبندی) مفتیوں کے فتویٰ کی رو سے کافر و مشرک ہیں اور مولینا نانوتوی صاحب "قاسم العلوم والخیرات" اور قطب عالم ہیں۔ یہ ہے "و اقیموا الوزن بالقسط والمیزان" کی تفسیر۔ **و الی اللہ المشتکیٰ۔**

قارئین کرام سے گذارش ہے کہ وہ رسالہ کے مندرجات کا غور سے مطالعہ فرمائیں تاکہ صحیح نتیجہ تک پہنچ سکیں آخر میں اس بات کی وضاحت کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف ان اکابر علماء کا مخالف نہیں بلکہ اس نے ان کے ہی نام نہاد مقلدین (مفتیان قاسمی) پر اتمام حجت قائم کرنے کیلئے انہی کے مرکز عقیدت علماء و فضلاء کے فرمودات پیش کئے ہیں۔ اللھم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعہ و ارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابہ۔

الراقم
احقر عباد اللہ القوی
فقیر محمد اشرف اندرابی

۱۸ شوال ۱۴۳۱ھ

دُعا

از (دانائے راز علامہ ڈاکٹر اقبالؒ)

یا رب دلِ مسلم کو وہ زندہ تمنا دے
جو قلب کو گرما دے، جو روح کو تڑپا دے

پھر وادیٔ فاراں کے ہر ذرّے کو چمکا دے
پھر شوقِ تماشا دے، پھر ذوقِ تقاضا دے

محرومِ تماشا کو پھر دیدۂ بینا دے
دیکھا ہے جو کچھ میں نے اوروں کو بھی دکھلا دے

بھٹکے ہوئے آہو کو، پھر سوئے حرم لے چل
اس شہر کے خوگر کو، پھر وسعتِ صحرا دے

پیدا دلِ ویراں میں، پھر شورشِ محشر کر
اس محملِ خالی کو، پھر شاہدِ لیلا دے

اس دور کی ظلمت میں ہر قلبِ پریشاں کو
وہ داغِ محبت دے، جو چاند کو شرما دے

رفعت میں مقاصد کو ہمدوشِ ثریا کر خود
داری ساحل دے، آزادی دریا دے

بے لوث محبت ہو، بیباک صداقت ہو
سینوں میں اجالا کر، دل صورت مینا دے

احساس عنایت کر آثارِ مصیبت کا
امروز کی شورش میں اندیشۂ فردا دے

میں بلبلِ نالاں ہوں اک اجڑے گلستاں کا
تاثیر کا سائل ہوں، محتاج کو داتا دے

(آمین یا رب العالمین)

❁❁❁❁❁

ابتدائیہ

ناموسِ محمد عربی ﷺ پر ہم جان نچھاور کردیں گے
گر وقت نے ہم سے خوں مانگا ہم وقت کا دامن بھر دیں گے

جنت نظیر وادی کشمیر صدیوں سے قومی اتحاد و یگانگت کی حسین تصویر پیش کرتی آئی ہے یہاں پر فرقہ وارانہ تشدد نے کبھی سر نہ اُبھارا جس طرح کہ دیگر جگہوں پر فرقہ وارانہ تشدد عام ہے۔ اُسکی وجہ یہاں کے اولیاء کرام کا پیش کیا ہوا صوفیانہ نظام دین ہے صوفیاء کرام "من ہمیں" کے بجائے "تو ئی" پر جان قربان کرتے ہیں کاروان صوفیاء کے سر خیل حضرت بایزید بسطامیؒ کے متعلق واقع مشہور ہے کہ آپ اپنے شاگردوں کیساتھ راستے سے گذر رہے تھے تو ایک کُتا مخالف سمت سے آیا تو حضرتؒ فوراً راستے میں ایک طرف بیٹھ گئے تاکہ کُتا بے خوف ہو کر نکلے۔ اس بات پر ساتھ چلنے والے راہ سلوک کے مسافروں نے موقع پاکر عرض کی کہ حضرت کرامت کا تاج "ولقد کرمنا بنی ادم" تو انسان کے سر پر ہے پھر کیا بات ہے کہ آپ نے کتے کی اُس قدر تعظیم و تکریم فرمائی۔ حضرت بایزیدؒ نے فرمایا کہ یہ کتا زبان حال سے کہہ رہا تھا اے بایزید" تو نے یوم میثاق کے روز کون سی نیکی کی تھی کہ تجھے تاج آدمیت پہنایا گیا اور میں نے کون سی بدی کی تھی کہ مجھے اُس شکل میں بنایا گیا اسی لحاظ سے میں نے بڑا ہوتے ہوئے چھوٹے کیساتھ شفقتاً تعظیم کی۔

ان حضرات صوفیاء نے یہ عزت و احترامِ مخلوقِ خداوندی آقائے نامدار ﷺ سے ہی سیکھا بخاری شریف کتاب الوضوء کے اندر ایک باب امام بخاریؒ نے یہ قائم کیا ہے کہ "اذا شرب الکلبُ فی الاناء" "جب کتا برتن میں منہ ڈال کر پی لے"۔ اُس باب کے تحت حدیث مبارکہ بروایت حضرت اُبو ہریرہؓ کہ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص نے ایک پیاسے کُتے کو دیکھا جو پیاس کے مارے گیلی مٹی چاٹ رہا تھا تو اُس نے اپنا چمڑے کا موزہ اُتارا اور اُس میں پانی بھر کر اسے پلانے لگا یہاں تک کہ وہ سیر ہو گیا اللہ تعالیٰ نے اُس کام کے بدلے میں اس (پانی پلانے والے شخص) کو جنت میں داخل فرمادیا۔ اسی طرح کی ایک اور حدیث مبارکہ اس طرح ہے جسکی روایت بھی حضرت اُبو ہریرہؓ کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک بدکار عورت صرف اسوجہ سے بخشی گئی کہ وہ ایسی جگہ سے گزری جہاں ایک کتا پیاس کی شدت سے زبان نکالے کھڑا ہانپ رہا تھا یہ دیکھ کر اُس عورت نے اپنا موزہ لیکر اس میں اپنی چادر باندھی اور (گڈھے سے) پانی نکالا اور اسکو پلایا اس عمل کی وجہ سے اسکی بخشش ہوگئی اس موقع پر صحابہؓ نے دریافت کیا کہ کیا جانوروں کیساتھ بھلائی کرنے میں بھی ثواب ملتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا

ہر زندہ جگر کیساتھ بھلائی کرنے میں صدقہ کا اجر ملتا ہے (متفق علیہ) اسکے برعکس ایک اور حدیث میں ایسی عورت کا ذکر بھی آیا ہے جو بدکار نہ تھی لیکن ایک بلی کو باندھ رکھا تھا نہ اُسکو کچھ کھلاتی تھی نہ پلاتی تھی نہ اُسکو آزاد کرتی تھی تو وہ بلی بند رہنے اور بھوک کی وجہ سے مرگئی تو حضور ﷺ نے فرمایا اس عورت کو بلی کیساتھ اس ظالمانہ برتاؤ کرنے کی وجہ سے عذاب دیا گیا۔

مسلمانوں کا اصل مقصد اُخروی کامیابی ہے اور صوفیائے کرام کا سکھایا ہوا درس "تعظیم مخلوقِ خدا" اُخروی کامیابی کا آسان طریقہ ہے۔ عبادات میں حقوق اللہ کی ادائیگی سے پہلے ہی حقوق العباد کی پابندی مسلمانوں پر لازم ہے کیونکہ اگر خدانخواستہ حقوق اللہ کی ادائیگی میں کوئی کمزوری ہو تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مغفرت کی اُمید ہے مگر حقوق العباد کے بارے میں ضروری ہے کہ جس کیساتھ زیادتی کی گئی ہے وہ پہلے بخشش کرے تب جا کر حق تعالیٰ مغفرت فرمائیگا جیسا کہ مشہور واقعہ ہے حضرت علقمہؓ کے بارے میں کہ جب ان کا آخری وقت قریب آیا تو کلمہ زبان پر بعد کوشش بھی جاری نہ ہو رہا تھا تو صحابہ نے حضور ﷺ تک یہ بات پہنچائی تو آپ ﷺ حضرات صحابہؓ کے ساتھ علقمہؓ کے پاس پہنچے حضرت علقمہؓ کی والدہ نے علقمہؓ سے ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے حضور ﷺ سے عرض کی کہ یہ میرے مقابلے میں اپنی بیوی کی زیادہ مانتے تھے۔ حضور ﷺ نے حضرت علقمہؓ کی ماں کو حضرت علقمہؓ کی اُس لغزش پر معاف کرنے کو کہا لیکن بوڑھی اماں نہ مانی۔ حضور ﷺ نے حضرت بلالؓ کو حکم کیا کہ جا کر جنگل سے لکڑیاں لائے اور حضرت علقمہؓ کو آگ میں ڈالا جائے حضرت علقمہؓ کی بوڑھی اماں نے کن کی کنجی کہلانے والی زبان مبارک سے اپنے بیٹے کو جلانے کا حکم سنا تو اُس کا دل بیٹے کیلئے ایک دم پسیج گیا اور اُس نے دربار نبوی ﷺ میں عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے اپنے بیٹے علقمہؓ کو معاف کر دیا یوں والدہ نے بیٹے کو معاف کر دیا یوں زبان علقمہؓ پر کلمہ طیبہ جاری ہوا اور حضرت علقمہؓ نے دم واپسیں لے لیا۔ اب سوال یہ ہے کہ جب حقوق العباد کے سلسلے میں ایک ماں کا یہ مقام ہے پھر اس مخلوق یکتا و عبدِ اعلیٰ، نبی آخر الزماں ﷺ کا کیا مقام ہوگا جنکی تخلیق ہی مقصود پروردگار ہے اور اس مقصود کو ہی پورا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تخلیق فرمائی بقول علامہ اقبالؒ:

خیمۂ افلاک ایستادہ اُسی نام سے ہے

نبضِ ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

جس مبارک و پاک ہستی کو اللہ تبارک و تعالیٰ اپنا حبیب بنائے اُس حبیب کبریا ﷺ کے حقوق کا مقام کیا ہوگا "سبحان اللہ" حقوق مصطفےٰ ﷺ تو حضرات صحابہؓ کے سردار سیدنا صدیقؓ سے پوچھئے کہ جب سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ نے آقا ﷺ کے یہ فرمانے پر کہ "جہاد میں جانا ہے صحابہؓ مال پیش کریں" اس بات پر صحابہؓ نے مقدور بھر تعاون کیا لیکن حضرت صدیق اکبرؓ نے پورا گھر اللہ کے فرمان پر لٹا دیا تو آقا ﷺ نے حضرت صدیقؓ سے فرمایا گھر میں کیا رکھ چھوڑا تو حضرت صدیقؓ نے عرض کی گھر میں اللہ اور اُسکا رسول ﷺ ہے دانائے راز علامہ اقبالؒ نے کیا خوب نقشہ کھینچا ہے اُس تصویر عشق کا کہ فرماتے ہیں

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس

صدیقؓ کیلئے ہے خدا کا رسول ﷺ بس

حقوق مصطفےٰ ﷺ کی یہ تصویر بھی دیکھئے کہ ایک مسلمان اور یہودی کا زرہ پر کچھ تنازعہ چل رہا ہے دونوں نے مسئلہ بارگاہِ مصطفوی ﷺ میں پیش کیا غیب دان پیغمبر خدا ﷺ نے زرہ کا فیصلہ یہودی کے حق میں فرمایا دونوں فیصلہ کے بعد باہر آئے یہودی کو فریق ثانی نے مجبور کیا کہ چلو چل کر حضرت عمرؓ سے فیصلہ پوچھتے ہیں اگر اُنہوں نے تجھے زرہ دیدی تو پھر یہ تمہاری۔ یہودی چلا گیا حضرت عمرؓ نے تنازعہ سنا اور یہودی نے حضرت عمرؓ کو یہ بھی سنایا کہ ہم حضور پُر نور ﷺ کی بارگاہ سے فیصلہ کرا کے آئے ہیں اور فیصلہ آپ ﷺ نے میرے حق میں فرمایا تو یہ سننا تھا کہ حضرت عمرؓ نے تلوار نکال کر فریق ثانی کو قتل کرتے ہوئے کہا کہ تو مسلمان نہیں منافق ہے۔ یہ عشق فاروقؓ ہمیں عبدِ خاص جناب نبی پاک ﷺ کی ناموس کے تحفظ کا درس دے رہا ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سارے کے سارے محبت مصطفےٰ ﷺ میں اتنے ڈوبے ہوئے تھے کہ جب حضور ﷺ لعاب دہن پھینکتے تو صحابہؓ آپ ﷺ کی تھوک مبارک کو زمین پر گرنے نہ دیتے بلکہ اپنے ہاتھوں میں لیکر چہروں پر ملتے تھے۔ بخاری شریف جلد اول میں امام بخاری نے اس طرح باب باندھا ہے:

"بَابُ الْبُزَاقِ وَالْمُخَاطِ وَنَحْوِهِ فِي الثَّوْبِ وَقَالَ عُرْوَةُ عَنِ الْمِسْوَرِ وَمَرْوَانَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحُدَيْبِيَةِ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَمَا تَنَخَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ."

"کپڑے پر تھوک یا رینٹ لینے کا بیان" عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب (بھی) تھوکا اسے لوگوں میں سے کسی نہ کسی نے اپنے ہاتھ پر لے لیا اور اسے منہ اور جسم پر مل لیا۔

(صحیح بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۸۱، باب ۱۶۸: کتاب الوضوء)

تو معلوم ہوا کہ عبدِ اعلیٰ ﷺ کے حقوق کی ادائیگی میں حضرات صحابہؓ کا یہ حال تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرات صوفیاء کرامؒ نے مخلوقِ خداوندی کی تعظیم، مراتب کے لحاظ سے سکھائی کیونکہ فرماتے ہیں "گرفرق مراتب نہ کنی زندیقی" یہ برکات درسِ صوفیاء ہی کا نتیجہ تھیں کہ ابتداء زمانۂ اسلام سے کافی دیر تک وادی کشمیر میں محبت کی خوشگوار ہوائیں چلتی رہیں اگرچہ اس میں رخنہ ڈالنے کی ہر چند کوششیں بھی ہوئیں مگر رخنہ ڈالنے والے ناکام ہی ہوئے ایک اسلئے کہ یہاں آپسی محبت ویگانگت کی بنیادیں بہت مضبوط تھیں دوسرا یہ ہے کہ رخنہ اندازوں کی چال ڈھال نہج اسلاف اور اکثریتِ عوام یعنی مسلک سوادِ اعظم سے عملاً الگ تھی تو اُنکے رنگ ڈھنگ مسلک سوادِ اعظم سے جداگانہ ہونے کی وجہ سے عوام الناس نے اُنکو پہچان کر اُن رخنہ اندازوں سے علیحدگی میں ہی دین و ایمان کی عافیت سمجھی مگر شومئی قسمت کہ قریباً پچھلی تین دہائیوں سے وادی کشمیر میں جب کہ پوری قوم تحریک آزادی کے حصول میں مشغول ہے تو دیوبندی فکر کے حاملین نے مدارس کی شکل میں ایک جال بچھا کر ٹھیٹھ حنفی بن کر حضور اکرم ﷺ کی شان میں حضرات صحابہؓ خصوصاً اہل بیت اطہار علیہم السلام کی شان میں اور اولیاء اُمتؒ کی شان میں ایسی گستاخیاں کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہے جسکی وجہ سے ہر حنفی خانوادہ آپسی سر پھٹول اور انتشار کا شکار ہو رہا ہے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے طرز فکر کو حقیقی دین اور بقیہ کو بدعت و شرک قرار دیتے ہیں یہ لوگ (دیوبندی) جو اپنے آپ کو حنفی ظاہر کر کے سوادِ اعظم عوام میں شمولیت کر کے غیر محسوس انداز سے ناموس مصطفےٰ ﷺ کیساتھ اسطرح کھلواڑ کرتے ہیں کہ جس کا سمجھنا عوام کیلئے سخت مشکل بن جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ حنفی خانوادے آپسی سر پھٹول کا شکار بن گئے ہیں اسمیں اب ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے اہل وعیال ہمارے بچے اسلام کیساتھ خصوصاً نبی اکرم ﷺ کے دامن مبارک کیساتھ وابستہ رہ کر اُخروی کامیابی پائیں تو ہمیں ان مکروہ افراد کی مکروہ چالوں کو سمجھنا بھی چاہئیے اور اُنکے دامِ فریب سے بچتے ہوئے اپنے اسلاف کرام خصوصاً صوفیاء عظام، اولیاء عالی مقام رحمہم اللہ کے طریقوں کو ہی مضبوطی سے تھام لینا چاہئے اُنکے حق طریقوں کے حق ہونے کیلئے اپنا وقت فارغ کر کے جدید ذرائع سے تحقیق کر کے اپنے یقین کو مضبوط اور ایمان کو غیر متزلزل بنانا چاہئے یہ وہ حضرات صوفیاء ہیں جنکے ذریعے ہم تک دولت اسلام پہنچی اور ہم ابدی ذلت سے نکل کر وارثین جنت بن گئے بقول حضرت علامہ اقبالؒ "راہِ آباء رو کہ ایں جمعیت تراست" اُخروی کامیابی کیلئے آباء واجداد کے طریقے ہی بہترین ہیں کیونکہ وہ حضرات زمانہ موجودہ کے لوگوں سے زیادہ، زمانہ نبوی ﷺ کے

قریب ہیں تو "سراجاً منیرا" کی روشنی قدرتی طور پر اُنہی کو زیادہ منور کر گئی ہوگی اسکے لئے حدیث شریف "خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم" گواہ ہے، لیکن یہ بھی ثابت شدہ بات ہے کہ جوں جوں یہ قربت بُعدت کی صورت اختیار کرتی رہے گی شیطانی فریب مختلف طریقوں سے باایمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرے گا بہر حال اب آیئے یہاں پر وادی کشمیر کے ایسے ہی چند علماء دیوبند کی زبان اور قلم سے پھوٹنے والی نجاستوں کا ذکر کریں گے جنکی وجہ سے عوام اہل سنت کے دل مجروح خصوصاً نوجوانوں کے اذہان منتشر ہو رہے ہیں اس سلسلے میں سب سے پہلے مکتب فکر دیوبند کے مفتی، مفتی اسحاق نازکی جو دارالعلوم رحیمیہ میں ملازم ہے نے دارالعلوم کے ماہنامہ "**النور**" صفحہ نمبر ۲۰ مارچ ۲۰۰۶ کے شمارہ میں سیرت کے مضمون پر قلم اُٹھاتے ہوئے آخر پر یوں زہر افشانی کی کہ "حضور اکرم ﷺ ۱۲ ربیع الاول کو تولد ہوئے اسی دن یعنی ۱۲ ربیع الاول کو وفات پا گئے لہٰذا اہل ایمان سوچیں اس دن جشن ولادت منائیں یا مجلس ماتم ؟!؟" تو احقر نے ایک رسالہ "**ایمان سوز سوال کا ایمان افروز جواب**" **جشن میلاد مبارکباد** لکھا جو ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوا۔ ۲۰۰۶ء سے آج تک دوبار شائع ہوا۔ اسکے بعد مفتی نذیر احمد (مفتی دارالعلوم رحیمیہ) کی گستاخیوں پر صاحب عقل حضرات اُنگشت بدنداں ہیں حد تو یہ ہے کہ مفتی صاحب نے وادی کشمیر سے شائع ہونے والے ماہنامہ رسالہ "الحیات" اگست ۲۰۰۷ کے شمارہ میں محمد ابن عبدالوہاب نجدی کو بدعت و شرک مٹانے والا لکھ ڈالا اسی طرح یہ لوگ انبیاء کرام و اولیاء عظام سے استمداد کے بھی منکر ہیں آخر کیا اُنکو اتنی بھی عقل و فہم نہیں ہے کہ اپنے ہی اکابرین کو جھٹلاتے ہیں یہ الگ بات ہے کہ اب لوگوں کا مزاج یہ بن گیا ہے کہ جو بات سنی اسی پر یقین کر لیا تحقیقی مزاج اب نہیں رہا۔ اپنے اپنے مکاتب فکر کے سایہ میں رہ کر لوگ کنویں کا مینڈک بن کر رہ گئے ہیں لیکن ایک ذمہ دار کو ہمیشہ اپنی ذمہ داری کا خیال رکھنا ضروری ہے حضور پر نور ﷺ نے ہر شخص کو ذمہ دار فرمایا اور ہر ذمہ دار سے پرسش ہونے کی اطلاع بھی دیدی اسلئے احقر نے بہت بار کئی اخبارات کے ذریعہ مفتی مذکور کی اس بے حسی پر ماتم کیا لیکن صحافیوں نے اپنی تجارتی صحافت کا حق ادا کرتے ہوئے جائز تنقید کو کوڑا دان میں پھینک دیا بہر حال انہی مفتی صاحب کے نقش قدم پر انہی کے ایک ہم عصر مفتی عبدالرشید مہتمم مدرسہ بلالیہ نے تو اس سے بھی بڑھ کر کمال کرتے ہوئے کہا کہ حضور ﷺ کو علم غیب نہیں نعوذ باللہ اور حاضر و ناظر و اختیار مصطفےٰ ﷺ کا بھی انکار کر بیٹھے۔ میرے ایک عزیز طفیل احمد گڈھا جو انجینئرنگ کالج میں زیر تعلیم ہیں کو اپنے خالو جان کے ذریعہ مفتی موصوف

کیساتھ ملاقات ہوئی جناب خالو جان صاحب کی کوشش تھی کہ طفیل کو راہ راست پر لایا جائے یعنی دیوبندی بنایا جائے مگر عزیزم طفیل احمد صاحب اپنے اسلاف کے عقائد حقہ پر ثابت قدم ہیں ان عقائد حقہ کا موصوف نے کتب کا مطالعہ کر کے اچھا خاصا علم بھی حاصل کیا ہے تو مفتی صاحب نے طفیل صاحب کیساتھ بہت ساری باتیں کیں مگر مفتی صاحب بھانپ گئے کہ یہ بیل تو منڈھے چڑھنے والی نہیں اسلئے فوراً طفیل صاحب کو علم غیب مصطفےٰ ﷺ وحاضر وناظر کے انکار میں ایک تحریر تھمادی اسکے علاوہ بخاری شریف جلد اول بھی پیش کرتے ہوئے بڑے فاتحانہ انداز میں مفتی جی عزیزم طفیل سے یوں گویا ہوئے کہ اگر آپ یعنی طفیل احمد اس عربی زبان کی بخاری کو پڑھ کر دینگے تو میں یعنی مفتی عبدالرشید تیرے (یعنی طفیل کے) ہاتھ پر بیعت کرونگا اگر پڑھنی نہ آئی تو پھر لازم ہے کہ آپ (یعنی طفیل) میرے ہاتھ پر بیعت کریں مگر طفیل صاحب نے پہلے ہی ان حضرات کی کتب میں ان لوگوں کی چال بازیاں پڑھی تھیں اسلئے مفتی صاحب کے دام فریب میں آئے بغیر بخاری شریف کا یہ نسخہ ہاتھ میں لیا اور علم غیب کی نفی کی تحریر بھی اپنے ساتھ لیکر احقر کے پاس چلا آیا۔ یہ تحریر میں نے پڑھی اور اسکے بعد بخاری شریف کو بھی میں نے حرفاً حرفاً پڑھا تو اسی بخاری شریف سے بہت سارے احادیث کا انتخاب کیا جن سے عظمت مصطفےٰ ﷺ خصوصاً علم غیب مصطفےٰ ﷺ اختیار وحاضر وناظر کا برملا اظہار ہوتا ہے پھر ان میں سے فقط چالیس (۴۰) احادیث مبارکہ کا ہی انتخاب کر کے اس کتاب کے آخری حصہ میں درج کر رہا ہوں تاکہ بمجوائے حدیث شریف اس کتاب میں یہ (۴۰) احادیث مبارکہ پڑھنے والے یاد کرنے اور اسکی اشاعت کرنیوالے کو قیامت میں فقہائے اسلام کیساتھ اُٹھانے کی بشارت مصطفوی ﷺ حاصل ہوجائے۔ میں نے اس رسالہ کا آغاز بالکل کشمیر میں آغاز اسلام سے ہی کیا ہے تاکہ قارئین جان لیں کہ صوفیاء کرام نے صدیوں پہلے ہمارے سینوں میں تخم ایمان کس طرح بویا ہے یعنی یہاں پر اسلام کی بنیاد کس طریقہ پر ڈالی ہے اور پھر ان حقائق کے آئینے میں ان لوگوں کے مکروہ چہرے دیکھیں جو حنفیت کی آڑ میں یہاں نوجوان نسل کے دلوں سے غیر محسوس انداز سے عظمت مصطفےٰ ﷺ نکال کر دینداری کے نام پر منافقت کا بیج بو رہے ہیں احقر نے کوشش کی ہے کہ ان ننگ ملت مولویوں کو ان ہی کے اکابر کا آئینہ دکھا دیا جائے بقول علامہ جمیل مظہری ؎

نہ سیاہی کے ہیں دشمن نہ سفیدی کے ہیں دوست
ہم کو آئینہ دکھانا ہے دکھا دیتے ہیں

اب آیئے آغاز، کشمیر میں اسلام کے ورود مسعود سے کریں۔ ہاں میری نیت یہی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس پر اُنگلی اُٹھانے والوں پر قدغن لگا کر اپنے لئے سعادت دارین حاصل کروں اور خدا کے محبوب ﷺ کے ناموس کے تحفظ کی حق ادائی کما حقہ ہوسکے غرض بقول شاعر ؎

ناموس محمد عربی ﷺ پر ہم جان نچھاور کر دیں گے
گر وقت نے ہم سے خون مانگا ہم وقت کا دامن بھر دیں گے

علاوہ ازیں اسلئے بھی یہ تحریر قلمبند کر رہا ہوں کہ غیر محسوس طریقے سے ہماری نوجوان نسل کے اذہان میں جو اپنے اجداد واسلاف کے بارے میں بدظنی پیدا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اسکو حسن ظن میں بدل دیا جائے نیز خیالات فاسدہ رکھنے والے دریدہ دہنوں کے گمراہ کن خیالات و افکار سے معصوم عوام کو باخبر کر کے مظلوم مسلمانان کشمیر کے مستقبل کو فساد کے سلگتے شعلوں کی نظر ہونے سے بچایا جائے۔ کشمیر میں اسلام کی خشت اول یعنی آغاز اسلام کی تاریخ جاننا اسلئے بھی لازم ہے کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ ماضی کی تاریخ جانے بغیر ہم مستقبل کیلئے اپنا لائحہ عمل طے کریں۔ قوموں کے زوال کے اسباب میں سب سے بڑا سبب یہی ہے کہ وہ اپنی تاریخ کو بھلا بیٹھتے ہیں قران مجید ہمیں بار بار اپنی تاریخ کو یاد کرنے کا درس دیتا ہے کبھی **الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل** تو کہیں **واذکر فی الکتاب ابراھیم** کہیں حضرت مریم اور اسکے محراب عبادت کی یاد دلاتا ہے، کہیں اصحاب کہف اور ان کے کتے کی تاریخ تو کہیں **الم تر کیف فعل ربک بعاد ارم ذات العماد** کہہ کر قوم عاد کی تندرستی اور فن تعمیر کی تاریخ بتائی جاتی ہے اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی بے شمار تاریخی واقعات درج ہیں یہ فقط اس لئے کہ ہم اپنے کامیاب حال اور مستقبل کی تعمیر میں اپنے ماضی کی تابناک وروشن تاریخ کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں بلکہ مستقبل کے جدید تقاضوں کو اسی روشن ماضی کے کامیاب سانچے میں ڈال کر بارگاہ الٰہی کے انعام یافتگان کے ساتھ متعلق ہو کر "**صراط الذین انعمت علیھم**" دُعا پر عطا ہونے والے انعامات الٰہیہ سے اپنے ظاہر و باطن کو مزین کرنے کا شرف حاصل کریں بقول دانائے راز ؎

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

❁❁❁

باب اول

''کشمیر میں تاریخ آغاز اسلام''

۸ ویں صدی ہجری میں اس مینو نظیر وادی میں اسلام کی بنیاد حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردیؒ کے خلیفہ حضرت سید عبدالرحمٰن بلبل شاہ صاحبؒ نے ڈالی۔ بنیاد اتنی مقبول عنداللہ تھی کہ بودھ مذہب سے تعلق رکھنے والا حاکم وقت رینچن شاہ اپنے قرابت داروں اور درباریوں کیساتھ مسلمان ہوگیا اور اُسکا نام سلطان صدر الدین پڑا۔ عقائد کے لحاظ سے حضرت بلبل شاہ صاحبؒ بانیٔ اسلام فی الکشمیر کا عقیدہ وہی تھا جو اُنکے مرشد کا تھا یعنی اہل سنت والجماعت۔ کشمیر میں اسلام کی بنیاد اسی عقیدہ پر پڑی زمانہ گذرتا گیا۔ حضرت سید ۷۲۷ھ میں انتقال کر گئے کم وبیش (۴۰) سال کا عرصہ گذر گیا تو مسلمانانِ کشمیر کی اسلامی بنیادیں ابھی اتنی مستحکم نہ تھیں کہ ۷۶۲ھ میں جب سلطان شہاب الدین کی حکومت تھی ایک اور مردِ درویش سید تاج الدین وارد کشمیر ہوئے یہاں اسلام کی اشاعت کا کام کیا پھر ۷۷۵ھ کو حضرت سید تاج الدین کے برادر حضرت سید حسین سمنانی بھی براستہ پیر پنچال وارد کشمیر ہوئے غرض اُنگلیوں پر گننے کے برابر چند ہستیاں وارد کشمیر ہو کر اسلام کی بنیادوں کو مضبوط کرنے میں مشغول ہوئیں چونکہ بدھ مت اور ہندو مت کی بہت ساری قبیح رسمیں چھوڑنے کیلئے ابھی لوگ آمادہ نہ تھے اور خود ان مذاہب کے مراکز قائم تھے ان مذاہب کے بے شمار پیروکار بھی یہاں موجود تھے۔ سلاطین کا دور تھا عیش وعشرت خاندانِ سلاطین میں عام تھا اور عیش و عشرت کی آڑ میں پامالیٔ دین کا کام بھی سلاطین کے ہاتھوں ہو رہا تھا یہی وجہ ہے کہ سلطان قطب الدین کے نکاح میں ایک ساتھ دو سگی بہنیں تھیں۔ غرض اسلام کی نو تعمیر شدہ عمارت ابھی کمزور تھی باقی مذاہب بھی موجود تھے اسلئے ایک ایسے مردِ درویش کی ضرورت تھی جو دونوں محاذوں پر بہ یک وقت کام کر سکے یعنی بدعات کے علاوہ کفریات کیخلاف بھی محاذ آرائی ہو۔ ۷۷۴ھ میں حضرت سید تاج الدینؒ و حضرت سید حسین سمنانیؒ کے چچیرے بھائی جناب سیدنا حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانیؒ وارد کشمیر ہوئے اُنکی آمد کیا ہوئی کہ کشمیر میں اسلام کا سورج چمکنے لگا یہ وہ مردِ درویش تھے بقول علامہ اقبال ع

وہ مردِ درویش جسکو حق نے دیئے تھے انداز خسروانہ

جس نے براہِ راست اپنے روحانی فیض سے کفر کے بڑے بڑے قلعوں کو ڈھا دیا۔ مسلمانوں میں اصلاح حال بھی فرمائی یہی نہیں بلکہ فیروز شاہ اور سلطان تاج الدین کے درمیان چلے آرہے سیاسی تنازعے کو بھی بحسن وخوبی حل کر کے سرحدوں کا تعین کر کے طرفین میں عہد نامے تحریر کروائے دونوں کو آپس میں دوستانہ تعلقات ہی نہیں بلکہ فیروز شاہ والیٔ ہند نے اپنی دو لڑکیوں میں سے ایک کو سلطان قطب الدین اور دوسری کو حسن بہادر کے نکاح میں دے کر رشتہ داری بھی قائم کی۔ حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانیؒ اڑھائی سال یہاں تشریف فرما رہے۔ آپکے دورِ مبارک میں بے شمار بُت پرست خدا پرست بنے، محبان شیاطین غلامان شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم بنے۔ مساجد وخانقاہیں تعمیر کرائی گئیں، نماز عید کیلئے ''عیدگاہ'' اور مسلمان اموات کو دفن کرنے کیلئے کوہ ماران کے دامن میں ''ملہ کھاہ'' کی زمین خرید کر مسلمانانِ کشمیر کے نام وقف کر دی گئی، جنت نظیر وادی عقائد واعمال کے لحاظ سے بھی جنت نظیر بن گئی۔ آپؒ کی اسلامی دعوت کے استحکام اور مضبوطی کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ آپ نے اپنے ساتھ سات سو (۷۰۰) سادات کرام مبلغین ومعلمین کی ایک جماعت بھی لائی یہ مبلغین و معلمین اطراف واکناف میں دین حق کی تبلیغ واشاعت کیساتھ ہی مختلف فنون سے بھی عوام کو آشنا کراتے رہے مثلاً ''قالین بافی، شال بافی، پیپر ماشی، ووڈ کارونگ، نمدہ سازی، وغیرہ اسطرح علم و ہنر کے اعتبار سے کشمیر ایران صغیر دکھائی دینے لگا یعنی فقط لوگوں کو دین ہی نہ ملا بلکہ تہذیب وثقافت، تجارت ومعیشت میں ایک زبردست انقلاب رونما ہوا۔ علامہ اقبالؒ نے حضرت امیرؒ کی عظمتوں کا نقشہ کچھ اس طرح کھینچا ہے۔

سید السادات سالارِ عجم — دست او معمار تقدیر اُمم

خطہ را آں شاہ دریا آستین — داد علم وصنعت و تہذیب ودین

یہی انقلاب ہے کہ جس نے حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانیؒ کو بانی مسلمانی فی الکشمیر کے لقب سے نوازا۔ آپؒ کی اسلامی دعوت کی قبولیت میں آپؒ کی پاکیزگی نفس اور روحانیت کا بہت بڑا دخل ہے حضرت امیرؒ کے وادی میں وارد ہونے پر سلطان قطب الدین نے جناب سیادت کی تعظیم وتکریم سچے دل اور پاک صاف نیت سے کی پیدل چل کر انکا استقبال کیا۔ دوران ورود جناب امیرؒ کو یہ بات سننے میں آئی کہ یہاں علاوالدین پورہ (موجودہ خانقاہِ معلیٰ) میں رباط خورد ایک چھوٹا مسافر خانہ ہے جہاں بتوں کی پوجا بھی ہوتی ہے جسمیں ایک جوگی راہب نے ایک جن کو مسخر کیا

ہے وہ اکثر یہاں کے لوگوں سے نذر و نیاز کے طور پر شراب، روٹی اور بُھنا ہوا بھیڑ مانگتا ہے اور پھر جو گیوں کی جماعت کیساتھ کھاتا ہے لوگوں سے کہتا ہے کہ اگر وہ روزانہ ان چیزوں کا انتظام نہ کریں تو میں ہر روز تمہارا ایک ایک آدمی کھا جایا کرونگا اسوجہ سے شہر کے کافر بھی اور مسلمان بھی مطلوبہ چیزوں کو اپنی باری پر لاتے تھے اگر کبھی کسی کی باری میں دیر ہوتی تو جوگی شیطانی استدراج سے غائب ہوتا تھا پھر اس باری والے آدمی پر دیو کا تصرف کر کے مارتا تھا۔ حد یہ کہ سلطان قطب الدین بھی باوجود مسلمان ہونے کے ہر روز صبح کے وقت اس جوگی کے بت خانہ میں حاضر ہوا کرتا تھا حضرت امیر کبیرؒ اپنی جماعت سادات کرام کیساتھ اسی مسافر خانہ میں ٹھہرے جوگی جان گیا کہ اب اسکے استدراج اور شعبدہ بازی کا آخری وقت آیا ہے اسلئے مباحثہ کیلئے حضرت امیرؒ کے پاس آکر اس بات کا دعویٰ کیا کہ میں سیر ملکوت السمٰوات کرتا ہوں میں نے غیب کے حکم سے یہاں کے لوگوں کیلئے روزانہ ضیافتیں لانے کا حکم دیا ہے۔ اس پر حضرت امیر کبیرؒ نے فرمایا کہ راہب جو کچھ کمالات تجھے حاصل ہیں اُنکو ظاہر کرو تاکہ تمہارا یہ بُت خانہ میں ویران نہ کروں۔ اسکے بعد حضرت امیرؒ نے بت خانہ کو توڑنے کا حکم دیا یہاں پر ایک سو بیس (۱۲۰) بت تھے اُن میں ایک بڑا بت تھا جب اُسکو توڑا گیا تو اُسکے چار ٹکڑے ہوئے اسکے درمیان میں بھوج پتر کا ٹکڑا نکلا جس پر لا الٰہ الا اللہ لکھا ہوا تھا۔ جوگی کے یہ دیکھ کر ہوش اُڑ گئے لیکن اسکے بعد بھی بحث پر آمادہ رہا حضرت امیرؒ نے جوگی سے کہا کہ اگر تجھے کشف السموٰت ہے تو جہاں تک تمہاری پہنچ آسمانوں میں ہے وہاں تک پہنچ کر دکھاؤ جوگی مذکورہ فوراً ہوا میں اُڑنے لگا یہاں تک کہ غائب ہو گیا حضرت امیرؒ نے اپنے مرید خاص ''حضرت سید محمد بیہقیؒ'' کو اشارہ کیا حضرت سید جوش میں آگئے اپنا نعلین اُتار کر ہوا میں پھینکا۔ نعلین بھی غائب ہوا کچھ ہی دیر بعد نعلین نے جوگی کو پیٹتے ہوئے زمین پر حضرت امیرؒ کے قدموں میں اُتارا۔ جوگی کے اس بدترین حال کو دیکھ کر تقریباً (۴۰۰۰) چار ہزار افراد مرد و زن، پیر و جوان نے بہ یک وقت ایمان لایا۔ بت خانہ کو ویران کیا گیا جوگی ایمان لایا بلکہ اسکا جن بھی مشرف بہ اسلام ہوا سلطان قطب الدین نے حضرت امیرؒ کو انکے سات سو (۷۰۰) مصاحبین کیساتھ دعوت کی، حضرت امیرؒ اسکے گھر گئے۔ سلطان کے حالات کی چھان بین کی تو معلوم ہوا کہ سلطان کے نکاح میں دو سگی بہنیں ہیں اس پر حضرت امیرؒ نے سلطان سے فرمایا کہ اس قسم کی شادی حرام ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔ ''وان تجمعوا بین الاختین الا ماقد سلف'' سلطان نے فوراً حضرت امیرؒ کے فرمان کے مطابق دونوں کو طلاق دی جو بڑی تھی وہ عارفہ و عابدہ بنیں چھوٹی کا تجدید نکاح ہوا اور وہی سلطان سکندر بت شکن کی ماں بنی (ماخوذ از تاریخ کشمیر سید علی)۔ غرض اس عمارت کی کمزور

بنیادوں کو حضرت امیرؒ نے نئے سرے سے اپنی باطنی و ظاہری کاوشوں سے مضبوط کیا اور تعمیر کیا پھر لوگوں کو دین اسلام سے دائمی و مستحکم رشتہ استوار کرنے کیلئے بہت ساری تصانیف دیدیں، جن میں ''ذخیرۃ الملوک، چہل اسرار، کتاب اسرار النقط، شرح اسماء اللہ، شرح فصوص الحکم، شرح قصیدہ خمریہ فارضیہ وغیرہ کے علاوہ روزانہ ذکر کیلئے ''اَوراد فتحیہ'' کا نسخہ بھی عطا کیا۔ جو کہ آپؒ نے حضرت نبی کریم ﷺ سے بمقام بیت المقدس برائے مسلمانان کشمیر حاصل کیا تھا آپؒ فرماتے تھے کہ بمقام بیت المقدس نبی کریم ﷺ جلوہ گر ہوئے آپ ﷺ نے میری طرف ایک رسالہ بڑھاتے ہوئے فرمایا: ''خذ ھذہ الفتحیہ'' ''لو یہ فتحیہ ہے'' میں نے دیکھا تو ذکر و اذکار پر مشتمل رسالہ تھا جسکا نام حسب فرمانِ نبی ﷺ اورادِ فتحیہ رکھا۔'' (تفصیل کیلئے دیکھیں انتباہ فی سلاسل اولیاء از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ) یہ رسالہ اَوراد فتحیہ مسلمانان کشمیر کیلئے صرف ایک وظیفۂ ذکر ہی نہیں بلکہ یہ مسلمانان ''اہلِ سنت والجماعت'' کے عقائد کی تحفیظ کا رسالہ بھی ہے جس کیلئے اَوراد شریف کے یہ الفاظ شاہد ہیں۔

رضینا باللہ تعالیٰ رباً و با لاسلام دیناً وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیاً ورسولاً، وبالقرآن اماماً وبا لکعبۃ قبلۃ و با لصلواۃ فریضۃً و با لمومنین اخواناً، وبا لصدیق وبالفاروق، وبذی النورین وبا لمرتضیٰ ائمۃ، رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین.

ان الفاظ مبارکہ میں مسلمانان اہل سنت، اللہ کو اپنا رب مانتے ہوئے، اسلام کو اپنا دین، حضرت محمد ﷺ کو اپنا نبی اور رسول، قرآن مقدس کو اپنی راہنما کتاب، کعبہ مقدسہ کو اپنا قبلہ، نماز کو فرض عبادت تسلیم کرتے ہوئے اور باایمانوں کے آپسمیں بھائی بھائی ہونے کا اعلان کرنے کے ساتھ ہی ساتھ حضرت سیدنا صدیق اکبر، حضرت سیدنا فاروق اعظم، حضرت سیدنا عثمان غنی اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین چاروں حضراتؓ کو اپنا امام تسلیم کرتے ہیں اسکے بعد اَورادِ شریف کے آخر میں آنحضور ﷺ پر درود و سلام کے ۱۷ صیغے جن میں ''ک'' واحد حاضر کی ضمیر کے ساتھ ہی ''یا'' ندا کا بھی استعمال ہوا ہے۔ ان سب صیغہائے درود و سلام میں جو حضور پُر نور ﷺ کے صفات بیان کئے گئے ہیں ان صفات کا بھی براہ راست تعلق مسلمانوں کے ایمان سے ہے اسی ایمان کا اعلان ہر مسلمان صبح سویرے اللہ کے گھر میں اجتماعی طور پر اعلاناً کرتا ہے ہاں یہ بھی ضرور کہوں گا کہ اوراد خوان مسلمانوں کو کوئی بھی باطل تحریک متاثر نہیں کر سکتی کیونکہ اوراد شریف میں جا بجا باطل فکروں کا رد ہے جیسے مرزا غلام قادیانی نے حضور پُر نور ﷺ کی خاتمیت پر ڈاکہ ڈالنا چاہا لیکن حضرت امیر کبیرؒ نے صدیوں پہلے درود و سلام کے مندرجہ صیغہ میں باطل فکر

قادیانیت کا رد کر کے رکھا ہے۔" الصلوٰۃ والسلام علیک یاخاتم النبیین "جو مسلمان صبح سویرے بآواز بلند حضور کے خاتم النبیین ہونے کا اعلان کرتا ہو بھلا وہ کیسے کسی باطل فکر کے فریب میں آسکتا ہے۔ آیئے یہاں وظیفۂ اوراد شریف کے آخر میں درج درود و سلام کے ۷ اصیغہائے مبارکہ میں حضور اکرم ﷺ کے اعلیٰ صفات کا مشاہدہ کریں۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ ﷺ

درود وسلام آپ پر اے اللہ کے رسول ﷺ، درود وسلام آپ پر اے اللہ کے محبوب ﷺ

الصلوٰۃ والسلام علیک یاخلیل اللہ ﷺ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ ﷺ

درود وسلام آپ پر اے اللہ کے دوست ﷺ درود وسلام آپ پر اے اللہ کے نبی ﷺ

الصلوٰۃ والسلام علیک یاصفی اللہ ﷺ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا خیر خلق اللہ ﷺ

درود وسلام آپ پر اے اللہ کے چنے ہوئے ﷺ درود وسلام آپ پر اے اللہ کے خلقت میں سب سے اول ﷺ

الصلوٰۃ والسلام علیک یامن اختارہ اللہ ﷺ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا من ارسلہ اللہ ﷺ

درود وسلام آپ پر اے اللہ کے اختیار کئے ہوئے ﷺ درود وسلام آپ پر اے اللہ کے بھیجے ہوئے ﷺ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا من زینہ اللہ ﷺ

الصلوٰۃ والسلام علیک یامن شرفہ اللہ ﷺ

درود وسلام آپ پر اے اللہ کے زینت دیئے ہوئے ﷺ درود وسلام آپ پر اے اللہ کے بزرگ کئے ہوئے ﷺ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا من کرمہ اللہ ﷺ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا من عظمہ اللہ ﷺ

درود وسلام آپ پر اے اللہ کے معزز کئے ہوئے ﷺ درود وسلام آپ پر اے اللہ کے عظمت دیئے ہوئے ﷺ

الصلوٰۃ والسلام علیک یاسید المرسلین ﷺ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا امام المتقین ﷺ

درود وسلام آپ پر اے رسولوں کے سردار ﷺ درود وسلام آپ پر اے پرہیزگاروں کے امام ﷺ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا خاتم النبیین ﷺ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا شفیع المذنبین ﷺ

درود وسلام آپ پر اے نبیوں کے سر (ختم کرنے والے) ﷺ درود وسلام آپ پر اے گنہگاروں کی شفاعت کرنے والے ﷺ

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول رب العالمین ﷺ

درود و سلام آپ پر اے ساری دنیا کے مالک (پالنہار) کے بھیجے ہوئے ﷺ

غرض مندرجہ بالا صفات سے اپنے نبی محترم ﷺ کو روزانہ صبح سویرے بآواز بلند اجتماعی طور پر یاد کرنے والے مسلمانوں کے ایمان وعقائد کا مظبوط ہونا لازمی ہے۔

الغرض اوراد شریف میں درج یہ عقائد اور یہ علامات مسلک اہل سنت والجماعت کو ظاہر کرتی ہیں حضرت امیرؒ اسی مسلک پر خود بھی تھے اور اہل کشمیر کو بھی اس مسلک پر رہنے کی تلقین کی جیسا کہ ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر صاحبہ نے حضرت امیرؒ پر اپنی تحقیقی تصنیف "سید میر علی ہمدانی" کے صفحہ ۱۶۴ پر حضرت امیر کی ہی تصانیف ذخیرۃ الملوک، رسالۂ اعتقادیہ امیریہ وغیرہ کے حوالے سے یوں لکھا ہے کہ شاہ ہمدانؒ کے مسلک اہل سنت پر ہونے کی سب سے واضح دلیل خود انکی اپنی تحریریں اور عقائد ہیں ایک موقعہ پر آپ فرماتے ہیں "صحابہ کرامؓ بعد از نبی بہترین خلق اند و بہترین ایشان چوں ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ ذخیرۃ الملوک ہی میں پُر زور الفاظ میں لکھا ہے کہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اہل سنت والجماعت کے اصول پھیلائے اور اپنے رسالہ "خواطیریہ" میں ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر طعن کرتے ہیں۔ غرض اسی مسلک کی تجدید و تحفظ کیلئے وظیفہ "اورادِ فتحیہ" روزانہ بعد فجر بالجہر (بلند آواز سے) پڑھنے کا حکم فرمایا گویا اوراد فتحیہ مجموعہ ذکر خدا ہی نہیں بلکہ تذکرۂ اظہار ایمان بھی ہے۔ جس کا بآواز بلند ہی ہونا بہتر اور افضل ہے اس بات کا ثبوت تاریخ کشمیر از سید علی کے صفحہ نمبر ۳۹ پر ہمارے جد بزرگوار حضرت میر شاہ سید احمد کرمانیؒ کے تذکرہ کے ذیل میں یوں ملتا ہے" کہ یہ بزرگ رتبہ والے (حضرت شاہ کرمانیؒ) حنفی مسلک سے وابستہ تھے۔ جب اُس نے کشمیر میں دیکھا کہ ہر مسجد میں اوراد فتحیہ کو پانچوں وقت پڑھا جاتا ہے (یہاں عبارت کا مفہوم وضاحت طلب ہے) تو انہوں نے مسلمانوں کو اوراد فتحیہ پڑھنے کی ممانعت کی۔

کچھ عرصہ کے بعد شہر سے جانے کا عزم کیا تو بارہمولہ کے راستے جانے لگا جب موضع بنیار کے نزدیک اپلہاک مرگ پہنچے تو وہاں رات گذار دی جب نماز فجر ادا کی تو مراقبہ میں ہوئے۔ اسی دوران میر سید علی ہمدانیؒ نیزہ ہاتھ میں لئے حاضر ہوئے انہوں نے سید احمد کو نیزہ

یار نے کا ارادہ کیا۔ سید احمد نے اس بارے میں پوچھا کہ اے بھائی ہمدانیؒ میری طرف سے کون سی تقصیر سرزد ہوئی ہے؟ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ بدترین حرکت یہ ہوئی ہے کہ تم نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ورد (یعنی اورادِ فتحیہ) کو منع کیا ہے یہی (ورد) شہر میں اسلام پھیلنے کا باعث ہوا۔ یہ سن کر انہوں نے اس بات کیلئے توبہ کی وہاں سے ننگے پاؤں پیادہ (پیدل) چل کر شہر کشمیر کی طرف واپس آئے شہر کے ہر کوچہ اور ہر مسجد میں چلا گیا اور لوگوں کو تلقین کی کہ وہ اورادِ فتحیہ باضابطہ نماز کے بعد پڑھا کریں اور صبح و شام دو بار اورادِ فتحیہ پڑھا کریں۔ بعد میں اسی شہر میں (سید احمد) نے وفات پائی۔ مزار قطب الاقطاب شیخ بہاو الدین علیہ رحمۃ والرضوان میں مدفون ہیں (ماخوذ از تاریخ کشمیر۔ سید علی۔ شائع کردہ سنٹر آف سنٹرل ایشین سٹیڈیز یونیورسٹی آف کشمیر صفحہ نمبر ۳۹۔۴۰)

اس طرح سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی کہ یہ ذکر اورادِ فتحیہ اہل سنت والجماعت کا تذکرہ اظہار ایمان یا یوں کہیں اعلان نامۂ ایمان ہے جس کا ذکر باآواز بلند ہی کرنا لازم ہے کیونکہ اس کے الفاظ میں یہ تاثیر ہے کہ یہ ذکر حق وادی میں اسلام پھیلنے کا باعث ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ ورد مبارک سالک کو ہر صبح روحانیت کے مقامات عالیہ کی معراج کراتا ہے۔ اسی لئے حضرت علمدارؒ فرماتے ہیں۔

فجر یِہ وگزار کھ ثوب کاڑ آسی — فجرِ ستی لسہ یِہ پان
ذکر اوراد یِہ و وظیفہِ آسی — ہکہِ کس گرِتھ ژبے ستی مان

احقر نے جب اپنے پیر و مرشد جناب حضرت سردار محمد لطیف بیگ صاحبؒ سے کوئی وظیفہ مرحمت فرمانے کی درخواست کی تو حضرت پیر صاحب نے فوراً فرمایا "میں کیا دوں گا حضرت امیر کبیر تو "اوراد" دے کر گئے ہیں اُسی کو روزانہ پڑھا کریں۔

بہر حال جب محسن کشمیر، علی ثانی، حضرت امیر کبیر، میر سید علی ہمدانیؒ ۷۸۶ھ میں اپنے آبائی وطن کی طرف واپس لوٹنے لگے تو بمقام پکھلی (آزاد کشمیر) ۶ ذوی الحجہ ۷۸۶ھ کو واصل بحق ہوئے۔ واقعۂ ذائقۃ الموت کے بعد، بھی تذکرہ نگاروں اور مورخوں نے بیان کیا ہے کہ بادشاہ خضر شاہ، مقامی باشندے اور حضرت شاہ ہمدانؒ کے ہمراہ بزرگان دین، کشمیر سے ہم رکاب عقیدت مندوں میں سے ہر گروہ نے اپنے اپنے وطن میں حضرت شاہ ہمدانؒ کو سپرد خاک کرنے پر اصرار کیا، اور جب کوئی متفقہ فیصلہ نہ ہو سکا تو حضرت شاہ ہمدانؒ کے معتمد اور معتبر ارادت مند حضرت شیخ قوام الدین بدخشیؒ نے تجویز پیش کی کہ غسل و جنازہ کے بعد جس گروہ سے تابوت اطہر اٹھے گا اُسی گروہ

کے ملک میں آپ کو زمین کے حوالے کر دیا جائے گا غسل اور جنازہ پڑھے جانے کے بعد ہر گروہ نے تابوت شریف اٹھانے کی بھر پور کوشش کی لیکن ان سے تابوت شریف نہ اٹھنا تھا، نہ اٹھا۔ آخر میں حضرت شیخ قوام الدین بدخشیؒ آگے بڑھے اور انہوں نے اکیلے تابوت شریف کو اُٹھایا اور اپنے قافلہ کے ساتھ وہاں سے ختلان کی طرف روانہ ہوئے چھ ماہ میں پکھلی سے ختلان کا دور و دراز سفر طے ہوا اور آپ کو ۲۵ ماہ جمادی الاول یا ۵ ماہ جمادی الثانی (تاریخ میں مورخین کا اختلاف ہے) میں قریۂ علی شاہ موجودہ کولاب علاقہ ختلان ملک تاجکستان میں سپرد خاک کیا گیا دفن کے وقت حضرت امیر رحمۃ اللہ علیہ کے جسد اطہر سے خوشبو پھوٹ رہی تھی آپ کی نعش مبارک تر و تازہ تھی گویا" **لا خوف علیهم ولا هم یحزنون** " کی عملی تفسیر تھی بہر حال یہی وجہ ہے کہ حضرت امیر رحمۃ اللہ علیہ کے دو عرس منائے جاتے ہیں ایک عرس ۶ ماہ ذوالحجہ جب آپؒ کا وصال ہوا دوسرا عرس جب آپؒ کو چھ ماہ بعدِ وصال ختلان میں سپرد خاک کیا گیا اس دوسرے عرس کو اسی لئے عرس ختلان کہتے ہیں۔

غرض حضرت بلبل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے لیکر حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ تک کشمیر میں اسلام کی بنیاد مسلک اہل سنت والجماعت پر ہی ڈالی گئی اور یہی مسلک پوری دنیا میں طلوع اسلام سے آج تک اکثریتی مسلک یعنی مسلک سواد اعظم ہے مشکوۃ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سواد اعظم (بڑی جماعت) کی پیروی کرو اور بیشک جس نے سواد اعظم کو چھوڑا وہ تنہا ہی دوزخ میں ڈالا جائیگا (مشکوۃ جلد اول، حدیث نمبر ۱۶۴/۳۳، کتاب و سنت پر عمل اور یقین)۔ کشمیر میں آغاز اسلام کے بعد کم و بیش دو سو (۲۰۰) سال تک تمام مسلمان اسی عقیدہ اہل سنت والجماعت یعنی جماعت سواد اعظم پر قائم رہے یہی مبارک زمانہ کشمیری مسلمانوں کا وہ بہترین زمانہ ہے جب مسلمانانِ کشمیر کو ایمان و امان و تندرستی علم و عمل و فراخدستی جیسے انعامات خداوندی حاصل ہوئے یعنی مسلمانان کشمیر اس دور میں روحانی دینی، اقتصادی، معاشی، علمی اور سیاسی اعتبار سے بہت ہی خوشحال تھے اس دور کو مسلمانان کشمیر کا دور خیر القرون کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

❀❀❀

باب دوم

اہل سنت مسلمانان کشمیر میں تشیّع کے نام پر تقسیم اول

مقتدر شیعہ ادیب، شاعر و محقق جناب غلام مصطفےٰ نشاط انصاری مرحوم، دلنہ بار ہمولہ نے کشمیر میں مسلمانوں کے اندر شیعت کے نام پر تفریق اول کی تاریخ قلمبند کرتے ہوئے شمس الدین اراکی کو اس تفریق اول کا بانی تسلیم کیا ہے۔

جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ اینڈ کلچر کی طرف سے ۱۹۹۸ء میں شائع کی گئی کتاب ''اولیائے کشمیر'' کے (صفحہ نمبر ۲۰۶۔۲۰۴) پر غلام مصطفےٰ نشاط انصاری صاحب کی طرف سے ''میر شمس الدین اراکی'' کے عنوان سے ایک تاریخی مضمون آیا ہے۔ نشاط انصاری صاحب نے کشمیر میں شیعہ مسلک کے بانی اور مؤسس میر سید محمد شمس الدین اراکی کو بتایا ہے بلکہ اسی مضمون میں جناب انصاری صاحب نے بعد تحقیق شمس الدین عراقی کو عراقی کے بجائے ''اراکی'' لکھا ہے انصاری صاحب لکھتے ہیں کہ شمس الدین اراکی کا تعلق اباو جداً شیعہ مسلک سے تھا مزید لکھتے ہیں کہ شہمیری خاندان کے دسویں بادشاہ سلطان حسن شاہ، جو زین العابدین بڈشاہ کا پوتا تھا، کے دور حکومت (۸۴۔۱۴۷۲ء) میں میر شمس الدین اراکی والیٔ خراسان کی طرف سے سفیر ہو کر یہاں آئے تو منصب سفارت پر رہتے ہوئے اُنہوں نے اپنے آٹھ سالہ قیام کے دوران وادی کشمیر میں اپنے اُس مشن کو کامیابی سے ہمکنار کر دیا' جسے وہ منصب سفارت سے قطع نظر ایران سے اپنے ساتھ لے آئے تھے اور وہ مشن تھا اشاعت اسلام میں شیعہ مسلک کی داغ بیل ڈالنا اسکو ترویج اور ترقی کیلئے دل جمعی کیساتھ کام کرنا، یہاں میر اراکی شیخ الاسلام بابا اسماعیل کبروی کے حلقہ میں شامل ہو کر در پردۂ اخفا اُنکے ارادت مندوں پر حاوی ہو کر اُنہیں شیعت کیلئے دعوت فکر دے کر راغب کرا چکے۔ اس سلسلے

میں وہ اس وقت کی ایک مقتدر اور صاحب ثروت شخصیت حسن آباد کے بابا علی نجار کو سب سے پہلے اپنا ہم خیال بنا چکے۔ (صفحہ نمبر ۲۰۶)

یونیورسٹی آف کشمیر کے سینٹر آف سنٹرل ایشین اسٹڈیز کی طرف سے شائع کی گئی ''تاریخ کشمیر'' از سید علی کے (صفحہ نمبر ۲۶) پر شمس الدین عراقی کی کشمیر آمد کے بارے میں مورخ یوں رقم طراز ہے:

''شمس عراقی کہ جس نے سلطان حسین مرزا حاکم خراساں کی جانب اسے سلطان حسن شاہ کیلئے دوستی کے خطوط کے علاوہ ایک پوستین خاص لباس لایا جو بطور تحفہ اسکے ہاتھ ارسال کیے تھے یہاں پہنچ کر اس نے حکومت کے ارکان میں نفاق پیدا کر دیا۔ ان ہی دنوں حسن شاہ نے وفات پائی اور فتنہ و فساد پیدا ہوا جس کی وجہ سے شمس عراقی کو آٹھ سال تک کشمیر میں انتظار کرنا پڑا۔ اُسکے دل میں خیال تھا کہ اُمراء کشمیر کو اپنے موافق بنا کر ملک کو اپنے قبضہ میں لاؤں لیکن اس کی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ ان ہی دنوں یہاں بزرگ والا مرتبہ شیخ اسماعیل بن شیخ فتح اللہ الحافظ مذہبی رہنما تھا۔ اسکا اور اسکے باپ کی یہاں کے لوگوں میں کافی عزت تھی اسکی بابرکت سعادت کی بدولت اس مولوی شمس عراقی کو کوئی کامیابی نہ ہوئی پھر وہ فتح شاہ کے عہد میں تحفہ و ہدایا لے کر واپس خراساں چلا گیا سلطان حسن شاہ نے (۱۳) سال (۵) دن حکومت کی اور ۸۹۳ھ میں وفات پائی۔''

(از صفحہ نمبر ۲۶ تاریخ کشمیر از سید علی)

''سلطان حسن شاہ کی وفات کے بعد سات سال کی عمر میں اسکا فرزند محمد شاہ بن حسن شاہ سلطنت کے تخت پر بیٹھا اسی محمد شاہ نامی والی کشمیر ہی کے زمانہ میں میر شمس الدین اراکی نے ایک شخص کو کشمیر بھیجا تا کہ وہ وہاں کی خبر لائے کہ آیا شیخ اسماعیل زندہ ہے یا وفات پا گیا ہے جب اس (میر شمس الدین عراقی) کا بھیجا ہوا آدمی یہاں پہنچا تو اس نے یہاں کے حالات معلوم کیے کہ شیخ اسماعیل بوڑھا ہو گیا ہے اور اس کا خلیفہ بابا علی ہوا ہے۔ اکثر لوگ اس کی طرف رجوع کرتے ہیں پھر دریافت کر کے اُس شخص نے یہ خبر اُس (میر شمس الدین عراقی) تک پہنچائی۔ جب اُس (میر شمس الدین عراقی) کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو وہ اس طرف آیا۔ کشمیر میں داخل ہوتے وقت اُس نے ایک علم (جھنڈا) اُٹھا کر اپنے آپ کو ایک شیخ کی مانند ظاہر کیا بابا علی کے نام ایک خط لکھا اس سے پہلے چونکہ سب اس بات سے واقف تھے کہ بابا علی ایک نادان نجار ہے اگرچہ وہ ایک

عبادت گذار تھا، مگر وہ کوئی علم نہیں رکھتا تھا (علم سے بے بہرہ تھا) جب کہ خط بابا علی کو پہنچا۔ بابا علی اُس کے استقبال کے لئے نکلا۔ اس نے دیکھا کہ یہ وہی آدمی ہے جس نے اس سے پہلے سلطان حسین مرزا کی چٹھیاں لائی تھیں۔ وہی وضع و شکل والا یہ شمس عراقی ہے۔ جس نے ایک لکیر (خط) کھینچا ہے۔ (جس کا مطلب یہ ہے) کہ میں سید محمد نور بخش کا خلیفہ (پیروکار) ہوں اور اُس کے ارشاد کے مطابق یہاں آیا ہوں بابا علی نے سادہ لوح ہونے کی وجہ سے اس پر اعتقاد کیا، اور اس خط (سند) پر بھی اعتماد کیا اُس کو اپنے گھر لایا اور اپنی خانقاہ میں بٹھایا۔"

(ماخوذ از تاریخ کشمیر صفحہ نمبر ۲۸)

چونکہ شیخ اسماعیل بوڑھے ہو چکے تھے اور بڑھاپے کی وجہ سے بیمار بھی رہتے تھے یہ اطلاع پاکر شمس الدین عراقی دوبارہ وادی میں وارد ہونے میں کامیاب ہوا اور شیخ اسماعیل کے ہی خلیفہ بابا علی نجار کے ذریعہ یہاں روحانیت کے نام پر اپنا بازار بھی گرم کیا شیخ الاسلام بابا اسماعیل کے انتقال کے بعد اس کا فرزند بابا فتح اللہ اس کا جانشین ہوا دوسری طرف سے حاکم وقت محمد شاہ کو میر شمس الدین عراقی کے ساتھ عقیدت نہ تھی لیکن میر شمس الدین عراقی کی ہی روحانیت کا دور دورہ تھا وہ اپنے آپ کو مسلک اہل سنت والجماعت سے ظاہر کرتے تھے آخر کار محمد شاہ کے انتقال کے فوراً بعد اس نے اپنا بازار گرم کیا اور محمد شاہ کے بیٹے اسماعیل شاہ کے دور میں اُس نے اپنا مذہب اصلی ظاہر کیا اور ''احوط'' نامی کتاب تالیف کی۔ اس میں اس نے غیر سُنی عقائد کا اظہار کیا جب یہاں کے لوگوں کو اسکے عقائد معلوم ہوئے تو افسوس کرنے لگے مگر بعد میں افسوس کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہوا جب یہ مذکورہ کتاب ہمایوں بادشاہ کو پیش کی گئی تو ہمایوں بادشاہ نے اس سلسلے میں صلحاء کو جمع کیا اور اُن کو اس کتاب کا معائینہ و ملاحظہ کرنے کو کہا (بعد معائینہ احوط کتاب) اُن کو معلوم ہوا کہ سید محمد نور بخش اہل سنت والجماعت سے تعلق رکھتے تھے اور وہ سنی تھے لیکن اس کتاب کے مؤلف کے تمام عقائد رافضی ہیں اس کتاب کو سید احمد بن سید محمد، ابدال ماگرے کے فرزند اور ملک ریگی چک نے ہمایوں بادشاہ کی خدمت میں لے کر پیش کیا تھا۔ (ماخوذ از تاریخ کشمیر۔ سید علی۔ صفحہ نمبر ۳۰۔۳۱)

اسطرح میر شمس الدین عراکی یہاں پر اپنے عقیدے کی بنیاد رکھنے میں کامیاب ہوا۔ اگرچہ اہل سنت علماء وقت نے اس تفریق اول کیخلاف ڈٹ کر مقابلہ کیا اور شمس الدین اراکی کی ڈالی ہوئی بنیادوں کو تباہ کر دیا گیا لیکن نشانات افراد کی

صورت میں باقی رہ ہی گئے اور وہی اہل تشیع کہلانے لگے۔ اُسوقت کے علماء کشمیر کی دستار حضرت شیخ الاسلام بابا اسماعیلؒ نے انکاڈٹ کر مقابلہ کیا۔ آپ شیخ فتح اللہ خواتخواں کے فرزند ارجمند بھی تھے اور خلیفہ بھی، آپؒ روشن دل، پرہیزگار، خدا ترس تھے آپؒ کشمیر کے شیخ الاسلام تھے کوہ ماران کے دامن میں شمال کی طرف راجہ ہرش دیو کے بت خانہ کو گرا کر ایک بلند اور وسیع خانقاہ تعمیر کی جسکے تین سو ساٹھ چھوٹے کمرے تھے اسی میں لوگوں کو راہِ خدا دکھانے میں اور ہدایت کرنے اور ظاہری و باطنی فیض پہنچانے کیلئے مرشدی کی گدی بچھائی اور لنگر جاری کیا۔ ہزارہا فقیر، مسکین اور طالب علم دور دراز ملکوں اور شہروں سے آکر یہاں جمع ہوگئے سبھوں کو لنگر سے روٹی ملتی تھی۔ خانقاہ میں چار سو صوفی روزانہ" اورادِ فتحیہ شریف" بالجہر (بآواز بلند سے) پڑھا کرتے تھے اور علاقہ بھاک کے دیہاتوں کے لوگ جو کئی کئی میلوں کی دُوری پر تھے ان اَوراد پڑھنے والے صوفیوں کی اَوراد پڑھنے کی آواز سنتے تھے طالب علموں کی درسی کتابیں اور دیگر ضرورت کی چیزیں اپنی گرہ سے دیتے تھے ہر آدمی کی ظاہری و باطنی تربیت نہایت خوش دلی سے کرتے تھے۔ اسکے بعد اُنکے فرزند حضرت بابا فتح اللہ ثانیؒ جو حضرت محبوب العالم رحمۃ اللہ علیہ کے اُستاد بھی تھے نے سختی کیساتھ شمس اراکی کی تحریک کا مقابلہ کیا۔ تاریخ کشمیر از حسن صاحب کھوئی ہامی میں لکھا ہے کہ حضرت بابا فتح اللہؒ نے اپنے تین بیٹوں کے نام تین خلفاء کے ناموں پر رکھے تھے ایک کا نام اُبوبکر، دوسرے کا نام عمر، تیسرے کا نام عثمان رکھا۔ اس نیت سے کہ جب شمس اراکی خلفاء ثلاثہؓ پر سب پڑیں بُرا کہیں تو وہ برائی خلفاء ثلاثہ تک پہنچنے کے بجائے میرے ان تینوں بیٹوں کو لگے اور نبیؐ کے پاک باز غلامؓ اور ہمارے آقا خلفائے راشدینؓ اس ردوبد سے محفوظ رہیں۔

(ماخوذ از تذکرہ اولیاء کشمیر از حسن صاحب کھوئیہامی صفحہ نمبر ۱۹۹)

یہاں پر اس بات کا ذکر کرنا مناسب ہوگا کہ ایک دفعہ جب امام اہل سنت امام احمد رضا خان صاحب فاضل بریلویؒ کے نام ایک خط آیا آپ نے خادم سے کہا کہ پڑھ کر سناؤ، خادم نے خط پڑھا تو کہنے لگے، حضور! کسی گستاخ رسول نے آپ کو نازیبا کلمات اور گالی لکھ کر بھیجی ہیں۔ یہ سن کر امام عشق و محبت خوش ہوئے خادم نے عرض کیا حضور! اس گستاخ رسول نے آپکو گالی لکھ کر بھیجی ہیں اور آپ خوش ہو رہے ہیں؟ امام اہل سنتؒ نے فرمایا، مجھے گالی لکھ کر بھیجی ہیں اسی لئے تو خوش ہو رہا ہوں کیونکہ جس وقت مجھے گالی لکھی ہوگی اس وقت تو

میرے محبوب رسول عربی ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے سے باز رہا ہوگا۔

(ماخوذ از فیضان شریعت صفحہ نمبر ۱۰۵)

بہر حال حضرت بابا فتح اللہؒ کے بعد انکے شاگرد سیدنا حضرت محبوب العالم شیخ حمزہ مخدومی کشمیریؒ، حضرت شیخ یعقوب صرفیؒ، حضرت بابا داؤد خاکیؒ وغیرہم نے ایک عظیم ریاست گیر تحریک چلا کر مسلک اہل سنت کی حفاظت کی جسکی وجہ سے مسلک اہل سنت والجماعت کی بہار پھر سے وادیٔ کشمیر میں دکھائی دی۔ ۹۵۰ھ میں مذکورہ بالا حضرات اولیاء کاملین تحریکِ اہل سنت کی تجدید وتحفیظ میں مشغول تھے بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ جس طرح حضرت سید بلبل شاہ صاحبؒ نے اسلام کی بنیاد کشمیر میں ڈالی تو حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانیؒ کے ہاتھ پر پوری وادی یکا یک اسلام کی طرف پلٹی یعنی حضرت سید بلبل شاہ صاحبؒ کی دعوتِ دین کا حقیقی اثر حضرت امیرؒ کے دور میں دکھائی دیا۔ اسی طرح حضرت امیر کبیرؒ کی منظم اسلامی دعوت سے برآمد ہونے والے ثمرات کو جب غیر سنی فکر نے آگھیرا تو علماء وصلحاء نے اسکے خلاف منظم کوششیں کیں اور مسلک اہل سنت کی تحفیظ شروع کردی لیکن فتح مبین حضرت شیخ حمزہ مخدومؒ کو عطا ہوئی۔ حضرت بابا نصیب الدین غازیؒ جو حضرت محبوب العالمؒ کے خلیفہ تھے فرماتے ہیں ''سی لکھ مرید باصفا اندر جناب کبریا'' تیس لاکھ مرید حضرت محبوب العالمؒ کے تھے قریہ قریہ، بستی بستی حضرت محبوب العالمؒ نے اسفار کئے۔ لوگوں کو دعوت وتبلیغ، تقریر اور تحریر کے ذریعہ مسلک اہل سنت کے حق ہونے کے دلائل پیش کئے اور غیر اہل سنت افکار کا رد کیا۔ عوام الناس کو ذکر واذکار کے سلسلے میں اورادِ فتحیہ شریف بعد خفتن (عشاء) بھی پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ کیونکہ جیسا کہ پہلے ہی لکھ چکا ہوں کہ اوراد شریف فقط ذکر اللہ ہی نہیں ہے بلکہ اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کا ترجمان وظیفہ ہے۔ جیسا کہ علامہ بابا داود خاکی ''قصیدہ لامیہ'' میں حضرت بابا ہردی ریشیؒ کے صحیح العقائد ہونے کیلئے اپنے پیر برحق حضرت سلطان کے سامنے اورادِ فتحیہ بعد فجر پڑھنے کو ہی بطور ثبوت پیش کرتے ہیں حضرت خاکی یوں فرماتے ہیں کہ حضرت بابا ہردی ریشیؒ صاحب ایک پاک باز مومن، عارف باللہ، پیغمبر اسلام ﷺ کے سچے عاشق اور اہل بیت واصحاب کرامؓ کے محبّ صادق تھے۔ وہ صدق دلی سے ائمہ کرام اور مشائخ عظام کے عقیدت مند تھے ہر وقت اوراد واذکار میں محو رہتے تھے ہر روز فجر کے وقت اورادِ فتحیہ پڑھتے تھے جو ان کے صحیح الاعتقاد ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے (''کشمیر میں اسلام کی تبلیغ واشاعت میں ریشیان کرام کا حصہ'' از ڈاکٹر

فاروق بخاری مرحوم، فرزند علامہ سید محمد قاسم شاہ صاحب بخاری، ماخوذ از ماہنامہ النور بانڈی پور جولائی اگست ۱۹۹۵ صفحہ نمبر ۴۱) یہی وجہ ہے کہ حضرت محبوب العالمؒ کے دور مبارک میں اس اورادِ شریف کو تسلسل کیساتھ بعد فجر تو پڑھتے ہی تھے لیکن حضرت محبوب العالمؒ نے باطل کا زور توڑنے کیلئے عوام الناس کو یہ وظیفہ بعد خفتن بھی پڑھنے کی تلقین کی۔ جیسا کہ وردالمریدین کے اس مصرعہ سے ظاہر ہے۔
''بعد خفتن ہم بخواں اورادِ فتحیہ بہ صدق۔'' (وردالمریدین، تاج العارفین صفحہ نمبر ۱۵۰)۔ اسی طرح تحریری سطح پر حضرت بابا داؤد خاکیؒ نے بحکم مرشد حضرت سلطان شیخ حمزہ مخدومؒ ''وردالمریدین'' نامی قصیدہ مرتب کیا۔ جس نے مثنوی مولانا رومؒ کی طرح عوام کو روحانی فیضان مہیا کیا۔ حضرت علامہ بابا داؤد خاکیؒ نے اس قصیدہ کے ایک شعر میں اپنے عقیدۂ اہل سنت کو یوں واضح کیا۔

مصطفٰے ﷺ راہم مع الا صحاب دیدہ بار ہا

زاں سبب در مذہب سنیہ راسخ ترشد است

حضرت شیخ حمزہؒ زمانہ طالب علمی میں تھے شمس واری کی درسگاہ میں تعلیم حاصل کر رہے تھے کہ علاقہ میں ایک حاجی صاحب حج کر کے واپس تشریف لائے تمام لوگ حاجی کی زیارت کو گئے حضرت شیخ حمزہؒ بھی گئے حاجی نے حضرت شیخؒ سے نام کام معلوم کیا پتہ چلا کہ آپؒ طالب علم ہیں تو آپ سے کہا کہ ان کتب کے بجائے رسالہ امامیہ وغیرہ کتب پڑھو اس بات سے طالب علم شیخ حمزہؒ بہت منتشر ہوا آخر کار ٹھان لی کہ جب تک اللہ تعالیٰ مجھے خود سنی اور شیعہ کے درمیان صحیح جماعت کی رہنمائی نہیں کرے گا میں کچھ نہیں کھاؤں گا یہ نیت کر کے کوہِ ماران کی مسجد شریف میں معتکف ہوئے۔ ابھی تین ہی دن گذرے تھے کہ حضرت محبوب العالمؒ نے خواب دیکھا کہ ایک نورانی پیکر آپ ہی کی طرف بڑھ رہا ہے انکے ساتھ اور بھی لوگ ہیں آپؒ نے خواب میں ہی معلوم فرمایا کون ہیں تو لوگوں نے بتایا کہ رسول عربی ﷺ اور انکے چہار یار باصفاؓ ہیں تو حضرت محبوب العالمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے صلوٰۃ وسلام پڑھنی شروع کی تو پہلے سیدنا حضرت صدیقؓ نے نصیحت فرمائی کہ اگر ابدی آرام ونجات چاہتے ہو تو اللہ ورسول ﷺ کی محبت کے بعد چار یار باصفاؓ کی محبت دل میں رکھ اور جب تک دنیا میں رہوگے اہل سنت والجماعت کے مذہب پر مضبوط رہ اسکے بعد حضرت عمرؓ نے نصیحت فرمائی اسکے بعد حضرت عثمانؓ نے نصیحت فرمائی اسکے بعد حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ نے نصیحت فرمائی۔ حضرت شاہ ولایتؓ نے فرمایا ''اے عزیز! جو کوئی سید مختار ﷺ کے صحابہ میں سے ان

یاروں کو بہتر نہ جانے گا اور انکے چوتھے کا محب نہ ہوگا اُس سے خدا اور رسول خدا ﷺ اور یہ تین یار اور میں بیزار ہوں اور سارے مومن اور فرشتے" یہ کہہ کر سب غائب ہوگئے۔ میں بیدار ہوا تسلی ہوئی اور مسلکِ اہل سنت پر ڈٹ گیا۔ بارہا حضرت شیخ حمزہؒ نے حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحابؓ کی زیارت کی اس بنا پر آپ مسلک سُنیہ میں راسخ ہوگئے۔ یعنی نبی پاک ﷺ کو خواب میں دیکھنا بحوائے حدیث حق ہے اور اسکے ساتھ ہی خلفاء اربعہ کو دیکھنے کا مطلب یہ سب دربار نبوی ﷺ کے خاصان ہیں تو دربار نبوی ﷺ کے خاصان تو دربار حق کے خاصان ہوگئے۔ اسلئے ان حضرات کی محبت علامت ایمان ہے حضرت بابا داؤد خاکیؒ نے قصیدہ وردالمریدین میں یہ بھی فرمایا کہ۔

شیعہ و سنی یکے ہستند ز اما اہل رفض

ادعائے شیعگی این سب و بغض انکر شداست

"شیعہ و سنی ایک اور برابر ہیں ان میں کوئی فرق نہیں البتہ شیعہ ہونے کا دعویٰ کرنا پھر صحابہ کرامؓ کا بغض و عداوت رکھنا اور معاذ اللہ سرکردہ اصحابِ نبوی ﷺ کے نام صراحتاً یا کنایتاً سب و شتم کرنا نہایت مکروہ، ناپسندیدہ اور موجب رسوائی دارین ہے۔ یہی رفض کی علامت ہے" یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ اہل بیت اطہار علیہم السلام کی بارگاہ میں ادنیٰ ترین گستاخی یا اُنکے دشمنوں جیسے یزید پلید سے تھوڑی سی محبت رکھنا بھی علامت رفض ہی ہے تو ایسے لوگوں اور ایسی جماعتوں سے سُنی مسلمانوں کو ہمیشہ دور رہنا ضروری ہے۔ مسلمانان اہل سنت والجماعت کا ایمان یہ ہے جسکو امام اہل سنتؒ نے اس شعر کے ذریعے بہت خوب واضح کیا ہے کہ۔

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور ﷺ

نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ ﷺ کی

حضرت بابا داؤد خاکیؒ اہل بیت کی عظمت کا اظہار ان اشعار میں فرماتے ہیں۔

این مشائخ را مسلسل اندر ارشاد و ادب

تا نبی اللہ وسیلہ مرتضیٰ حیدر شد است

"یعنی مشائخ کرام کا علم سلوک کے آداب میں مسلسل سلسلہ حضرت نبی کریم ﷺ تک پہنچتا ہے اور آپ ﷺ تک پہنچنے کیلئے بڑا وسیلہ شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہیں۔ حضرت بابا داؤد خاکیؒ اس شعر میں بھی عقیدہ حق کا واضح اعلان کرتے ہیں۔

ما سنیان اُمت پیغمبریم نیز

ما ہستیم ز سلسلہ مرتضیٰ علیؓ

خاکی دریں لقب کہ تو داری اشارت است

با بوتراب نسبت خُمی کُنی جلی

اسی طرح اس شعر میں بھی اس کا اظہار کرتے ہیں۔

غم نبائید خورد مارا روز حشر از تشنگی

منبع این سلسلہ چوں ساقئے کوثر شداست

"یعنی قیامت کے دن ہمیں پیاس کا کوئی خوف نہیں ہوگا کیونکہ اس سلسلے یعنی سلسلۂ سہروردیہ کے مرشد اعظم حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہیں وہی حوض کوثر کا پانی پلانے والے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کوثر کے جام بھر بھر کے شیر خداؓ کی طرف بڑھائیں گے اور حضرت علی مرتضیٰؓ حضور ﷺ کے غلاموں میں تقسیم فرمائیں گے۔ غرض اصل روح دین بقول مولانائے روم ادب ہے

از خدا خواہیم توفیقِ ادب

بے ادب محروم ماند از فضلِ رب

مسلمان انبیاء کرام خصوصاً سید الانبیا ﷺ آپکے صحابہؓ اور اہل بیت اطہار علیہم السلام پھر آپ ﷺ کے متبعین اولیاء کاملین رحمہم اللہ کے بارے میں انتہائے ادب کو ملحوظ رکھیں۔ یہی اصل ایمان ہے۔ **فاعتبروا یا اولو الابصار۔**

مندرجہ بالا حقیقی امتزاج کو حضرت ایشان شیخ یعقوب صرفیؒ نے اس "استغاثہ بہ دربار نبوی ﷺ" میں بخوبی اظہار کیا ہے قارئین کرام اس امتزاج کو اس نعت میں محسوس کریں گے دراصل یہی حقیقی سنی مزاج روح ایمان اور تقاضائے اسلام ہے۔ یہ استغاثہ بھی اِسی دورِ پُر آشوب سے نجات کیلئے حضرت ایشانؒ نے دربار نبوی ﷺ میں کیا تھا۔ جو مقبول بارگاہ ہوا آج بھی وادی میں درود حضور ﷺ کیساتھ پڑھتے ہیں احقر کو اس فارسی استغاثہ کو کشمیری منظوم ترجمہ کرنے کا شرف حاصل ہوا جو "المرکز الاسلامی" کی طرف سے شائع بھی ہوا۔ حضرت ایشانؒ کا استغاثہ معہ ترجمہ مندرجہ ذیل ہے۔

نعت شریف

دِلم افگار یارسول اللہ ﷺ — بہر دیدار یارسول اللہ ﷺ
دل چھُم بیمار یارسول اللہ ﷺ — دِیتو دِیدار یارسول اللہ ﷺ

روی خود وا بکن زِ بُرد یمن — پردہ بردار یا رسول اللہ ﷺ
ہاُوتوم تھوو تلِتھ بردِ یمن — رُوئے اَنوار یارسول اللہ ﷺ

روی من از گناہ گشتہ سیاہ — چوں شبِ تار یارسول اللہ ﷺ
رُوئے میُون اَز گناہ گومُت سِیاہ — زَن شبِ تار یارسول اللہ ﷺ

تاج لولاک حق ترا بخشید — شبِ اسرار یا رسول اللہ ﷺ
تاجِ لولاک تو ہیہ کھُن بخشو — چھوِ کھُن سردار یارسول اللہ ﷺ

گردِ نعلین تو تیا سازند — اولوالابصار یارسول اللہ ﷺ
گردِ نعلین تُہند چھُ گاش چھمن — اُولو الاَبصار یارسول اللہ ﷺ

بہرِ صدیقؓ و عمرؓ و عثمانؓ — شیر جبارؓ یارسول اللہ ﷺ
پاسِ صدیقؓ و عمرؓ و عثمانؓ — شیرِ جبارؓ یارسول اللہ ﷺ

بہرِ حسنینؓ و اہل بیت بتولؓ — ظلم بردار یا رسول اللہ ﷺ
پاسِ حسنینؓ و اہل بیت بتولؓ — ظالمن لا ر یارسول اللہ ﷺ

اہلِ کشمیر گشتہ زار و خراب — از ستمگار یا رسول اللہ ﷺ
وَ چھتو کاشُر گمت چھِ کاُتیاہ خراب — اَز ستمگار یارسول اللہ ﷺ

باز کشمیر کن زِ راہ کرم — رشکِ گلزار یا رسول اللہ ﷺ
وائے! کشمیر سوُن کریون آباد — پھولِتھ گلزار یارسول اللہ ﷺ

سوئے جیلان روم بخدمتِ پیرؒ — کنم اظہار یا رسول اللہ ﷺ
اُس گژھ جیلان گوُھو بخدمتِ پیرؒ — کرُو اظہار یارسول اللہ ﷺ

یا بختلان روم بہ نزدِ آمیرؒ — گوش بگذار یارسول اللہ ﷺ
یا بہ ختلان گوھے چھُ حضرتہِ میہ اَمیرؒ — بوُ زمیاَنی زار یارسول اللہ ﷺ

عرضِ احوال خود بیاں سازد
حالِ دل از چُن وَنان پانے
صرفیؒ زار یا رسول اللہ ﷺ
تُہند وَاغدار یا رسول اللہ ﷺ

غرض حضرت سلطان شیخ حمزہ مخدومیؒ نے ہمعصر علماء و مشائخ کیساتھ مل کر علمی، دعوتی، تحریری، سیاسی اور روحانی سطح پر اہل سنت والجماعت کا بھرپور دفاع کر کے مسلک اہل سنت والجماعت کی نشاۃ ثانیہ فرمائی۔ زمانہ گذرتا گیا وادی کا اکثریتی فرقہ سنی رہ گیا لیکن شعیہ اقلیت بھی وجود میں آگئی یعنی پہلی بار یہاں مسلمان دو فرقوں میں بٹ گئے ایک سنی دوسرا شیعہ، سنی اکثریت یعنی سوادِ اعظم اور اہل تشیع اقلیت میں رہے۔

❁❁❁

باب سوئم

اہل سنت مسلمانان کشمیر میں وہابیت کے نام پر ایک اور تقسیم

سنی مسلمانان کشمیر میں اہل تشیع کے نام پر تقسیم کی بڑی مدت کے بعد ''وہابیت'' اور ''نجدیت'' کے نام پر ایک اور تقسیم ہوئی اس سے پہلے کہ کشمیری مسلمانوں میں اس تقسیم ثانی کی تاریخ مرتب کریں۔ آیئے پہلے چند سوالات اور ان کے جوابات جانتے ہیں:

سوال نمبر۱۔ وہابیت کیا ہے ؟

سوال نمبر۲۔ علماء عرب وعجم وہابیت کیخلاف کسطرح برسرپیکار ہوئے ؟

سوال نمبر۳۔ وہابیت دیارِ ہند میں کیسے داخل ہوئی ؟

آیئے جوابات ملاحظہ فرمائیں: آخر ''وہابیت'' کیا ہے؟

کشمیر میں آغاز اسلام کے کم وبیش چار سو (۴۰۰) سال بعد یعنی بارہویں صدی ہجری میں عرب کے علاقہ نجد سے ایک فتنہ اُٹھ کھڑا ہوا جو محمد ابن عبدالوہاب نجدی کا پیدا کردہ تھا۔ شیخ نجدی نے جس نئے طریقۂ دین کی طرف دعوت دی اُسکو عرف عام میں ''وہابیت'' کہتے ہیں۔ اسی کے پیروکار ''وہابی'' کہلائے۔ اس فتنہ کی طرف پہلے ہی حضرت نبی کریم ﷺ نے پیشن گوئی کی تھی۔ جسکو امام بخاریؒ نے حضرت عمرؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ حضرت نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''کہ اے اللہ ہمارے شام میں اور ہمارے یمن میں برکت دے۔ کہنے والوں نے کہا: اور ہمارے نجد میں، آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ ہمارے شام میں اور ہمارے یمن میں برکت دے، کہنے والوں نے کہا: اور ہمارے نجد میں۔ آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ فرمایا کہ: وہاں زلزلے اور فتنے ہیں اور وہاں سے شیطانی قوت اُبھرے گی''۔

(باب ما قیل فی الزلازل والآیات، کتاب ابواب الاستقاء، صحیح بخاری شریف)

عرب کے علاقہ نجد سے ظاہر ہونے والی وہابیت کی تفصیل

شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی ۱۱۱۵ھ یعنی بارھویں صدی کی ابتداء میں علاقہ نجد میں پیدا ہوا۔ اس کی شخصیت نے ملت اسلامیہ میں عموماً اور عوام اہل سنت میں خصوصاً انتشار وافتراق پیدا کیا۔ اہل اسلام میں کتاب وسنت کے حوالے سے جو معمولات صدیوں سے رائج تھے ان کو کفر اور شرک قرار دیا۔ شان مصطفوی ﷺ میں تنقیص، مقابر صحابہؓ کی بے حرمتی، انکی زیارات کا انہدام، وسالت کا انکار، شفاعت واستمداد از انبیاء واولیاء کو حرام قرار دیا، ایصال ثواب کی تمام صورتیں ناجائز، حضور ﷺ کی زیارت کی نیت سے مدینہ جانے والا مشرک ٹھہرا، غرض وہ سب عقائد جو زمانہ نبوی سے قرآن وحدیث، اثر صحابہ اور اجماع اُمت سے ثابت ہیں اُنکو ایک دم رد کر کے ان اعمال کو شرک وکفر کہا، ان اعمال کے کرنے والوں کو کافر قرار دیا، انکے ساتھ قتل عام کیا اور انکے مال کو مال غنیمت سمجھ کر لوٹ لیا۔ خود محمد بن عبدالوہاب نجدی کتاب ''کشف الشبہات'' کے ۲۱،۲۰ صفحہ (ماخوذ از تاریخ نجد وحجاز صفحہ نمبر ۵۶) پر لکھتا ہے۔

"وعرفت ان اقرارهم بتوحيد الربوبية لم يدخلهم في الاسلام وان قصدهم الملآئكة والانبياء والاولياء يُريدون شفاعتهم والتقرب الى الله بذالك هو الذى دماء هم واموالهم"

(ترجمہ) ''اور تم نے جان لیا کہ ان لوگوں (مسلمانوں) کا توحید کو مان لینا انہیں اسلام میں داخل نہیں کرتا اور ان لوگوں کا نبیوں اور فرشتوں سے شفاعت طلب کرنا اور انکے توسل سے اللہ تعالیٰ کا قرب چاہنا ہی وہ سب ہے جسکی وجہ سے اُنکے (یعنی مسلمانوں کے) قتل اور اموال لوٹنے جائز کر دیا ہے۔''

شیخ محمد بن عبدالوہاب نے جس نئے طریقے کی طرف لوگوں کو دعوت دی وہ ''وہابیت'' کے نام سے معروف ہوا۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیروکار فخر سے اپنے آپ کو ''وہابی'' کہتے ہیں چنانچہ شیخ علی طنطاوی مصری متوفی ۱۳۵۸ھ اپنی کتاب ''محمد بن عبدالوہاب نجدی'' صفحہ ۱۳

(ماخوذ از تاریخ نجد و حجاز صفحہ نمبر ۳۷) پر یوں لکھتے ہیں۔

''اما محمد فهو صاحب الدعوة التي عرفت بالوهابية''

(ترجمہ) ''محمد بن عبدالوہاب نجدی نے جس تحریک کی دعوت دی تھی وہ وہابیت کے نام سے پہچانی جاتی ہے۔''

محمد بن عبدالوہاب نجدی نے اپنی تحریک کی کامیابی کیلئے نجد کے سرداروں کی حمایت حاصل کرنی چاہی اور وہ اس میں کامیاب ہوا۔ محمد ابن سعود (بانیٔ سعودی عرب) کی بیوی کے ذریعہ انہوں نے ابن سعود کو اپنا ہمنوا بنالیا۔ ان باتوں کا اظہار سید محمد حسنی نے ''سوانح حیات سلطان عبدالعزیز ال سعود'' صفحہ ۴۲ پر یوں کیا ہے۔

عینیہ سے شیخ نجدی درعیہ میں پہنچے اور اپنے ایک شاگرد ابن سویلم کے ہاں مقیم ہوئے۔ ابن سویلم نے امیر محمد ابن سعود والیٔ درعیہ کی مدد حاصل کرنے کا وعدہ کیا لیکن والیٔ درعیہ ابن سعود شروع میں رضامند نہ ہوا، اُسکے بھائی جو اس عرصہ میں شیخ نجدی کے بے حد مداح ہو گئے تھے اور بعد میں اسکے بہترین مؤید ثابت ہوئے۔ امیر کو شیخ (نجدی) کی متابعت کیلئے ترغیب دیتے رہے۔ آخر پر امیر محمد بن سعود کی عقلمند اور ہوشیار بیگم مدد کیلئے مساعی ہوئی، نتیجہ یہ ہوا کہ امیر بھی شیخ نجدی کا معترف ہو گیا۔ اب دونوں محمد بن سعود اور ابن عبدالوہاب نجدی نے معاہدہ کیا جیسا کہ مسعود عالم ندوی اپنی کتاب ''محمد بن عبدالوہاب نجدی'' صفحہ ۳۳ پر لکھتا ہے کہ محمد بن سعود نے ہاتھ ملانے کیلئے دو شرائط رکھے۔

(۱) اگر ہم آپکی مدد کریں گے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح دی تو آپ ہمارا ساتھ نہ چھوڑیں گے۔

(۲) اہل درعیہ سے فصل کاٹنے کے وقت میں کچھ مقررہ محصول لیتا ہوں آپ مجھے اس سے نہ روکیں۔

ان شرائط کے جواب میں ابن عبدالوہاب نجدی کہتا ہے :

پہلی شرط تو ہمیں بسر و چشم منظور ہے، ہاتھ ملاؤ '' الدم بالدم والهدم بالهدم'' (میرا خون تمہارا خون میری تباہی تیری تباہی)۔ رہی دوسری شرط سو انشاء اللہ تمہیں فتوحات اور غنیمتوں میں سے اتنا کچھ مل جائیگا کہ اہل درعیہ کے خراج کا دل میں خیال بھی نہیں آئیگا۔

(محمد بن عبدالوهاب نجدی ایک مظلوم مصلح صفحه ۳۲، از مسعود عالم ندوی)

اس معاہدہ کے بعد سرزمین عرب پر خوب خون بہایا گیا وہابیوں نے شرک کے نام پر مسلمانوں کو قتل عام کیا، عورتوں کو بیوہ بنایا، بچوں کو یتیم کیا گیا، مسلمانوں سے لوٹے ہوئے مال و اسباب کو غنیمت کا مال کہہ کر آپس میں بانٹا گیا۔ مزارات صحابہ مسمار کیے گئے، کربلا معلی میں مظالم ڈھائے گئے، اہل طائف کو قتل کیا گیا، مکانوں میں آگ لگا دی گئی، ایک خوبصورت اور آباد شہر کو چٹیل میدان بنا دیا گیا، حد یہ کہ حرمین شریفین میں بھی بے حرمتی کی انتہا کی گئی۔ سید سردار محمد حسنی کی کتاب ''سوانح حیات سلطان عبدالعزیز ال سعود'' کا مطالعہ کیجئے۔

''سوانح حیات سلطان عبدالعزیز ال سعود'' ۴۸ صفحہ مصنف سردار محمد حسنی رقم طراز ہے کہ سعود جو اس وقت رسوائے عالم ہو چکا تھا، حجاز کی طرف بڑا اور اگلے ہاتھوں طائف پر قابض ہو گیا اور وہاں سے گرد و نواح میں افواج بھیجنے لگا۔ شریف کے پاس کوئی قابل ذکر فوج نہ تھی مقابلہ کی تاب نہ لا کر جدہ چلا گیا۔ اپریل ۱۸۰۳ء میں سعود بلا مزاحمت مکہ میں داخل ہو گیا۔ وہابی مدت سے اُدھار کھائے بیٹھے تھے کہ اصل اصلاح مکہ سے کی جائے گی اور ہر وہ چیز جس میں (اُنکے بقول) کفر و شرک کا شائبہ پایا جاتا ہے فنا کر دی جائے گی۔ چنانچہ اب مقدس مزارات توڑ پھوڑ دئے گئے، زیارت گاہوں کی بے حرمتی کی گئی، حرم کعبہ کے غلاف پھاڑ دیئے گئے۔

(ملخوز از تاریخ نجد و حجاز ز علامه عبد القیوم قادری صفحه ۱۹۰)

حرم مکہ کی بے حرمتی کے بارے میں غیر مقلدین کے مشہور عالم نواب صدیق حسن خان بھوپالی لکھتے ہیں کہ:

''سعود بن عبدالعزیز نے سرداروں اور شریفوں کو قتل کیا اور کعبہ کو برہنہ کر دیا اور دعوت وہابیہ قبول کرنے کو لوگوں پر جبر کیا''۔

(ملخوذ از تاریخ نجد و حجاز صفحه ۱۹۱ بحواله ترجمان وهابیه از صدیق حسن خان صفحه ۲۵

سوال نمبر ۲: علماء عرب وعجم وہابیت کیخلاف کس طرح برسرپیکار ہوئے؟

علماء عالم نے محمد ابن عبدالوہاب نجدی کی فکر کا اعلانا رد کیا اور اس فکر کو مسلک سواد اعظم کے عقائد کے برخلاف قرار دیتے ہوئے اس کے مضر اثرات سے عوام کو آگاہ کر دیا آیئے اب طوالت سے بچتے ہوئے پہلے عالم عرب کے چند جید علمائے کرام کے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے بارے میں تاثرات جانیں۔

(۱)

اسی زمانہ کے مایہ ناز عالم دین علامہ سید محمد امین بن عمر معروف بہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ نے "درمختار" کی شرح "ردالمحتار" مطبوعہ ۱۲۴۹ھ کی تیسری جلد: باب البغات، صفحہ ۲۲۸ میں لکھا ہے:

"کما وقع فی زماننا فی اتباع ابن عبد الوهاب الذین قد خرجوا من نجد وتغلبوا اعلیٰ الحرمین و کانوا ینتحلون مذهب الحنا به لکنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون ومن خالف اعتقاد هم مشرکون و استحابوا بذالک قتل اهل السنة وقتل علمائهم" (متوفی ۱۲۵۲ھ: ۱۸۳۶ء)

"جیسا کہ ہمارے زمانہ میں پیش آیا ہے کہ نجد سے عبدالوہاب کے پیروان نکلے اور اُنہوں نے حرمین پر قبضہ کیا۔ وہ اپنے کو اگرچہ حنبلی کہتے ہیں لیکن انکا عقیدہ یہ ہے کہ مسلمان صرف وہی ہیں اور جو بھی انکے عقائد کے خلاف ہو وہ مشرک ہے، بنابریں اُنہوں نے اہل سنت کو اور اُنکے علماء کو قتل کرنا مباح (جائز) قرار دیا ہے"۔

(۲)

سید احمد بن زینی دحلان مکی شافعی، متوفی ۱۳۰۴ھ اپنی کتاب :

"خلاصۃ الکلام فی بیان امراء البلد الحرام" (۳۳۳،۳۲۹ صفحہ) پر یوں رقمطراز ہیں۔

"شیخ نجدی مختلف طریقوں سے حضور اکرم ﷺ فداہ نفسی وابی وامی کی تنقیص کیا کرتا تھا اور اس کا زعم تھا کہ توحید کو محفوظ رکھنے کا یہی ایک طریقہ ہے، اسکی چند

گستاخیاں درج ذیل ہیں:

(۱) حضور اکرم ﷺ کو "طارش" کہا کرتا تھا اور نجد کی لغت میں طارش چٹھی رساں یا ایلچی کو کہتے ہیں۔

(۲) جمعہ کی رات کو درود شریف پڑھنے اور میناروں پر بلند آواز سے درود شریف پڑھنے کو منع کرتا تھا اور جو شخص اسطرح درود پڑھتا، اُسکو سخت تکلیف دہ عذاب دیا کرتا تھا، یہاں تک کہ ایک خوش الحان نابینا موذن کو اسنے درود شریف پڑھنے کے جرم میں قتل کروا دیا۔

کہا کرتا تھا کہ کسی فاحشہ عورت کے کوٹھے میں ستار بجانے سے اس قدر گناہ نہیں ہے جس قدر گناہ مسجد کے میناروں میں حضور اکرم ﷺ پر درود پاک پڑھنا ہے (اور اپنے اتباع کرنے والوں اور اپنے اصحاب سے کہا کرتا تھا کہ اس طریق کار سے توحید کی حفاظت ہوتی ہے)۔

اسکے بدترین افعال میں سے یہ فعل ہے کہ اس نے "دلائل الخیرات" اور دوسری درود شریف پڑھنے والی کتابوں کو جلوا دیا اور ان کتابوں کے پڑھنے کو بدعت قرار دیتا تھا۔ اس نے ان بے شمار علماء صالحین اور عوام مسلمین کو قتل کروا دیا جنہوں نے اسکے تو زائیدہ دین کو تسلیم نہیں کیا۔

شیخ نجدی کے متبعین اپنے آپکو کسی مذہب (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) کا پابند نہیں جانتے تھے البتہ لوگوں کو دھوکہ دینے کیلئے حنبلی مذہب کی طرف نسبت کرتے تھے۔

شیخ نجدی نماز کے بعد دعا مانگنے سے منع کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کیا تم اللہ تعالیٰ سے اس عبادت کی مزدوری مانگ رہے ہو"۔

(ماخوذ از: تاریخ نجد وحجاز، (صفحہ ۱۵۰،۱۵۱،۱۵۲،۱۵۳) از مفتی محمد القیوم قادری ہزاروی)

(۳)

حضرت علامہ زید ابوالحسن فاروقی دہلویؒ اپنی کتاب "مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویت الایمان صفحہ ۲۱، تا ۳۱" میں ابن عبدالوہاب نجدی کے بھائی علامہ شیخ سلیمان بن عبدالوہاب کے تاثرات محمد ابن عبدالوہاب کے بارے میں یوں قلمبند کرتے ہیں:

محمد ابن عبدالواہاب نجدی کے مسلک کو اسکے ہی بھائی علامہ شیخ سلیمان بن عبدالواہاب نے اپنی کتاب "الصواعق الالهية فی الردعلی الوهابية" میں اسطرح رد کیا:

یہ علمی رسالہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کی دعوت کے آٹھویں سال لکھا گیا یعنی ۱۱۶۷ھ کو۔ علامہ سلیمان نے ابتدائے امر میں اپنے بھائی کو بہت سمجھایا اور جب نجد کے امیر نے اُنکے ہاتھ پر بیعت کرلی اور خون مسلم کی کوئی قدر نہ رہی اور علامہ سلیمان کو اپنی جان کا خطرہ لاحق ہوا، وہ حرمین محترمین چلے گئے اور وہاں سے یہ یادگار علمی رسالہ لکھ کر اپنے بھائی کو ارسال کیا۔ یہ رسالہ آیات مبارکہ، احادیث طیبہ اور علماء کرام کے اقوال سے مالا مال ہے، از وجہ اختصار بعض فوائد کا آزاد ترجمہ ہدیۂ ناظرین ہے۔ یہ رسالہ پہلی مرتبہ ۱۳۰۶ھ/۱۸۸۹ء میں چھپا تھا، پھر ۱۳۹۵ھ ۱۹۷۵ء میں ''مکتبہ ایشق'' نے استنبول میں طبع کیا ہے۔ یہی طباعت پیش نظر ہے اور اسی کے صفحہ کا نمبر ہر فائدہ کے بیان کرنے سے قبل لکھتا ہوں تاکہ تحقیق کرنے والوں کو مراجعت میں سہولت رہے۔

(**نوٹ**) علامہ سلیمان نے اپنے رسالہ میں از اول تا آخر جمع کے صیغے سے اپنے بھائی کو خطاب کیا ہے۔ اُردو میں اس کیفیت کی تعبیر ''آپ'' سے کی گئی ہے، ملاحظہ کریں:

(علامہ سلیمان کے رسالہ کے صفحہ ۴ کی تحریر) بخاری شریف و مسلم شریف کی روایت ہے کہ اسلام کی اساس پانچ چیزوں پر ہے: شہادت اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور نماز قائم کرنی، زکوٰۃ ادا کرنی، رمضان کے روزے رکھنے اور بیت اللہ کا حج اگر قدرت اور سبیل ہو۔

(علامہ سلیمان کے رسالہ کے صفحہ ۵ کی تحریر) لیکن آپ ان لوگوں کو کافر قرار دیتے ہیں جو کلمہ شہادت پڑھتے ہیں، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے پابند ہیں، ہم آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ آپ نے خلق خدا کو کافر بنانے کا قول کہاں سے لیا ہے؟ اگر آپ کہتے ہیں کہ ہم شرک کرنے والوں کو کافر کہتے ہیں، اللہ نے فرمایا ہے: ''ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ، الآیت'' ''شرک کرنے والوں کو اللہ نہیں بخشتا۔'' (شیخ سلیمان نے اس مفہوم کی اور آیتیں بھی لکھی ہیں اور پھر لکھا ہے:

یہ مبارک آیتیں برحق ہیں اور اہل علم نے جو مطلب ان کا بیان کیا ہے وہی درست ہے وہ کہتے ہیں: غیر اللہ کو اللہ کا شریک بنانا شرک ہے۔ مشرکین کہتے ہیں: ھٰؤلاء شرکاءنا ''یہ ہمارے شریک ہیں'' اور جب مشرکوں سے کہا جاتا ہے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو وہ اس کو بڑا سمجھتے ہیں جیسا کہ اللہ نے بیان کیا ہے: ''اذا قیل لھم لا الٰہ الا اللہ یستکبرون'' ''ان سے جب کوئی کہتا، کسی کی بندگی نہیں سوا اللہ کے تو غرور کرتے''۔ جو تفاصیل آپ نے بیان کی ہیں کہ اس کام کا کرنے والا مشرک، اُس کام کا کرنے والا مشرک۔ آپ نے یہ تفاصیل کہاں سے لی ہیں؟ کیا

ائمہ مجتہدین میں سے کسی نے یہ بات کہی ہے؟ اگر کہی ہے اس کا نام ہم کو بتائیں تاکہ ہم آپ کی پیروی کریں۔

(علامہ سلیمان کے رسالہ کے صفحہ ۷ کی تحریر) ہر مذہب کے اہل علم نے ایسے اقوال اور افعال بیان کیے ہیں جنکے کرنے سے مسلمان مرتد ہوجاتا ہے، لیکن کسی نے یہ نہیں لکھا کہ جو شخص غیر اللہ کی نذر مانے وہ مشرک ہوا، یا غیر اللہ سے مانگنے والا مرتد ہوا، یا غیر اللہ کیلئے ذبیحہ کرنے والا کافر ہے، یا قبر کا مسح کرنے والا، یا قبر کی مٹی اُٹھانے والا اسلام سے خارج ہوا۔ اگر کسی نے ان اعمال کے کرنے والے کو کافر یا مشرک یا مرتد قرار دیا ہے تو آپ ہم کو بتائیں، علم چھپانا جائز نہیں۔

(علامہ سلیمان کے رسالہ کے صفحہ ۱۰ کی تحریر) اہل علم ''کتاب الجنائز'' میں دفن کرنے اور زیارت میت کے بیان میں قبر کو مسح کرنے، قبر کی مٹی لینے، قبر کا طواف وغیرہ کرنے کا ذکر کیا ہے، کسی نے (ایسے عمل کرنے کو) مکروہ لکھا ہے اور کسی نے حرام۔ لیکن کسی نے بھی ان امور کے کرنے والے کو نہ مرتد کہا ہے اور نہ کافر اور نہ کسی نے یہ لکھا ہے کہ جو شخص ان امور کے کرنے والے کو کافر نہ کہے وہ کافر۔ آپ ''کتاب الفروع'' اور ''الاقناع'' یا کسی دوسری کتاب کا مطالعہ کریں۔ (''الفروع'' اور ''الاقناع''، حنبلی فقہ کی کتابیں ہیں)

شیخ تقی الدین ابن تیمیہ اور ابن قیم نے اہل سنت کے متفق علیہ اصول کا بیان کیا ہے ان میں سے ایک اصل یہ ہے: اگر اس اُمت کا کوئی جاہل یا خطا کار اپنی جہالت یا خطا کی وجہ سے کفر یا شرک کا کوئی کام کرلے وہ کافر یا مشرک نہیں ہوگا۔

(علامہ سلیمان کے رسالہ کے صفحہ ۱۱ کی تحریر) اہل سنت کا یہی مسلک ہے، سب سے پہلے خوارج نے اختلاف کیا اور اسکا ظہور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوا۔ خوارج نے حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت معاویہؓ اور اُن کے طرفداروں کو کافر قرار دیا، لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خوارج کو کافر قرار نہیں دیا۔ (علامہ سلیمان کے رسالہ کے صفحہ ۱۵ کی تحریر) خوارج کے بعد قدریہ کا ظہور ہوا۔ (علامہ سلیمان کے رسالہ کے صفحہ ۱۶ کی تحریر) پھر معتزلہ کا ظہور ہوا۔ (علامہ سلیمان کے رسالہ کے صفحہ ۱۷ کی تحریر) پھر جہمیہ کا ظہور ہوا۔ (صفحہ ۲۱ علامہ سلیمان کے رسالہ کی تحریر) فرق باطلہ کے متعلق علماء اعلام نے یہ الفاظ استعمال کیے ہیں۔

(۱) ''بڑے کفر اور شرک والے ہیں۔'' (۲) ''بعض کتاب (قرآن مجید) پر ایمان

لائے ہیں اور بعض کی تکفیر کی ہے۔" (۳) "یہ لوگ مشرکین اور صائبین کے فروع ہیں۔" (۴) "ان لوگوں نے تمام انبیاءؑ کی مخالفت کی ہے۔" (۵) "اُنہوں نے حق سے عناد برتا ہے۔"

باوجوداسکے "ان الا مام احمد لا یکفر هم و لا احد من السلف" "نہ امام احمد انکو کافر قرار دیتے ہیں اور نہ سلف میں سے کوئی بھی۔" خدارا آپ (یعنی محمد بن عبدالوہاب نجدی) خیال کریں کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔

"ای قولکم فیمن خالفکم فهو کافر ومن لم یکفره فهو کافر" "یہ آپکا کیسا قول ہے کہ جو آپ سے خلاف کرے وہ کافر ہے اور جو اسکو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔"

آپ اس غلط بات کو چھوڑیں، سلف صالحین کے طریقہ کو اپنائیں، اہل بدعت کی روش کو چھوڑیں۔ شیخ تقی الدین ابن تیمیہ نے کہا ہے: "بری بدعتوں میں سے یہ بدعت ہے کہ مسلمانوں کے طوائف میں سے کسی طائفہ کو کافر قرار دیا جائے اور انکی جان اور مال کو حلال سمجھا جائے۔"

(علامہ سلیمان کے رسالہ کے صفحہ ۳۵ کی تحریر) آپ اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو غیر اللہ کی نذر مانے یا غیر اللہ کو پکارے، آپ کی تکفیر صحیح نہیں، کیونکہ صحیح حدیث ہے۔

"تدرء الحد ود بالشبهات"

"شبہات کی بناء پر حدود کو دفع کیا جائے۔"

یہاں صرف شبہ ہی نہیں ہے بلکہ غیر اللہ کو پکارنے اور ان سے مدد طلب کرنے کی روایات موجود ہیں۔ حاکم نے اپنی صحیح میں اور اُبوعوانہ اور بزار نے صحیح سند سے اور ابن سنی نے حضرت ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے :

"اذا انفلتت دابة احدكم بارض فلاة فلينا دياعباد الله احبسوا يا عباد الله احبسو ايا عباد الله احبسو .ثلاثا فان لله حاضراً سيحبسه."

"اگر تم میں سے کسی کا جانور صحرا میں چھوٹ جائے تو وہ بلند آواز سے کہے: اے اللہ کے بندو! روکو، اے اللہ کے بندو! روکو، اے اللہ کے بندو! روکو۔ تین بار۔ اللہ کی طرف سے حاضرین ہیں وہ اسکو روکیں گے"

اور طبرانی نے روایت کی ہے: "ان اراد عونا فليقل يا عباد الله اعينوني."

"اگر معاونت کا طلبگار ہو کہے: اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔"

ائمہ نے اس حدیث شریف کی روایت کی ہے اور اس کو نقل کر کے اسکی اشاعت کی ہے اور اُمت کے واسطے محفوظ کیا ہے۔ ائمہ نے اس حدیث مبارک کا انکار نہیں کیا ہے، امام نووی نے "کتاب الاذکار" کے صفحہ ایک سو "۱۰۰" پر اپنے مشائخ میں سے ایک بڑے عالم کا اور پھر اپنا واقعہ لکھا ہے کہ اس مبارک دعا کے پڑھنے سے جانور رُک گیا۔ امام محمد بن محمد بن محمد الجزری نے "الحصن الحصین" میں ان روایتوں کو لکھا ہے۔ نواب قطب الدین خان نے "ظفر الجلیل" میں ترجمہ کے بعد کچھ فوائد بھی لکھے ہیں۔ "عباد اللہ" کے بیان میں لکھا: مراد بندگان خدا رجال الغیب ہیں یعنی ابدال یا ملائکہ یا مسلمان جنات ہیں، ابن قیم نے "الکلم الطیب" میں، اور ابن مفلح نے "آداب" میں اس کا ذکر کیا ہے۔ ابن مفلح (حنبلی) نے اس مبارک اثر کو بیان کر کے عبداللہ پسر امام احمد حنبل سے روایت کی ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا، فرماتے تھے: میں نے پانچ حج کئے، ایک مرتبہ راستہ بھٹک گیا میں پیادہ تھا۔ میں نے کہنا شروع کیا: "یاعباد الله دلو نا علی الطریق" "اے اللہ کے بندو ہم کو راستہ بتاؤ۔" میں اسکی تکرار کرتا رہا تا آں کہ میں راستہ پر آ گیا۔

(علامہ سلیمان کے رسالہ کے صفحہ ۴۰ کی تحریر) آپکے مذہب کا بطلان اس صحیح حدیث سے ثابت ہے جسکی روایت بخاری شریف نے معاویہ بن ابی سفیانؓ سے کی ہے۔ وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "جس سے اللہ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسکو دین میں سمجھ دیتا ہے، میں تقسیم کرنے والا ہوں اور دینے والا اللہ ہی ہے، اس اُمت کی حالت سیدھی رہے گی جب تک قیامت برپا ہو، یا، جب تک اللہ کا حکم آئے"۔

رسول اللہ ﷺ ہم کو خبر دیتے ہیں کہ اس اُمت کی حالت قیامت برپا ہونے تک ٹھیک رہے گی اور آپ اُن امورات کی وجہ سے جو کہ قدیم الایام سے ان میں رائج ہیں ان سب کو کافر و مشرک قرار دے رہے ہیں۔

(علامہ سلیمان کے رسالہ کے صفحہ ۴۱ کی تحریر ۳۸) صفحہ "ان هذه الا مور حدثت من قبل زمن الامام احمد" یہ امور حضرت امام احمدؒ (ابن حنبل) کے زمانے سے پہلے سے رائج ہیں، اگر ان امور کا ارتکاب بڑی مورتیوں کی پوجا ہوتی تو اس صورت میں رسول اللہ ﷺ کی اُمت کی حالت مستقیم کیسے

ہوتی، یہ اُمت بڑی مورتیوں کی پجاری ہوتی۔

(علامہ سلیمان کے رسالہ کے صفحہ ۴۳ کی تحریر) آپکے مذہب کا باطل ہونا اس صحیح حدیث سے ثابت ہے جسکی روایت بخاری شریف ومسلم شریف نے حضرت اُبو ہریرۃؓ سے کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "راس الکفر نحو المشرق" کفر کا سر مشرق کی طرف ہے۔ اور ایک روایت میں ہے: ایمان یمانی ہے اور اُدھر سے فتنہ ہے جہاں سے 'یطلع قرن الشیطان' شیطانی طاقت اُبھرے گی اور بخاری شریف ومسلم شریف میں ابن عمرؓ سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا مبارک چہرہ مشرق کی طرف تھا، آپ نے فرمایا: 'ان الفتنۃ ھا ھنا' فتنہ اُدھر ہے اور بخاری شریف نے ابن عمرؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کہ اے اللہ ہمارے شام میں اور ہمارے یمن میں برکت دے۔ کہنے والوں نے کہا: اور ہمارے نجد میں، آپ نے فرمایا: اے اللہ ہمارے شام میں اور ہمارے یمن میں برکت دے، کہنے والوں نے کہا: اور ہمارے نجد میں۔ آپ نے تیسری مرتبہ فرمایا: وہاں زلزلے اور فتنے ہیں اور وہاں سے شیطانی قوت اُبھرے گی۔ اور امام احمدؒ نے ابن عمرؓ کی حدیث مرفوعاً روایت کی ہے: "اے اللہ ہمارے مدینہ میں، ہمارے صاع میں، ہمارے مُد میں، ہمارے یمن میں اور ہمارے شام میں برکت دے" پھر آپ ﷺ نے اپنا روئے انور سورج نکلنے کی طرف کیا اور فرمایا: اُدھر سے شیطانی قوت اُبھرے گی اور فرمایا: یہاں سے زلزلے اور فتنے اُٹھیں گے۔"

میں کہتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ یقیناً سچے ہیں۔ اللہ کی رحمتیں اور اسکا سلام اور اسکی برکتیں آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل ﷺ پر اور آپ ﷺ کے تمام اصحابؓ پر نازل ہو، یقیناً آپ ﷺ نے امانت ادا کی اور پیام پہنچایا۔ شیخ تقی الدین (ابن تیمیہ) نے کہا ہے کہ نبی اللہ ﷺ کے مدینہ سے آفتاب نکلنے کی طرف مشرق (کا علاقہ) ہے اور وہاں سے مسیلمہ کذاب نکلا تھا جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور یہ پہلا حادثہ تھا جو آنحضرت ﷺ کے بعد رونما ہوا تھا اور خلائق نے اسکی پیروی کی اور آپکے خلیفۃ الصدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کیا۔ انتہا اس حدیث سے استدلال کے کئی وجوہ ہیں میں بعض کا ذکر کرتا ہوں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایمان یمانی ہے اور فتنہ مشرق سے نکلے گا اور یہ بات بار بار فرمائی۔ آپ ﷺ نے حجاز اور اہل حجاز کیلئے بار بار دعا فرمائی اور آپ نے مشرق کیلئے انکار فرمایا کیونکہ وہاں فتنے ہیں خاص کر نجد میں۔ پہلا فتنہ

جو کہ آپ ﷺ کے بعد پیدا ہوا وہ ہمارے اسی علاقہ میں ہوا ہے۔

(علامہ سلیمان کے رسالہ کے صفحہ ۴۴ کی تحریر) جن امور کی وجہ سے آپ مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو شخص ان امور کے مرتکب کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔ یہ امور مکہ، مدینہ اور یمن میں سالہا سال سے بھرے پڑے ہیں، بلکہ ہم کو یہ بات پہنچی ہے کہ دنیا میں یہ امور اس کثرت سے کہیں نہیں جتنا یمن اور حرمین میں ہیں۔

اب آپ کہتے ہیں کہ آپکے مذہب کی پیروی سب پر واجب ہے اور جو شخص اپنے وطن میں آپکے مذہب پر عمل نہ کر سکے اس پر واجب ہے کہ ہجرت کر کے آپکے وطن کو آئے۔ آپ کہتے ہیں کہ آپکی جماعت طائفہ منصورہ (یعنی فتح یاب جماعت) ہے۔ اور یہ بات حدیث کیخلاف ہے۔

"اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو اُمت کے متعلق قیامت کے تمام واقعات بتادئے ہیں اور آپ ﷺ نے اُمت کو پیش آنے والے واقعات سے آگاہ کر دیا، اگر سردار دو عالم ﷺ کو یہ علم ہوتا کہ مشرقی علاقہ اور خصوصیت کیساتھ نجد کا علاقہ اسلامی وطن اور ایمان کا گڑھ بننے والا ہے اور وہی جماعت "طائفہ منصورہ" ہوگی، جو وہاں رہتی ہوگی، اس ملک میں ایمان کا ظہور ہوگا اور اسکے علاوہ ہر جگہ ایمان چھپ جائیگا۔ حرمین شریفین اور یمن دار کفر ہو جائیں گے، وہاں مورتیوں کی پوجا ہوگی، وہاں سے ہجرت کرنی واجب ہوگی، یقیناً آنحضرت ﷺ اُمت کو بتاتے اور آپ ﷺ اہل مشرق اور خاص کر نجد کے واسطے دعا کرتے اور حرمین اور یمن کیلئے بددعا کرتے اور فرماتے یہ بت پرست ہیں اور آپ ان سے اپنی برأت اور بیزاری کا اظہار فرماتے، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ آں حضرت علیہ الصلاۃ والسلام نے عام طور سے مشرقی علاقہ کو اور خاص طور سے نجد کو قرنِ شیطان (شیطان کے سینگ) کے نکلنے کا مقام اور جائے فتن قرار دیا ہے اور وہاں کیلئے دعا کرنے سے آپ باز رہے اور یہ آپکے زعم وپندار کیخلاف ہے۔

آپکے مذہب کا باطل ہونا اس حدیث سے بھی ثابت ہے جسکی روایت بخاری شریف اور مسلم شریف نے عقبۃ بن عامرؓ سے کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بالائے منبر گئے اور فرمایا: تمہارے متعلق مجھ کو اس کا کھٹکا نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک کروگے۔ بلکہ کھٹکا اسکا ہے کہ دنیا کے واسطے ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کروگے اور آپس میں ایک دوسرے کو قتل کروگے اور ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح تم سے اگلے ہلاک ہو چکے ہیں۔

امام احمد، حاکم اور ابن ماجہ کی روایت شداد بن اوس سے ہے اور حاکم نے صحیح کہا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”اتخوف علیٰ امتی الشرک“ میں اپنی اُمت پر شرک سے ڈرتا ہوں۔ میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں کہا: یا رسول اللہ ﷺ۔ کیا آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی اُمت شرک کرے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں کرے گی۔ ”اما انهم لا يعبدون شمساً و لا قمراً ولا وثناً لكن يرائون باعمالهم“ ”لیکن وہ سورج، چاند اور صنم کی عبادت نہیں کرے گی بلکہ وہ اپنے اعمال کی نمائش کرے گی“۔

ان روایات سے صاف طور پر ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی اُمت کے متعلق کامل علم تھا کہ وہ بت پرستی نہیں کرے گی۔ اور آپ (یعنی محمد بن عبدالوہاب نجدی) کہتے ہیں :

” انهم عبدوا الاصنام كلهم و ملاءت الاوثان بلادهم “

”کہ اُنہوں نے تمام اصنام کی عبادت کی“ اور ”اوران کے ملک کو مورتیوں نے بھر دیا ہے“

(علامہ سلیمان کے رسالہ کے صفحہ ۲۳ کی تحریر) اُبو داؤد ؓ نے انس بن مالک ؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : تین باتیں ایمان کی اصل ہیں: ”لا الٰہ الا اللّٰہ“ کہنے والے سے باز رہو، کسی گناہ کی وجہ سے اسکو کافر نہ کہو اور اسکو اسلام سے خارج نہ کرو۔

طبرانی نے عبیداللہ بن عمرو ؓ سے روایت کی ہے :

”کفوا عن اهل لا اله الا الله لا تكفروهم بذنب فمن كفر اهل لااله الا الله فهو الى الكفر اقرب“

”باز رہو لا الٰہ الا اللہ کہنے والوں سے“ کسی گناہ کی وجہ سے ان کو کافر قرار نہ دو، جس نے ان کو کافر قرار دیا، وہ خود کفر کے زیادہ قریب ہے۔“ (ماخوذ از ”مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان“ از حضرت شاہ اُبوالحسن زید فاروقی فاضل جامع ازہر: صفحہ ۲۱، تا ۳۱)

یہ تھے ابن عبدالوہاب نجدی کے برادر جناب علامہ شیخ سلیمانؒ کے وہ علمی دلائل جن سے شیخ نے ابن عبدالوہاب کے نظریہ کو رد کردیا۔ اسکے علاوہ بے شمار عرب علماء نے ابن عبدالوہاب کی مذمت میں رسائل و کتب لکھے جن کا تذکرہ یہاں طوالت کا باعث بنے گا اس کیلئے مطالعہ کریں کتاب (”مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان“ از حضرت شاہ اُبوالحسن زید فاروقی فاضل جامع ازہر، ناشر حضرت شاہ اُبوالخیر اکاڈمی، شاہ اُبوالخیر مارگ، دہلی)۔

اب یہاں پر مشتے نمونہ از خروارے ان علماء عرب کی فہرست جنہوں نے وہابیت کے رد میں اُسی دور سے ہی کتب لکھیں ہیں کو ” مولینا اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۳۲، ۳۳، ۳۴ سے پیش کرتا ہوں: یہ فہرست علامہ اُبو حامد فرزدق نے رد وہابیت کے سلسلے میں لکھی گئی اپنی کتاب ” التوسل بالنبی وجهلة الوهابيين “ کے صفحہ ۱۴۹ سے ۲۵۳ پر درج کی ہے۔ اس فہرست سے بھی بخوف طوالت کچھ حصہ چھوڑ دیا فہرست مندرجہ ذیل ہے۔

فہرست علمائے کرام اور کتب و رسالہ جات:

(۱) علامہ محمد بن سلیمان کُردی شافعیؒ، یہ محمد بن عبدالوہاب کے اُستاد ہیں، انہوں نے محمد بن عبدالوہاب کے بھائی علامہ سلیمان بن عبدالوہابؒ کی کتاب ”الصواعق الالٰهية فی الرد علی الوهابيه“ پر کئی اوراق کی تقریظ لکھی ہے۔

(۲) علامہ عبداللہ بن عبداللطیف شافعیؒ بھی محمد بن عبدالوہاب کے اُستاد ہیں، ”تجريد الجهاد لمدعی الاجتهاد“ مفید رسالہ لکھا ہے۔

(۳) علامہ عفیف الدین عبداللہ بن داؤد حنبلیؒ نے رسالہ ”الصواعق والرعود“ لکھا اور اس پر بصرہ، بغداد، حلب، احساء وغیرہ کے علماء کرام نے تقریظیں لکھیں اور ”راس الخیمہ“ واقع عمان کے قاضی نے اسکا خلاصہ لکھا۔

(۴) علامہ محمد بن عبدالرحمٰن بن عفالق حنبلیؒ نے رسالہ ”تهكم المقلدين بمن ادعىٰ تجدد الدين“ لکھا اور چند سولات کیساتھ یہ رسالہ محمد بن عبدالوہاب کو بھیجا وہ جواب سے قاصر رہے۔

(۵) علامہ عطاءؒ مکہ مکرمہ کے علماء کرام میں سے ہیں اُنہوں نے رسالہ ”الصارم الهندی فی عنق النجدی“ لکھا۔

(۶) بیت المقدس کے عالم نے رسالہ ”السيوف الشقال فی اعناق من انكر علی الاولياء بعد الانتقال“ لکھا۔

(۷) علامہ سید علوی بن الحدادؒ نے رسالہ ”السيف الباتر لعنق المنكر علی الاكابر“ لکھا، پھر دوسرا رسالہ ”مصباح الانام وجلاء الظلام“

(۸) علامہ عبداللہ بن ابراہیم میرغنیؒ نے رسالہ ''تحریض الا غبیاء علی الاستغاثة بالا نبیاء والاولیاء'' لکھا۔

(۹) علامہ طاہر سنبل حنفیؒ نے کتاب ''الا نتصارُ للاؤلیاء الابرار'' لکھا۔

(۱۰) علامہ الشیخ ابراہیم السمنودی، المنصوریؒ نے دوجلد میں کتاب ''سعادۃ الدارین''، لکھی۔

(۱۱) علامہ سید احمد دحلان شافعیؒ مفتی مکہ مکرمہ نے رسالہ ''الدرر السنية'' لکھا۔

(۱۲) علامہ یوسف نبہانیؒ نے کتاب ''شواھد الحق فی التوسل بسید الخلقه'' لکھی۔

(۱۳) جمیل صدقی زہاوی بغدادیؒ نے رسالہ ''الفجر الصادق'' لکھا۔

(۱۴) شیخ مصطفیٰ حمامی مصریؒ نے رسالہ ''غوث العباد'' لکھا۔

(۱۵) شیخ ابراہیم حلمی قادری اسکندرانیؒ نے رسالہ ''جلال الحق فی کشف احوال شرار الخلق'' لکھا۔

(۱۶) علامہ سید الخرامیؒ نے رسالہ ''البراھین الساطعة'' لکھا۔

(۱۷) علامہ حسن شطی حنبلی دمشقیؒ نے رسالہ ''النقول الشرعية فی الرد علی الوهابية'' لکھا۔

(۱۸) علام اجل شیخ محمد حسنین مخلوف رسالہ ''التوسل بالانبیاء والاولیاء'' لکھا۔

(۱۹) شیخ حسن خزبکؒ نے رسالہ ''المقالات الوفية فی الرد علی الوهابية'' لکھا۔

(۲۰) شیخ عطاالکسم دمشقیؒ نے رسالہ ''الا قوال المرضية فی الرد علی الوهابية'' لکھا۔

(۲۱) علامہ احمد بن علی قبانی بصری شافعیؒ نے ایک رسالہ لکھا۔

(۲۲) علامہ عبدالوہاب بن برکات شافعیؒ نے ایک رسالہ لکھا۔

(۲۳) علامہ عبداللہ بن عیسی المویسیؒ نے رسالہ لکھا۔

(۲۴) شیخ احمد مصری احسائیؒ نے رسالہ لکھا۔

(۲۵) شیخ محمد صالح زمزمی شافعیؒ نے رسالہ لکھا۔

(۲۶) محدث شہیر علامہ صالح الفلاحیؒ اپنے وطن سے حرمین شریفین ایک کتاب لائے، اس میں چاروں مذاہب کے علماء کے تحریریں محمد بن عبدالوہاب کے رد میں تھیں۔

(۲۷) شیخ محمد بن احمد بن عبداللطیف احسائیؒ نے رسالہ لکھا۔

(۲۸) تیونس کے شیخ الاسلام علامہ اسماعیل تیمی مالکیؒ نے رسالہ لکھا، ان کی وفات ۱۲۴۸ھ میں ہوئی ہے۔

(۲۹) علامہ محقق صالح الکواش تونسیؒ نے رسالہ لکھا۔

(۳۰) علامہ محقق سید داؤد بغدادی حنفیؒ نے رسالہ لکھا۔

(۳۱) شیخ مہدیؒ مفتی فاس، مراکش نے مسلہ توسل میں رد لکھا۔

(۳۲) علامہ سید عبدالرحمٰن احساءؒ کے مشہور عالم ہیں، انہوں نے ۶۷ اشعار کا ''قصیدہ قافیہ'' محمد بن عبدالوہاب کے رد میں لکھا۔

(۳۳) محمد بن عبدالوہاب نے ایک جماعت سے کہا کہ اپنے سر کے بال منڈوالو۔ جماعت نے انکار کیا، محمد بن عبدالوہاب نے ان سب کے سر قلم کرادئے۔ اس جور وستم کو دیکھ کر سید منعمیؒ نے محمد بن عبدالوہاب کے رد میں ایک قصیدہ دالیہ کہا۔ اس کا پہلا شعر یہ ہے:

الی حلق راسی بالسکاکین والحد — حدیث صحیح بالا سانید عن جدی

''کیا میرا سر چھریوں سے مونڈ نے اور حد جاری کرنے کی کوئی صحیح حدیث میرے نانا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہے۔''

سید مصطفیٰ مصری بولاقیؒ نے ۱۲۶ اشعار کا قصیدہ محمد بن عبدالوہاب کے رد میں لکھا۔

اب یہاں پر عجم کے چند معروف علماء کرام کے محمد ابن عبدالوہاب نجدی کے متعلق تاثرات درج کرتا ہوں:

(فانی فی اللہ باقی باللہ آیت من ا یات اللہ)

حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحبؒ گولڑہ شریف اور تحریک وہابیت سے مقابلہ

''مہر منیر'' (سوانح حیات حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑہ شریف) کے باب ۵ فصل ۱ صفحہ ۱۴۲ پر حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ نے مسلک اہل سنت کو مسلک حق اور تقویۃ الایمان ووہابیت کو رد کردیا۔ مولف مہر منیر یوں لکھتے ہیں: حضرت (پیر مہر علی شاہ صاحبؒ) نے امکان کذب باری تعالی کو محال۔ حضور اکرم ﷺ کے علم غیب عطائی اور سماع موتی کو برحق اور ندائے یارسول اللہ، زیارت قبور، توسل واستمداد (مدد مانگنا) انبیاء واولیاء علیہم السلام سے ایصال ثواب کو جائز قرار دیا۔ معبودان باطلہ اور اصنام کے متعلق نازل شدہ آیات کو انبیاء واولیاء علیہم السلام پر منطبق کرنے کو تحریف وتخریب

سے تعبیر فرما کر مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کے استدلال کی تردید فرمائی، نیز اسی کتاب کے صفحہ ۲۵۹ پر فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں مملکت ہند میں وہابیت نے زور پکڑنا شروع کر دیا تھا اور تصوف واہل تصوف کو ہدف بنا رکھا تھا اس تحریک کو مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی عبد اللہ غزنوی ثم الامرتسری کی تعلیمات سے، غیر مقلدین کے وجود اور خود اہل سنت میں سے کئی سرگرم داعی مل جانے کے باعث تقویت ہوئی۔ یہ لوگ تاویلوں کے جال پھیلاتے ہوئے بزرگان دین کے اعراس پر جا پہنچتے اور زائرین کو قبر پرستی اور حدیث شدرحال کے طعنے دے کر پھنسانے کی کوشش کرتے جسکی وجہ سے اکثر سادہ لوح عقیدت مندان ان کی باتوں میں آکر بھٹک جاتے تھے۔

پاک پتن شریف میں حضرت گنج شکرؒ کا سالانہ عرس اس گروہ (وہابیہ) کی معاندانہ اور مخالفانہ کوششوں کا خصوصی مرکز بنا ہوا تھا لہٰذا حضرت ثانی سیالویؒ کے ایماء پر حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ (سید پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑہؒ) کئی سال تک اس تقریب میں شمولیت فرماتے رہے اور امرتسر، قصور و ریاست بہاولپور کے غیر مقلد علماء کیساتھ توحید، شرک، بدعت، زیارت قبور، بہشتی دروازہ، نذر و نیاز اور پیری مریدی وغیر مسائل پر کئی اہم مذکرات میں شرکت فرمائی نتیجتاً کئی مناظرین نے اپنے مسلک (وہابیہ) سے توبہ کی اور متعدد آپ سے بیعت بھی ہوئے۔ (صفحہ ۲۵۹، مہر منیر)۔ اپنے اسلاف کے عقائد کو عقائد حقہ اور وہابی و اسماعیلی عقائد کو حضرتؒ نے رد کرتے ہوئے کئی کتب تصنیف فرمائیں۔ مزید تفصیل کیلئے "الفتوحات الصمدیہ"، "تجالہ بردوسالہ"، اور "اعلاء کلمۃ اللہ" حضرتؒ کی تصانیف کا مطالعہ کریں۔ ہندوستان کے مشہور علمی مرکز فرنگی محل لکھنؤ کے بلند پایہ عالم دین مولینا قطب الدین محمد عبد الولی فرنگی محلیؒ نے فتنۂ نجد کے بانی اور اس کے عقائد و نظریات کے حوالے سے بنام "آشوب نجد" ایک کتاب لکھی جسکی تاریخ تصنیف ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۴ء ہے۔ حضرت مصنف "آشوب نجد" میں لکھتے ہیں: "ابن عبد الوہاب نے اپنے زبردست پیرو و حامی ابن سعود کیلئے رسالہ تصنیف کیا تھا جس کا نام "کشف الشبهات عن خالق الارض و السموات" ہے۔ اس رسالہ میں اس نے تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو کافر بتاتے ہوئے یہ دعویٰ کیا ہے کہ چھ سو برس سے بلا استثنا پوری دنیا کافر ہے۔

(ماخوذ از: برصغیر میں افتراق بین المسلمین کے اسباب صفحہ ۵۱، ۵۰)

حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ فیض الباری جلد ۱، صفحہ ۱۷۰ میں لکھتے ہیں:

اما محمد بن عبدالوهاب نجدى فانه كان رجلاً بليداً قليل العلم يتسارع الى الحكم بالكفر "لیکن محمد ابن عبدالوہاب نجدی بے وقوف اور کم علم شخص تھا۔ کافر کہنے کے حکم میں بڑا جلد باز تھا۔

مولانا حسین احمد مدنی صاحب اپنی مشہور کتاب الشہاب الثاقب صفحہ ۴۲ پر لکھتے ہیں!

صاحبو محمد ابن عبدالوہاب نجدی ابتداء تیرھویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ یہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا، اس نے اہل سنت والجماعت سے قتل و قتال کیا۔ انکو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا، انکے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا، انکے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں۔ سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کیے، بہت سے لوگوں کو بوجہ اسکی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اسکے اور اسکی فوج کے ہاتھوں شہید ہوگئے اور الحاصل وہ ایک ظالم اور باغی، خونخوار، فاسق شخص تھا (صفحہ ۴۲)۔

یہاں تک آپ نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تحریک اور اس کے متعلق علمائے عرب و عجم کے تاثرات و بیانات ملاحظہ فرمائے اب آیئے دیکھتے ہیں کہ وہابیت دیار ہند میں کیسے داخل ہوئی۔

سوال نمبر ۳ کا جواب: وہابیت دیار ہند میں کیسے داخل ہوئی؟

ہندوستان میں اسلام کی تاریخ بہت قدیم ہے جسکی بنیاد حضرات صحابہ ﷺ نے ڈالی ہے بعد میں اولیاء کاملینؒ نے اس پاک بنیاد پر ہی اسلام کی عمارت قائم کی۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ، خواجہ معین الدین چشتیؒ، خواجہ بختیار کاکیؒ، خواجہ نظام الدین اولیاءؒ جیسے اولوالعزم اولیاء کاملین نے مسلک اہل سنت والجماعت پر اسلام کی بنیاد قائم رکھی۔ گیارھویں صدی ہجری کی ابتدا میں حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ نے "رد روافض" نام کی کتاب تصنیف کی اس میں "شیعان علیؓ" کی ہند آمد کا ذکر موجود ہے۔ تو اسطرح ہندوستان کے مسلمان دو فرقوں میں بٹ گئے ایک اہل سنت والجماعت اور دوسرے اہل تشیع اسکے بعد مسلمانوں میں تیسری تفریق جو وہابیت کے نام سے
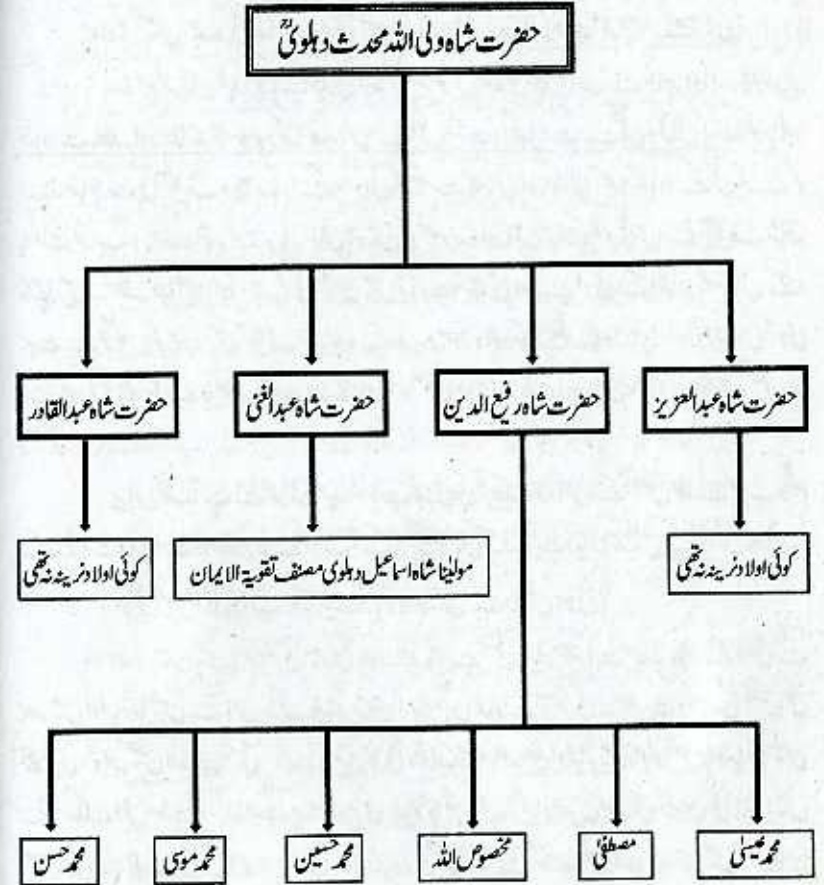
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور انکے فرزندانِ عالی شان اپنے اسلاف کے طریقہ اہل سنت والجماعت پر ہی تھے۔ اُنکے مبارک دور میں بھی ہندوستان میں مسلمانوں کے دو ہی فرقے تھے سنی اور شیع۔ آپؒ کے فرزندار جمند شاہ عبدالعزیزؒ نے ردِروافض میں کتاب ''تحفۂ اثناعشریہ'' لکھ کر مسلک اہل سنت والجماعت کے حق ہونے کی مضبوط دلیل قائم کی۔ اسکے علاوہ اس خانوادۂ مقدسہ کی دینی خدمت اہل سنت مسلمانوں پر ایک احسان عظیم ہے۔ ہاں یہ بھی ایک بڑی بدقسمتی ہی ہے کہ جب ہندوستان میں مسلمانوں کے اندر تیسری تفریق وہابیت کی ہوئی وہ بھی اسی عظیم خانوادے سے ہوئی۔ مولانا اسماعیل دہلوی اس خاندان کا پہلا وہ فرزند تھا جس نے اپنے عظیم المرتب آباء کے عقائد کا رد کیا۔ ابتدا میں تو حرکات وسکنات سے اسکا مظاہرہ کیا اور بعد میں ایک مستقل کتاب ''تقویت الایمان'' اپنے نظریۂ وہابیہ کے حق میں ترتیب دی۔ علامہ زید اُبوالحسن فاروقیؒ اپنی مشہور کتاب ''مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویت الایمان'' میں (صفحہ ۹۱) پر لکھتے ہیں۔ مولانا اسماعیل کو شاہ عبدالعزیزؒ اور شاہ عبدالقادر (یعنی اپنے چاچاؤں) نے نصیحت کی تھی ''رفع یدین چھوڑ دو، خواہ مخواہ فتنہ ہوگا۔''

مولانا اسماعیل نے ان حضرات کی نہ صرف نصیحت ہی پر عمل نہ کیا بلکہ ''تقویت الایمان'' لکھ کر نجدیت کی راہ اختیار کی۔ مولانا اسماعیل نے عبدالوہاب نجدی کے رسالہ ''ردالاشراک'' کا اُردو ترجمہ کرکے ''تقویت الایمان'' لکھی۔ اس کتاب سے ہندوستان میں مذہبی آزادخیالی کا دور شروع ہوا۔ کوئی غیر مقلد ہوا، کوئی وہابی ہوا، کوئی اہلحدیث کہلایا، کسی نے اپنے آپ کو سلفی کہا، ائمہ مجتہدین کی جو منزلت اور احترام دل میں تھا ختم ہوا۔ معمولی نوشت وخواند کے افراد امام بن گئے اور افسوس اس بات کا ہے کہ توحید کے نام پر بارگاہ نبوت ﷺ کی تعظیم واحترام میں تقصیرات کا سلسلہ شروع کردیا گیا۔ یہ ساری قباحتیں ماہ ربیع الآخر ۱۲۴۰ھ کے بعد سے ظاہر ہونی شروع ہوئی ہیں۔ اُسوقت کے تمام جلیل القدر علماء کا دہلی میں اجتماع ہوا۔ اور ان حضرات نے بہ اتفاق رائے اس کتاب ''تقویۃ الایمان'' کو رد کیا۔ (''مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان'' صفحہ نمبر ۱۰/۹) اسکے بعد اسی ''تقویۃ الایمان'' کے رد میں علماء کرام نے بہ کثرت کتابیں لکھی ہیں زیادہ اہم وہ کتابیں ہیں جو (مولانا اسماعیل دہلوی کے چچیرے بھائیوں) شاہ رفیع الدینؒ کے گرامی قدر صاجزادوںؒ نے لکھی ہیں۔ مولانا مخصوص اللہؒ نے ''معید الایمان'' اور مولانا محمد موسیٰؒ نے ''حجۃ العمل فی اثبات الحیل'' تحریر

فرمائیں (دونوں شاہ اسماعیل کے چچیرے بھائی عم زاد برادران تھے) صفحہ ۱۴۴ "مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان"۔

"مولانا اسماعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان" کے بارے میں مولانا فضل رسول بدایونیؒ کا تحریر کردہ سوالنامہ خاندان شاہ ولی اللہؒ کے اُسوقت کے چشم وچراغ حضرت شاہ مخصوص اللہؒ کے نام اور انکا جواب بھی قارئین ملاحظہ فرمائیں۔ (ماخوذ از "مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویت الایمان" از زید ابوالحسن فاروقی، از ہریؒ)

مولانا فضل رسول بدایونیؒ کامکتوب اور مولانا مخصوص اللہؒ کا جواب :

مولانا بدایونیؒ نے اپنا مکتوب اور مولانا مخصوص اللہؒ کے جواب کو رسالہ 'تحقیق الحقیقۃ' میں نقل کر دیا ہے اور یہ رسالہ ۱۲۶۷ھ میں بمبئی سے شائع ہوا ہے۔ مولانا قاضی فضل احمد لدھیانوی نے اپنی ضخیم کتاب 'انوارِ آفتاب صداقت' میں مکتوب وجواب مکتوب کو نقل کر دیا ہے۔ اس کتاب سے مکتوب و جواب مکتوب نقل کرتا ہوں۔ (از صفحہ ۶۱۷ تا ۶۲۰) (انوارِ آفتاب صداقت ۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء میں میر میراں بخش نے کریمی پریس لاہور میں طبع کی)۔

مولانا فضل رسول بدایونیؒ کا مکتوب :

بعد گزارش آداب تسلیمات عرض ہے کہ تقویۃ الایمان کے مشہور ہونے کے وقت سے لوگوں میں بڑی نزاع ہے مخالفین کہتے ہیں وہ کتاب مخالف ہے تمام سلف صالح اور سوادِ اعظم کے اور مخالف مصنف کے خاندان کے اور اس کتاب کی رُو سے اُنکے اُستادوں سے لے کر صحابہؓ تک کوئی کفر شرک سے نہیں بچتا، اور اُنکے موافق لوگ کہتے ہیں کہ وہ کتاب موافق سلف صالح اور انکے خاندان کے ہے، چونکہ اس بات کو جیسا آپ جانتے ہوں گے غالباً کہ دوسرا نہ جانتا ہوگا 'اھل البیت ادرٰی مافی البیت' (گھر والے ہی جانتے ہیں کہ گھر کے اندر کیا ہے) اس خیال سے چند باتیں معروض ہیں، اُمید ہے جواب باصواب مرحمت ہو۔

سوالات از مولانا فضل رسول بد ایونیؒ اور مولانا مخصوص اللہؒ کا جواب

پہلا سوال : "تقویۃ الایمان" آپ کے خاندان کے موافق ہے یا مخالف؟

پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ "تقویۃ الایمان" میں نے اسکا نام "تفویۃ الایمان" ساتھ "فا" کے رکھا ہے یعنی ایمان کو تباہ کرنے والی۔ اسکے رد میں رسالہ جو میں نے لکھا ہے اس کا نام "معید الایمان" رکھا ہے۔ اسماعیل کا رسالہ موافق ہمارے خاندان کے کیا کہ تمام انبیاء اور رسولوں کی توحید کیخلاف ہے، کیونکہ پیغمبر سب توحید کے سکھلانے کو، اپنے راہ پر چلانے کو بھیجے گئے تھے۔ اُسکے رسالے میں اس توحید کا اور پیغمبروں کی سنت کا پتہ نہیں ہے، اس میں شرک اور بدعت کے افراد گن کر جو لوگوں کو سکھلاتا ہے، کسی رسول نے اور اسکے خلیفہ نے کسی کا نام لے کر شرک یا بدعت لکھا ہو، اگر کہیں ہو تو اسکے پیروؤں سے کہو کہ ہم کو بھی دکھاؤ۔

دوسرا سوال : لوگ کہتے ہیں اس میں انبیاء اولیاء کیساتھ بے ادبی کی ہے، اس کا کیا خیال ہے ؟

جواب یہ ہے : کہ شرک کے معنی ایسے کہتے ہیں کہ اسکے رُو سے فرشتے اور رسول خدا کے شریک بنتے ہیں اور خدا شرک کا حکم دینے والا ٹھہرتا ہے اور وہ شریک کہ شرک سے راضی ہو وہ مبغوض خدا کا ہوتا ہے، محبوب کو مبغوض بنانا اور کہلوانا، ادب ہے یا بے ادبی ہے، اور بدعت کے معنی وہ بتائے اور پھیلائے ہیں کہ اصفیا، اولیا بدعتی ٹھہرتے ہیں اور یہ ادب ہے یا بے ادبی ہے۔

تیسرا سوال : شرعاً اسکے مصنف کا کیا حکم ہے؟

جواب یہ ہے کہ پہلے دونوں جوابوں سے دیندار اور سمجھنے والے کو ابھی کھل جائے گا جس رسالے سے اور اس کے بنانے والے سے لوگوں میں برائی اور بگاڑ پھیلے اور خلاف سب انبیاء اولیاء کے ہو تو وہ گمراہ کرنے والا ہوگا یا ہدایت کرنے والا ہوگا، میرے نزدیک اسکا رسالہ عملنامہ برائی اور بگاڑ کا ہے اور بنانے والا فتنہ گر اور مفسد اور غاوی مغوی ہے۔ حق اور سچ یہ ہے کہ ہمارے خاندان سے دو شخص ایسے پیدا ہوئے دونوں کو امتیاز اور فرق نیتوں اور حیثیتوں اور اعتقادوں اور اقراروں کا اور نسبتوں اور اضافتوں کا نہ رہا تھا، اللہ تعالیٰ کی بے پروائی سے سب چھن گیا تھا لہٰذا قول مشہور کے "چوں حفظِ مراتب نہ کنی زندیقی"، ایسے ہی ہو گئے۔

چوتھا سوال: لوگ کہتے ہیں، عرب میں وہابی پیدا ہوا تھا، اس نے نیا مذہب بنایا تھا علماء عرب نے اس کی تکفیر کی تقویۃ الایمان اسکے مطابق ہے؟

جواب یہ ہے کہ وہابی کا رسالہ متن تھا یہ شخص گویا اس کی شرح کرنے والا ہوگیا۔

پانچواں سوال: وہ کتاب التوحید (محمد بن عبدالوہاب نجدی کی) جب ہندستان آئی آپکے حضرت عم بزرگوار اور حضرت والد نے اُسے دیکھ کر کیا فرمایا تھا؟

جواب یہ ہے کہ بڑے عم بزرگوار (شاہ عبدالعزیز صاحبؒ) کہ وہ بینائی سے معذور ہوگئے تھے، اس کو سنا، یہ فرمایا: اگر بیماریوں سے معذور نہ ہوتا تو تحفہ اثنا عشریہ کا سا جواب اسکا رد بھی لکھتا، اسکی بخشش وہاب بے منت نے اس بے اعتبار کو کی، شرح کا رد لکھا، متن کا مقصد بھی نابود ہوگیا ہمارے والد ماجد نے اس کو (کتاب التوحید) کو دیکھا نہ تھا بڑے حضرت کے فرمانے سے کھل گیا کہ جب اسکو گمراہ جان لیا تب اسکا رد لکھنا (مجھے) فرمایا۔

چھٹا سوال: مشہور ہے کہ جب اس مذہب کی نئی شہرت ہوئی تو آپ جامع مسجد میں تشریف لے گئے۔ مولوی رشید الدین خان صاحب وغیرہ تمام اہل علم آپ کیساتھ تھے اور مجمع خاص وعام میں مولوی اسماعیل صاحب اور مولوی عبدالحی صاحب کو ساکت اور عاجز کیا، اسکا کیا حال ہے؟

جواب یہ ہے کہ یہ بات تحقیق اور سچ ہے کہ میں نے مشورت کی راہ سے کہا تھا کہ تم نے سب سے جدا ہو کر تحقیق دین میں کی ہے، وہ لکھو (تو) کچھ ظاہر نہ کیا، ہماری طرف سے جو سوال ہوئے تھے اسکے جواب میں ہاں جی ہاں جی کر کے مسجد سے چلے گئے۔

ساتواں سوال: اُسوقت آپکے خاندان کے شاگرد اور مرید انکے طور پر تھے یا آپکے موافق۔

جواب یہ ہے کہ اس مجلس تک سب ہمارے طور پر تھے، پھر انکا جھوٹ سن کر کچے کچے آدمی آہستہ آہستہ پھرنے لگے اور ہمارے والد کے شاگردوں اور مریدوں میں سے بہت بچے رہے، شاید کوئی نادار پھرا ہو تو مجھے اس کی خبر نہیں۔

(ماخوذ از "مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان" صفحہ ۱۰۰ صفحہ ۱۰۱۔)

اب یہاں تبرکاً حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کا رد وہابیت کے متعلق ایک فتویٰ از فتاویٰ مہریہ صفحہ ۲۴ پیش کرتا ہوں:

استفتاء

بدعت کی اقسام وتعریف اور رد وہابیہ

سیدی وسندی دامت برکاتکم العالیہ

تسلیم ونیاز۔ کچھ دن ہوئے ایک فتویٰ بصورت سوال وجواب نظر سے گذرا جس میں مفتی صاحب نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ رمضان شریف میں بعد ختم تراویح سلسلہ چشتیہ نیازیہ کے متوسلین دست بستہ کھڑے ہو کر جو شجرہ مذکورہ پڑھتے ہیں بدعت وضلالت ہے۔ اُمید ہے حضور اس بارے میں اظہار رائے فرما کر متوسلین سلسلۂ عالیہ کو مطمئن فرمائیں گے حضور کے ملاحظ کیلئے فتویٰ ارسال ہے۔ (نیازمند: محرم علی چشتی)

الجواب:

محبی فی اللہ جناب چشتی صاحب حفظکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

امابعد! سوال وجواب میری نظر سے گذرا۔ سائل ومجیب ایک ہی معلوم ہوتا ہے فرقہ وہابیہ نجدیہ کا اباً عن جدٍ (آباواجداد سے) یہی شیوہ وشعار ہے کہ مستحسناتِ بزرگانِ دین کو بدعت سیۂ، ضلالت، کفر وشرک کہہ دیتے ہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ بدعت دو قسم ہے سیۂ جو برخلاف ہو۔ ما جاء بہ الرسول علیہ السلام کے۔ دوسری حسنہ جو زیر عموم حکم خدا اور رسول ﷺ کے داخل ہو۔ امام جزری "بنا بریں فرماتے ہیں

البدعة بدعتان بدعة هدى و بدعة ضلالة فما كان في خلاف ما امر الله به ورسوله فهو في حيز المدح.

علامہ عینی شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں:

المرا دبه ما احدث وليس له اصل في الشرع وسمى في عرف الشرع بدعة وما كان له اصل يدل عليه الشرع فليس ببدعة.

مشکوٰۃ میں صحیح مسلم سے بروایت جریر بن عبداللہ مروی ہے۔

من سن في الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها الى اخر الحديث.

امام محمد موطا میں حدیث ذیل کو عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔

ما راٰہ المسلمون حسناً فھو عند اللہ حسن.

خزانتہ الروایات میں ہے (المراد من التعارف تعارف الصلحاء) اس بناہ پر مستحسنات مشائخ علیھم الرضوان سنت حسنہ ہیں۔ طریقہ علیہ چشتیہ نیازیہ میں بعد ختم دست بستہ کھڑے ہوکر شجرہء سلسلہ عالیہ کو پڑھنا یا سننا اسی قبیل سے ہے۔ نماز تراویح یا خصوصی رمضان سے اس کو تعلق نہیں، صرف کھڑے ہوکر بخشوع وخضوع وتوسل باہل اللہ دعا مانگنا ہے۔ جیسے عرفات میں کھڑے ہوکر (کیف ماتیسر) دعا مانگی جاتی ہے۔ توسل بہر طریق نصوص سے ثابت ہے۔ حصن حصین میں نسائی وابن ماجہ وترمذی وحاکم سے بروایت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ قصہ اعمٰی میں مروی ہے۔

من کانت لہ ضرورۃ فلیتوضا فلیحسن وضوئہ ویصلی رکعتین ثم یدعو اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم آلہٖ واصحابہ وسلم نبی الرحمۃ یامحمد صلی اللہ تعالیٰ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ وسلم انی اتوجہ بک الی ربی فی حاجتی ھذہٖ لتقضیٰ لی اللھم فشفعہ فی حاجتی لتقضیٰ لی.

علامہ علی قاری حرز ثمین شرح حصن حصین میں فرماتے ہیں۔

وفی نسخۃٍ بصیغۃ الفاعل ای لتقضیٰ الحاجۃ لی والمعنی تکون سبباً لحصول حاجتی وروصول مرادی فالا سناد مجازی. (الخ)

شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ تفسیر عزیزی پارہ عم آیت والقمر اذا تسق کے تحت لکھتے ہیں: وارباب حاجات ومطالب حل مشکلات خود ازاں ہا مے طلبند و مے یابند"

ترجمہ: اور حاجت مند لوگ ان کے وسیلہ سے حاجات طلب کرتے ہیں اور پالیتے ہیں"۔ اس مختصر ماحضر سے روز روشن کی طرح ظاہر ہوگیا کہ مجیب کا جواب سراسر غلط ہے اس وقت زیادہ نہیں لکھ سکتا منصف کیلئے اسی قدر کافی ہے۔

الراقم داعی

مہر علی شاہ از گولڑہ۔

(فتاویٰ مہریہ صفحہ ۲۴)

علامہ انور شاہ کشمیری کے داماد علامہ سید احمد رضا بجنوری صاحب انوار الباری فی شرح بخاری کے جلد نمبر: ۱۱، صفحہ ۱۰۷ پر کتاب "تقویت الایمان" پر یوں ماتم کرتے ہیں:

"افسوس ہے کہ اس کتاب تقویت الایمان کی وجہ سے مسلمانان ہند و پاک جن کی تعداد بیس کروڑ سے زیادہ ہے اور تقریباً نوے فی صد حنفی المسلک ہیں دو گروہوں میں بٹ گئے ایسے اختلافات کی نظیر دنیائے اسلام کے کسی خطے میں بھی ایک امام ایک مسلک کے ماننے والوں میں موجود نہیں۔

اب یہاں پر دیار ہند میں وہابیت کے بانی مولانا اسماعیل دہلوی کی تقویت الایمان کے رد میں لکھی گئی کتب اور مصنفین کے ناموں کی مختصر فہرست پیش کرتا ہوں۔

(۱) معید الایمان: ازمولانا مخصوص اللہ دہلوی بن شاہ رفیع الدین دہلوی

(۲) تحقیق الفتوی فی ابطال الطغویٰ: ازمجاہد آزادی علامہ فضل حق خیر آبادی

(۳) حجتہ العمل فی ابطال الحیل: ازمولان محمد موسیٰ بن شاہ رفیع الدین دہلوی

(۴) سیف الجبار: ازمولانا فضل رسول بدایونی

(۵) تنزیہ الرحمٰن عن شائبتہ الکذب والنقصان: ازمولانا احمد حسن کانپوری خلیفہ شاہ امداد اللہ مہاجر مکی صاحب۔

(۶) شرح الصدور فی دفع الشرور: ازمولانا مخلص الرحمٰن اسلام آبادی چاٹگامی

(۷) میزان عدالت فی اثبات شفاعت: ازمولانا محمد سلطان ٹنکی

(۸) ہادی المضلین: ازمولانا کریم اللہ دہلوی

(۹) ازالتہ الشکوک: ازمولانا حکیم فخر الدین الہ آبادی

(۱۰) شرح تحفہ محمدیہ فی ردفرقتہ المرتدیہ: ازمولانا سید اشرف علی گلشن آبادی

(۱۱) ذوالفقار حیدریہ علی اعناق الوہابیہ: ازمولانا سید حیدر شاہ کچھ بھوج گجرات

(۱۲) رسالہ تحقیق توحید وشرک: ازمولانا محمد حسن پشاوری

(۱۳) رسالہ حیات النبی: ازشیخ محمد عابد سندھی استاذ عربی مدینہ منورہ

(۱۴) گلزار ہدایت: ازمولوی صبغتہ اللہ مفتی مدراس

(۱۵) سلاح المومنین فی قطع الخارجین: ازمولانا سید الطف الحق قادری بٹالوی

(۱۶) تحفتہ المسلمین فی جناب سید المرسلین: ازمولانا عبداللہ سہارنپوری

(۱۷) رسم الخیرات: ازمولانا خلیل الرحمٰن یوسفی مصطفیٰ آبادی

(۱۸) سبیل النجاح الی تحصیل الفلاح: ازمولانا تراب علی لکھنوی

(۱۹) سفینۃ النجات : ازمولانا محمد اسلمی مدراسی

(۲۰) نظام الاسلام: ازمولانا محمد وجیہ مدرس مدرسہ کلکتہ

(۲۱) تنبیہ الضالین وہدایت الصالحین: جامع فتاوائے علماء دہلی وحرمین شریفین

(۲۲) قوۃ الایمان: ازمولانا کرامت علی جونپوری

(۲۳) حقائق الحق : ازمولانا سید بدرالدین الموسوی حیدرآبادی

(۲۴) خیرالزاد لیوم المعاد: ازمولانا ابو العلیٰ خیرالدین مدراسی

(۲۵) نعم الانتباہ لدفع الاشتباہ: ازمولانا معلم ابراہیم خطیب جامع مسجد بمبئی

(۲۶) دفع الہعان فی رد بعض احکام تنبیہ الانسان: ازمولانا محمد یونس مترجم عدالت شاہی

(۲۷) ہدایت المسلمین الی طریق الحق والیقین: از قاضی محمد عیسی کوفی

(۲۸) آفتاب محمدی: ازمولانا فقیر محمد جہلمی پنجابی

(۲۹) گفتگو جمعہ (محمود شاہ وہابی سے مناظرہ): ازمولانا قاضی فضل احمد نقشبندی مجددی پنجابی

(۳۰) میزان الحق: ازمولانا قاضی مفتی احمد نقشبندی مجددی پنجابی

(۳۱) انوار آفتاب صداقت: ازمولانا قاضی فضل احمد لدھیانوی ؒ

(۳۲) امتناع النظیر : ازعلامہ فضل حق خیرآبادی ؒ

(۳۳) بوارق محمدیہ: ازمولانا شاہ فضل رسول بدایونی ؒ

(۳۴) المعتقد المنتقد : ″ ″ ″

(۳۵) تلخیص الحق: ″ ″ ″

(۳۶) احقاق الحق وابطال الباطل: ″ ″ ″

(۳۷) سوط الرحمٰن علی قرن الشیطان: ازمولانا شاہ فضل رسول بدایونی ؒ

(۳۸) مولانا اسماعیل اورتقویت الایمان: علامہ زید ابوالحسن فاروقی دہلوی ؒ

(۳۹) اعلیٰ حضرت امام اہل سنت احمد رضا خان ؒ کا کام اس ضمن میں سرفہرست ہے اعلیٰ حضرت نے ردوہابیت میں ۶۷ کتب اور مولینا اسماعیل دہلوی کے رد میں ۱۰ کتابیں لکھیں۔

(۴۰) اطیب البیان فی رد تقویۃ الایمان علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی ؒ

وہابیت کیا ہے؟ علماء عرب وعجم وہابیت کیخلاف کس طرح برسرپیکار ہوئے؟ وہابیت دیارہند میں کیسے داخل ہوئی؟

ان سوالات کے جوابات جاننے کے بعد اب آیئے **"باب سوم"** کے اپنے اصل موضوع کی طرف۔

اہل سنت مسلمانان کشمیر میں تشیع کے نام پر تقسیم اول کے بعد وہابیت کے نام پر تقسیم ثانی کا بانی کون؟

وادی کشمیر میں جیسا کہ میں نے پہلے ہی عرض کیا کہ اسلامیانِ کشمیر دو دھڑوں میں بٹ گئے تھے سنی اور شیعہ لیکن ۱۳۰۰ھ میں دولخت ہوئے اسلامیان کشمیر کی ایک اور تقسیم ہوئی اور یہ تقسیم وہابیت کے نام سے ہوئی۔ اس تقسیم ثانی کے بارے میں اہلحدیثوں کے ہفتہ روزہ اخبار "مسلم" ۱۱ ستمبر ۱۹۸۷ء میں اس طرح لکھا گیا ہے:

"یعنی تقریباً سوا سو سال پہلے یہاں تحریک اہل حدیث کا آغاز سید حسین شاہ المعروف بٹھو، مولانا انور شاہ اور سبزادشاہ تغمدہ اللہ فی رحمتہ نے کیا" (ہفتہ روزہ مسلم سرینگر ۱۱ ستمبر ۱۹۸۷ء) مذکورہ ہفتہ روزہ مسلم نے بانیان میں سے جناب سبزادشاہ کے متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ سبزادشاہ عورتوں کا سامان، چوڑیاں، بالیاں وغیرہ بیچتا تھا۔ کوئی عالم نہ تھا لیکن جب عورتیں سامان خریدنے باہر نکلتیں تو سبزادشاہ انھیں توحید وسنت کی باتیں بتاتا۔ (ماخوذ از آئینہ وہابیہ صفحہ نمبر ۵، ازعلامہ ومولینا اسداللہ نظامی مصباحی پرنسپل اوارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد کشمیر)

اس بات کی تصدیق اور مزید تفصیل کتاب "سیرت البخاری" کے مرتب مولانا شوکت حسین کینگ نے اس کتاب کے صفحہ نمبر ۲۲۵ پر کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تقسیم کے بانی مولوی سید حسن شاہ صاحب بٹھو، بلخ پوری نوشہرہ ثم شوپیانی تھے یعنی اس طرح اس تقسیم اسلامیان کشمیر کا فیض مرحوم کو ہی تا ابد جاری رہے گا مزید یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ان کے ہی قابل فخر شاگرد مولینا انورشاہ صاحب شوپیانی ہیں اور دوسرے عبداللہ وکیل مرزائی ہیں اول الذکر شاگرد لیلیٰ نجد پر فریفتہ ہوا اور آخرالذکر مرزا غلام قادیانی کی زلفوں کا اسیر بنا اس تصویر کو عبدالمجید سائیر مرحوم نے کیا خوب نظم کیا ہے۔

آفت وہابیان ولعنت مرزائیان   درشہر آمد ولیکن شوپیاں سنتر شد است

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتاب سیرت البخاری صفحہ نمبر ۶۲۵)

اسطرح وادی میں محمد ابن عبدالوہاب نجدی اور اسماعیل دہلوی صاحب کی فکر کی بنیاد ڈال کر مسلمانوں کی ایک اور تقسیم ہوئی اس تقسیم کو "اہل حدیث" نام دیا گیا یہ حضرات اعمال کے لحاظ "ائمہ اربعہ" میں سے کسی ایک کے بھی مقلد نہیں یہاں یہ بات کہنا ضروری ہے کہ بہت سے اہلحدیث اپنے آپ کو غیر شعوری طور پر شافعی کہتے ہیں جو کہ صحیح نہیں ہے کیونکہ چاروں ائمہ امام اعظم، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام مالک رحمھم اللہ عقائد کے لحاظ سے اہل سنت والجماعت سے ہیں اس ضمن میں فقط دو مثالیں یہاں عرض کرتا ہوں پہلی یہ کہ چاروں ائمہ کے نزدیک یزید فاسق وفاجر ہے اور اہل بیت اطہارؓ کی محبت علامت ایمان ہے دوسری یہ کہ چاروں ائمہ رحمھم اللہ کے نزدیک تراویح کی نماز بیس ۲۰ رکعت ہی ہے جبکہ یہ لوگ یعنی اہل حدیث مندرجہ بالا دونوں باتوں میں الگ ہیں اسطرح یہ لوگ، چاروں ائمہ مجتہدین میں سے کسی کے بھی نہ عقائد میں نہ اعمال میں مقلد ہیں بلکہ ابن عبدالوہاب اور مولوی اسماعیل دہلوی کے ہی عقائد رکھتے ہیں۔

جب وادی کشمیر میں مولوی سید حسن شاہ صاحب بٹھوتے نے وہابیت کی بنیاد ڈالی تو مسلمانان اہل سنت میں اس تقسیم کیخلاف علماء اہل سنت نے مردانہ وار مقابلہ پہلے سے ہی شروع کیا تھا بالخصوص حضرت شیخ احمد صاحب تاربلیؒ، شیخ احمد صاحب واعظؒ، حضرت شیخ احمد ترالیؒ اور حضرت عزیز اللہ حقانی صاحبؒ قابل ذکر ہیں۔ ان حضرات نے وادی کشمیر میں مسلک اہل سنت کی بقا کیلئے اور وہابیت کیخلاف بڑی سخت جدوجہد کی۔ اس سلسلے میں رسالہ "تحفہء کملیہ" از حسن صاحب گاڈیاری صفحہ نمبر ۸۴ تا ۸۷ پر حضرت شیخ احمد صاحب تارہ بلیؒ کا وہ طویل جوابی خط شائع ہوا ہے جو حضرت شیخ احمد صاحب تارہ بلیؒ نے اس وقت میر واعظ مولوی یحییٰ صاحب کو دفاع عقیدہ اہل سنت میں لکھا تھا اس خط میں حضرت شیخؒ نے وہابی عقائد کا رد کرتے ہوئے میر واعظ وقت کو اپنے اسلاف کے عقائد کو مظبوطی سے تھامے رکھنے کی تلقین کی ہے یہ خط فارسی میں ہے اور اس کا اردو ترجمہ بھی ہوا ہے "حضرت شاہ کرمان اسلامک ریسرچ انسٹیچوٹ" میں اس مکتوب کا زیراکس مع ترجمہ موجود ہے جو احقر نے قبلہ حضرت میر سید نزیر احمد کاملی صاحب سے حاصل کیا ہے یہاں پر اس مکتوب مبارکہ کا اردو ترجمہ قارئین کی نظر کرتا ہوں تاکہ قارئین کرام ایمان کی حفاظت کیلئے اپنے اسلاف کی طرف سے کی گئی کاوشوں کو جان لیں۔

مکتوب شریف حضرت مرشد الانام شیخ الکرام اعنی جناب

حضرت حافظ وعلامہ شیخ احمد صاحب تارہ بلی علیہ الرحمہ

کہ بجناب مولینا حاجی محمد یحییٰ صاحب میر واعظ کشمیر نوراللہ مرقدہ تحریر فرمودند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اردو ترجمہ: اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہمیں ایسے اعمال صالحہ کرنے کی توفیق بخشے جنہیں وہ پسند کرتا ہے اور اس کی رضامندی کا مستوجب ہیں۔ "مجھے اتنی صلاحیت نہیں کہ آپ کی دوستی کا دعویٰ کروں یا آپ کو مشورہ دوں یا اچھے کام کرنے کی نصیحت کروں لیکن اس لحاظ سے کہ آپ میری طرف متوجہ ہوئے ہیں مجھے خوشی کا مقام حاصل ہوا ہے اور میرے اندر مومنیت کا جذبہ کارفرما ہوا ہے اور کلام کرنے کی جسارت اُبھری ہے۔

وعظ ونصیحت جس چیز کی طلبگار ہے وہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں چاہے آپ میری باتوں سے نصیحت حاصل کریں یا آپ کے دل میں کدورت اور آزردگی نمودار ہو جائے۔

اے میرے نیک بخت عزیز! آپ پر لازم ہے کہ آپ اپنے والد بزرگوار کے نقش قدم پر سختی کے ساتھ کاربند رہیں بے معنی باتوں کو چھوڑ کر دل وجان سے اپنے اوقات کو عبادات الٰہی میں صرف کریں حسن نیت کے ساتھ علم حاصل کرنا فائدہ مند ہے اور اس پر عمل کرنا نجات پانے کا ذریعہ ہے اُن کاموں سے جو ہلاکت سے خالی نہیں ہیں اور کامیابیوں کا ضامن ہے چاہے فی الوقت ہوں یا مستقبل بعید میں حاصل ہونے والی ہوں۔ وعظ کی مجلسیں قائم کرنے کا لالچ نہ کریں نہ اس میں غلو کریں اور نہ اس کی عادت ڈالیں کیونکہ ایسا کرنے سے لوگوں کے دلوں میں واعظ کے تئیں خفت اور ہلکا پن پیدا ہوتا ہے مذہب کی باتیں لوگوں تک پہنچانے میں اپنی عزت کی رکھوالی کریں علم دین کی عزت بحال رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ، لوگوں کو جن باتوں پر عمل کرنے کی نصیحت کریں پہلے خود اس پر عمل کریں تاکہ سننے والوں کے دلوں میں اُس کا اثر نفوذ کرے اور وعظ بیان کرنے والا بے بہرہ نہ رہے۔ جو کچھ کہو پہلے خود اس پر عمل کرو اور اگر ایسا نہ کرو گے تو تمہارا وعظ وتبلیغ تمہارے لئے نقصان دہ ہوگا۔ احکام الٰہی کی عمل آوری کیلئے وعظ ونصیحت کا بیان کرنا اس لئے لازم ہے کہ بندہ اچھی باتوں کی تلقین کرے اور ناپسندیدہ باتوں سے لوگوں کو روکے اس میں صرف لوگوں کا بھلا چاہے

ورمخلوق خدا کے تئیں شفقت کے جذبہ سے انجام دے بقعہ جات، مسجدوں اور دوسرے مقامات پر خاص دنوں اور خاص اوقات میں جب بھی وعظ کی محفلیں قائم کیا جانا مقصود ہو اس کے لئے وہاں کے لوگوں کی استدعا اور درخوست سچائی پر مبنی ہو اس سلسلے میں اپنی برادری اور ہمعصر لوگوں اور واعظوں سے جگڑا مول نہ لے اسی میں بھلائی ہے اور اگر صورت حال اس سے مختلف ہو تو اپنے ہی محلے میں اور اس کے اردگرد رہنے والوں کے لئے وعظ کی مجلسیں منعقد کی جائیں تا کہ وعظ و بیان کی صلاحیت میں اضافہ ہو جائے اور وعظ سننے والوں کی رضامندی اور خیر خواہی یقینی بن جائے اور کسی کے ساتھ محاذ آرائی کا امکان نہ رہے تمام کاموں میں خدا پر بھروسہ رکھے جو سب سے بہتر کارساز ہے اسی میں بھلائی ہے اور اسی کی بدولت اگر خدا نے چاہا آہستہ آہستہ تمام کاموں میں استحکام اور مضبوطی پیدا ہوگی جو دوسرے لوگوں کو میسر نہ ہوگی اگر کوئی شخص اُس جگہ جہاں آپ وعظ کہتے ہیں وعظ کی مجلس قائم کرنے کی خواہش کرے اُسے آنے کی اجازت دیجئے اور اس کیلئے جگہ خالی چھوڑ دیجئے اس کے تئیں ایثار و قربانی کا جذبہ بروئے کار لائیں کیونکہ دوسرے کی خاطر اپنے نفس کو ثانوی درجہ دینا نیکیوں میں داخل ہے لڑائی کے امکانات کو مٹاتا ہے اور آرام و آسائش حاصل کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے خدا کا ملک تنگ نہیں جس کسی کے حق میں جو کچھ مقدر میں لکھا ہے وہ اس کو ضرور مل جائیگا لوگوں کی قبولیت حاصل کرنے میں خدا تعالے کی آزمائش سے ڈرنا چاہئے حشمت و دبدبہ کے لالچ سے دور رہنا چاہئے اور اس سے خائف رہنے کی عادت ڈالیں لوگوں میں مقبولیت کی خواہش رکھنا راستے میں رکاوٹ پیدا ہونے کا موجب ہوسکتا ہے اور جاہ و حشمت کو عزیز رکھنا جان لیوا ہوسکتا ہے خدا کے نزدیک مقبول ہونا مقصود ہونا چاہئے اور اولیاء کرام کی محبت رکھنے سے قرب خدا حاصل ہوتا ہے وعظ میں دکھاوا اور اترانا مصیبت ہے اور اس میں شعوری طور پر بناوٹ کا اظہار کرنا ریاکاری میں داخل ہے اللہ تعالے ایسے کاموں سے نجات اور پناہ عطا فرمائے نفع دینے والی اور لازمی چونکا دینے والی نصائح کرنا فائدہ بخش ہیں سچے عالموں کی بڑائی کرنا دین کے بزرگوں کی تعظیم کرنا، اولیاء اللہ کی پاکیزہ عادتوں کی پیروی کرنا، فقیروں اور مسکینوں کی محبت کا دم بھرنا، عام مسلمانوں کے حق میں اچھا گمان رکھنا، یہ سب باتیں آخرت کے عذاب اور دنیا کے بے آبرو ہونے سے ایک محکم قلعے کے مانند مسلمان کو محفوظ و مامون رکھتی ہیں۔ انبیاء کرام کے معجزے برحق ہیں اور اولیاء سے کرامتوں کا ظہور اس جہان فانی سے انتقال پانے کے بعد بھی ایک امر واقع ہے چنانچہ اس دنیا میں اختیاری طور

پر اور نادانستہ صورت میں بھی ان سے کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں اور عالم برزخ اور آخرت میں ان سے ظاہر ہوسکتی ہیں اور ان کے ظاہر کرنے میں اختیار رکھتے ہیں ان اولیاء کرام کا سیر و تصرف عالم ناسوت وملکوت میں مدد حاصل کرنے والوں کو خدا تعالے کی اجازت و قدرت سے مہیا اور چھایا ہوا رہتا ہے اولیاء کرام کی زیارت کرنے والوں کو خاص طور پر اور باقی تمام مومنوں کو عام صورت میں ان کی امداد اور سفارش قضاء حاجات کیلئے ہر وقت مطلوب اور درکار ہوتی ہے۔ یہ بھی معجزات اور کرامات اولیاء کی علامت ہے جو دنیا اور عقبیٰ میں جاری اور ظہور پذیر ہے اور جو کوئی اس کا انکار کرتا ہے اس میں شک رکھتا ہے وہ ان کے فیوض و برکات سے نا امید ہے اور نقصان اٹھانے کا مستوجب۔ اہل سنت و جماعت جن باتوں کے معتقد ہیں وہ سب مبنی بر صداقت ہیں۔ مقدس لوگوں کے بارے میں ادب اور احترام کو کبھی بھی ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور نہ عام مومنوں کے ساتھ شفقت برتنے کی عادت کو ترک کریں اور ان کے تئیں برا گمان رکھ کر اپنے آپ کو گمراہی کے بھنور مین نہ ڈالیں جیسا کہ عقائد کے بارے میں کہا گیا ہے۔ ؎

بیقین زاہل جنتش مشمار — ایمن از روز آخرش مگذار

بدعقیدہ آدمی کو جنتی تصور نہ کرنا چاہئے اور وہ قیامت کے دن عذاب و سزا پانے سے محفوظ نہیں ہوگا۔

کہاوت ہے کہ زبان اور دل میں خصوصیت کے ساتھ کسی کا نام نہیں لینا چاہئے مثال کے طور پر انصاف اور بزرگی صرف باری تعالے کے ساتھ مخصوص ہے اور ظلم کرنا افعال الٰہی میں ناپید ہے۔ کسی ایک واعظ نے بندگی کا نام لے کر کہا ہے کہ اگر اُسے عذاب کیا جائے وہ بھی انصاف ہی ہوگا اس قسم کے خطرات سے اپنے دل کو صاف رکھنا اور اپنی زبان کو ایسے بیانات سے پاک رکھنا خاص کر مقدس لوگوں کے بارے میں اپنے اوپر لازم اور فرض سمجھنا چاہئے تا کہ ہم ان کے فیوض اور برکتوں سے دنیا اور آخرت میں بے بہرہ نہ رہیں اور سر دست الزام اور ذلت ہم پر عائد نہ ہو جائے۔ ہاں اپنے نفس کو بندگی اور کثرت عبادت کی بناء پر خدا تعالے کی آزمائش اور عذاب سے بے خوف نہ جانیں اور اسی طرح بے پناہ گناہوں کی وجہ سے اپنے آپ کو باری تعالے کی رحمت اور عفو سے محروم نہ رہ جائیں۔ عدل الٰہی سے اپنے اندر خوف اور ڈر پیدا کریں اور اس کے فضل و عظمت سے عفو اور بخشائش کی امید رکھیں۔

حضور رسالتمآب ﷺ کی حیات پر ایمان رکھیں اور اس بات پر بھی یقین رکھیں کہ ان کا فیض خاص طور بھی اور عمومیت کے ساتھ کائنات کے ہر ذرے ذرے کو پہونچتا ہے تنہائی میں بھی اور عام اجتماعوں میں بھی اُن پر درود بھیجیں اور وہ بھی خطاب کے صیغہ میں (second person) جسے عام اصطلاح میں درود حضور کہا جاتا ہے اور حضور کی اولاد کا بھی دائمی طور پر ذکر کیا جائے اگرچہ آل کا لفظ عمومیت کے معنی رکھتا ہے اور اصحاب بھی اس میں شامل ہیں لہٰذا اسی پر بس نہیں کرنا چاہئے۔

بزرگوں سے منسوب ختمات میں شیئاً للہ جس کے معنی "خدا کے لئے" ہیں پڑھنے سے انکار نہیں کرنا چاہئے اور اس میں خلوص اور عاجزی کا جذبہ ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے اس لئے کہ اولیاء کرام کے تمام افعال واعمال اور حرکات وسکنات خدا کے لئے ہوتی ہیں اور اُن کو مدد پہونچانے کی قدرت حاصل ہوتی ہے۔

بزرگان عظام کی قبروں کی زیارت کرنا اور ان کے حجروں کے سامنے متوجہ ہونا غنیمت سمجھنا چاہئے اور اس دوران میں ادب کا لحاظ رکھیں اور اپنی عاجزی اور فروتنی کا اظہار کریں کلمات طیبات قرآن مجید کی آیات اور نفل نمازیں پڑھ کر ان کا ثواب ان بزرگان کرام کی روحوں کو نذر اور ہدیہ کریں اور جو بھی مقصد ہو ان بزرگوں کو وسیلہ ٹھہرا کر اللہ تعالےٰ سے کامیابی طلب کریں اور حصول مطلب میں ان بزرگون کی مدد اور شفاعت کی امید رکھیں چنانچہ ان کی روحوں، قبروں اور نشانیوں سے فیض حاصل کرنے کی کوشش کریں اور اسی طرح ان کے حجروں، عبادت گاہوں اور مسجدوں سے برکت اور کشائش حاصل ہونے کی امید رکھیں جس طرح ان کے جسم ریاضت اور عبادت کرنے سے سراسر نور بن گئے ہیں اسی طرح ان کے حجرے ان کی عبادت گاہیں اور ان کی مسجدیں بندگی اور عبادت شاقہ انجام دینے سے مسرت اور خاطر جمعی کی جگہیں بن گئی ہیں اور وہاں پر فیض اور کشائش ارادتمندوں کے لئے میسر اور مہیا ہے خلوص اور حسن اعتقاد کے ساتھ ان کی زیارت کرنے والے یہ سب چیزیں پاتے ہیں اور ان سے پوری طرح آگاہ ہیں۔ اے خدا ہم کو ان ہی لوگوں میں شامل کر۔

ان بزرگوں نے اپنے اوپر جتنے بھی مجاہدات اور ریاضات کی مشقتیں عاید کی ہیں یا اپنے ارادتمندوں کو اُن کا امر کیا ہے اُن کا نہ انکار کرنا چاہئے نہ اُن پر اعتراض کی انگلی اٹھانی چاہئے اور نا ہی

اُن کو بدعت اور نئی چیز ہونے کا نام دینا چاہئے اس لئے کہ ان کی آنکھیں سنت کی پیروی اور شریعت کی پاس داری سے سرگیں ہوگئی ہیں اور ظاہری وباطنی بصارت سے روحانی بیماریوں سے واقف ہوتی ہیں اور مشیت وحکمت الٰہی کا دروازہ اُن پر کھلا رہتا ہے تقاضائے وقت اور شہر وملک کے مزاج کے مطابق راہ حق ڈھونڈنے والوں کی بیماریوں کو درست کرنے کی خاطر علاج واصلاح کی فصیل باندھتے ہیں اور مختلف ادویات کی معجون مرتب کرتے ہیں حقیقت میں ان کی عبادت اور اُن کا مجاہدہ نفس حضور ﷺ کی پیروی اور اتباع کا آئینہ دار ہوتا ہے خدا تعالےٰ ان پر ان کی اولاد وصحابہ پر درود وسلام بھیجے اگرچہ اُس بابرکت وقت میں ایسی تفصیلات کا اظہار ہونا ضروری نہ تھا اور نہ ہوا۔ کسی بھی ولی کا کوئی بھی کام حکم الٰہی، امر نبوی اور مسلک اُمت سے باہر نہیں ہے اعتراض اور انکار کرنے والا اندھا ہے اور اُس کا دل تاریک اور کالا ہے شک کرنے والے وہابی کی توڑ کرنے کی جسارت کرتے ہوئے میں کہتا ہوں کہ انبیاء کرام خود بذات اور اولیائے عظام اُن کی پیروی کے طفیل دنیا اور آخرت میں اللہ تعالےٰ کی رحمت کے سمندر اور منبع ہیں اور انوار الٰہی کا سورج انہی سے طلوع ہوتا ہے یہ ضروری نہیں کہ ہم دریا سے کہیں گے کہ ہماری ناپاکی پانی سے دور کر، یا ہمارا مٹکا پانی سے بھر دینے کیلئے خدا سے اجازت لے یا ہم سورج سے کہیں کہ ہماری تاریکی اپنے نور سے روشن کر یا خدا تعالیٰ سے یہ تاریکی دور کرنے کی خاطر اجازت طلب کر۔ دریا رحمتِ الٰہی کی برکت سے بہتا ہے اس لئے کہ ناپاکیوں کو دور کرے، پیاسوں کی پیاس بجھائے، چھوٹی چھوٹی ندیوں کو بہائے، سمندروں کے لئے پانی مہیا کرے، فصلوں اور زراعتوں کو شاداب وسیراب کرے، حاجت مندوں کے خالی برتنوں کو پر کرے، سورج جو کہ خدا کے فضل وکرم سے چمکتا ہے صرف اس مقصد کے پیش نظر کہ دنیا کو منور کرے جھٹلانے والا یا انکار کرنے والا اگر دریا کی طرف رجوع نہ کرے تو وہ ناپاک ہی رہے گا۔ اس کا برتن خالی رہیگا اور اس کی پیاس جوں کی توں باقی رہے گی اس میں کوئی بھی مدد نہیں کرسکتا ہے اگر کوئی شخص سورج سے اپنا منہ چھپائے اور گمراہی اور شک کے بھنور میں ڈوب جائے تو ڈوبنے دو۔ جسے خدا گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت کا راستہ نہیں دکھا سکتا۔ ہمارا ایمان اور عقیدہ یہی ہے کہ جتنی بھی ناپاکی لیے ہم دریا میں چلے جائیں وہاں سے صاف وپاک ہوکر واپس نکلیں گے اور جتنے بھی

خالی برتن ہم دریا میں نیچے کردیں گے وہ پورے کے پورے ہوکر باہر لائیں گے اور باوجود تاریکی و اندھیراپن جب بھی ہم سورج کے سامنے کھڑے ہونگے ہم روشن اور نورانی ہوجائیں گے اللہ تعالٰے اپنے نور سے جسے چاہتا ہے ہدایت عطا کرتا ہے اور جسے خدا تعالٰے ہدایت کی توفیق بخشتا ہے اُسے کوئی بھی گمراہ نہیں کرسکتا۔ سچا عشق، مضبوط عقیدہ اور مکمل اطاعت ہی کام آسکتی ہے اور اسی میں نجات ہے۔

بے نصیب آدمی ہدایت سے کوسوں دور ہے اور جو بھی شک اور بدگمانی کا شکار ہے وہ ہمیشہ نقصان میں ہی رہے گا۔

اے خدا ہمیں مسلمانی کی حالت میں وفات دے اور نیک لوگوں کے زمرے میں شامل کر، رسوائی سے محفوظ رکھ اور اپنی آزمائش سے بچائے رکھ اپنی رحمت کے طفیل اپنے نیک بندوں کی جماعت میں داخل کر۔ (ختم ہوا مکتوب شیخ احمد صاحب تارہ بلیؒ)

اسی طرح حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے جانشین اعظم و فرزند اکبر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے وارثِ مسند درس و امامِ آفاق حضرت شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی مہاجر مدنیؒ کے شاگرد خاص عالم و فاضل وفقیہہ کامل، واقف علوم نقلیہ و کاشف رموز عقلیہ، محقق ربانی، محدث لاثانی، حضرت مولینا واعظ شیخ احمدؒ نے مکمل ایک منظوم رسالہ فارسی زبان میں وہابیت کے رد میں لکھ ڈالا جس کا نام "نجوم الشهابيه رجوم للوهابيه" ہے اور اس تصنیف کا کشمیری منظوم ترجمہ وشرح علامہ و مولینا صدیق اللہ صاحب حاجنیؒ نے "نجوم الہدیٰ رجوم لاہل الطغیٰ" کے نام سے کیا۔ یہاں دونوں تصانیف میں سے ابتدائی تمہیدی منظوم کلمات تبرکاً قلمبند کرتا ہوں تاکہ ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ ہمارے اسلاف نے ہمارے دینی عقائد کو بچانے کے سلسلے میں ہمارے لئے کیا کیا مواد تیار کر کے رکھا ہے مگر افسوس کہ آج یہ کتب ہمارے پاس موجود نہیں ہیں اگر ہیں بھی تو ان سے استفادہ کرنے والے طالبانِ ہدایت نہ رہے۔ آج کے ہمارے پریشان کن دینی حالات میں یہ کتب اسلاف ہمیں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں۔

ہاں ہم ہی تھے قافلہ سالارا ے گردِ سفر　　راہ بھولے ہیں تو کیا پہچان بھی مر جائیگی

اول الذکر کتاب "نجوم الشہابیہ" از شیخ احمد واعظؒ کے صفحہ نمبر ۲ سے نقل کی گئی ابتدائی تمہیدی نظم

باسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد بیحد مر بدیع کائنات و ذی المنن　　کرد ما را اُمتِ مرحومہ و اہل سنن
فرقہ ناجیہ کرد و اہل حق اہل سداد　　داد مارا ز انبیاء و اولیاء حب و وداد
مظہر دین حقند و مظہر امداد و عون　　واسطہ ایصال فیض و از بلایا گشتہ صون
مذہب حنفیہ و دین حنفی دین ماست　　محی الدین اندر طریقہ رہبر آئین ماست
مجتنب ما از طریق اہل زیغ و اہویہ　　اہل الحاد و ضلالت اہل نار و ہاویہ
پس درود بیحد و ہردم بختم المرسلین　　درمیان حلقہ ایشانست چوں فص و نگین
اول و آخر بخلق و بعث و روح و جسم و دین　　نیست کس مانند او در اولین و آخرین
آدم و مادون او زیر لوائے حمد او　　سابقان و لاحقان کردہ ادائے حمد او
پس درود حق بر آل و صحب او اتباع او　　تابع اقوال او، افعال او، اوضاع او
خاصہ بر آں چار خلفا چار رکن قصر دین　　آں نجوم اہتداؤ و راشدین و مہدئین
دیلمی در مسند الفردوس ایں آوردہ است　　کہ جناب شاہ لولاک ایں خبر فرمودہ است
کہ مدینہ علم و ینم من ابوبکر و عمر　　آں یکے ہست آں اساسش ہست حیطانش دگر
سقف و بامش ہست عثمان بن عفان غنی　　باب و دروازۂ مدینہ علم لاشک آں علی
بعد حمد و نعت پیغمبر ہمیگوید مرام　　شیخ احمد احقر خدام اعلام الکرام
باد واضح بر تو ایصاحب صراط مستقیم　　ایں مقالہ لابدیہ ناہج نہج قویم
ایں دُرر ہائے غرر را چیدہ از بحر علوم　　کردہ ام منظوم بہر ردّ نجدیِ ظلوم
یعنی ان سر دفتر وہابیانِ ملحدین　　خائنان شرع و دین و فاسدین و مفسدین
ہم مہین انبیاء چوں صائبہ وہابیہ　　منکرین اولیاء ہم آں فرودِ رابیہ
خویش راخواندہ موحد مثل اہل اعتزال
مسلماں را مشرکین خوانند آں اہل ضلال

حضرت شیخ احمد واعظؒ کے ان ابتدائی منظوم کلمات کے بعد اب علامہ صدیق اللہ صاحب حاجنیؒ کے منظوم کشمیری ترجمہ ''نجوم الھدیٰ رجوم لاہل الطغیٰ'' صفحہ نمبر ۲ سے بھی پہلی نظم ملاحظہ فرمائیں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد بیحد خدای پاکس کُن　　　　یم اسی ناو خیر امت وُون
اہل سنت کرِن تہ اہل سداد　　　　انبیاء تے ولی پئی ارشاد
سُو زِ تُم راہِ حق تمو اسہ ہاوَ　　　　اسہ در دل تہند محبت تھوو
اُس محبِ نبی و صحبِ کبار　　　　مُلحدن تے وہابین بیزار
بو حنیفہ چھُ پیشوا سونیے　　　　شاہ جیلان رہنما سونئے
بیحد و عد بوین سلام و درود　　　　بر محمد نبی حبیب ودود
خاتم انبیاء و ختم رُسل　　　　ساری خلقت چھے جز وسوی چھُ کُل
علمِ تل تسنزے بروز جزا　　　　آدم و انبیاء رَٹن ماوا
رحمت حق بر آل و بر اصحاب　　　　تِم براہ ہدیٰ چھِ نجمِ شہاب
چار خلفا چھِ چار رکن اتم　　　　ژور تھم دینکس گرِس محکم
دیکھمین بسند الفردوس　　　　پانہ فرماوِتھ گوپیمبر سون
علم دیک بو شہر چھس یم یار　　　　چھو ابوبکر کُن عمر دیوار
سقف عثمان علی چھو دروازہ　　　　خوشخبر بوز روح کر تازہ
روز اہستہ کر مہ ہیتابی　　　　بسند بوز رَدّ وہابی
چھنہ خواہش میہ شاعری ہاون　　　　بحث لاگن سخنوری ہاون
میہ چھُ مطلب عمل بقول رسول　　　　چھی معافیتھ جبل ونن یہ مقول
حضرتن دوپ زِ ییلہ عنن بدعت　　　　تِم پتم بروکھمین کرن لعنت
آسہ علماہ تمس سُو نون باوِی　　　　تمہ دوہہ علم ئیس کھٹتھ تھاوی
زن کھٹتھ تھوو تُم یہ کور نازل　　　　خالقن پر محمدِ فاضل ﷺ

قومِ نجدی کران چھی لعنت
بروکھمن کرہ چھے تمنی ہنز کتھ

ان ابتدائی نظموں کو پڑھ کر یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ ہمارے اسلاف نے ہمارے دینی عقائد کے تحفظ کیلئے کیا کچھ نہیں کیا ہے مگر بقول دانائے راز ؎

مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آباء کی　　　　جو دیکھا انکو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سی پارہ

اسی طرح علامہ زماں جناب عزیز اللہ حقانی صاحبؒ نے ''برھان المسلمین'' نامی رسالہ تصنیف فرمایا جس میں وہابیہ کے رَد اور اہل سنت کے عقائد حقہ کا ثبوت بہت ہی مدلل انداز میں دیا گیا ہے۔ ان حضرات کے علاوہ تیرویں صدی سے چودھویں صدی تک بے شمار علماء اہل سنت نے مسلکِ اہل سنت کے تحفظ میں دن رات محنت کی۔ مسلکِ اہل سنت کے ان محافظین میں علامہ و مولانا مفتی اُبوالحسن عبدالکبیر بخاری صاحبؒ، علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ، سید محمد فاضل قادریؒ، خاندان شیخ الاسلام کے مفتی قوام الدین صاحبؒ مولانا یاسین صاحبؒ سوپور، مولانا میر میرک شاہ اندرابیؒ، مولانا غلام حسنؒ سوپور، مولانا علاؤ الدین صاحبؒ بخاری سویہ بگ مولانا یوسف صاحبؒ وترہیلی، مولانا احمد اللہ صاحبؒ شاہ آبادی، میر واعظ جنوبی کشمیر قاضی غلام احمد صاحبؒ، مولانا قاسم شاہ صاحب بخاریؒ کے علاوہ سینکڑوں حضرات ایسے ہیں کہ جنہوں نے اپنی راتوں کا آرام تج دیا ہے اور مسلکِ اہل سنت کی حفاظت کی۔ یہ حضرات اب ہم میں موجود نہیں ہیں لیکن ہر فرد تحفظ مسلک اہل سنت والجماعت کے سلسلے میں ایک تاریخ رقم کر کے گیا ہے۔ اسی قافلہ سخت جاں کا ایک اور مجاہد و محافظ مسلک اہل سنت (اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں مزید برکت عطا کرے) جو آفتاب کوہی اور تبرک اسلاف ہیں آج بھی ہم میں موجود ہیں یعنی جناب الحاج علامہ و مولانا سید محمد اشرف صاحب اندرابی (قادری) دامت برکاتہ حضرت مولانا اس پیرانہ سالی میں بھی ایک نوجوان کی طرح ہم جوان سال بوڑھوں کو حفاظت حق کیلئے اُبھارتے ہیں حضرت کے جذبوں کو دیکھنا ہو تو ماہنامہ ''المصباح'' کے ادارئے گواہ ہیں۔ حضرت کی جرأت کو دیکھنا ہو تو وحید الدین خان گستاخ رسول کی گستاخی کا پوسٹ مارٹم جسکو ''وحید الدین خان کا سائنٹفک اسلام'' کے نام سے لکھا مطالعہ کیجئے، مولانا کی فکر کا پرتو دیکھنا ہو تو ادارہ ''شاہ ہمدان ٹرسٹ'' دیکھیں، مولانا کے دل کی آواز سُنی ہو تو وادی کے ہزاروں نوجوان جو مساجد کے منبروں پر، کالج، یونیورسٹیوں اور دفاتر میں غرض زندگی کے ہر شعبہ میں شعوری طور مسلک اہل سنت پر ثابت قدم رہتے ہوئے اسکے مخلص داعی بن چکے ہیں کو دیکھیں بلکہ بیجانہ ہوگا کہ ہماری فکریں ضرور مد مقابل کے مکروہ عزائم کو دیکھ کر شدت اختیار کرتیں مگر ہمارے

افکار کی تلوار کو اعتدال کی سان پر چڑھانے والا بھی یہی مردِ درویش ہے۔ اور یہ وادی کی وہ واحد شخصیت ہیں جنہوں نے اپنا دینی، علمی و روحانی محاذ فقط یہاں ہی نہیں کھولا ہے بلکہ آر پار اپنا فیض پہنچا رہے ہیں پاکستان میں بمقام ضلع گجرانوالہ عظیم الشان ''مدرسہ قادریہ'' حضرت ہی کی فکر سے وجود میں آیا اسی سال ۱۰، اپریل ۲۰۱۰ء کو بعد نماز فجر سنگ بنیاد رکھکر عملاً درس و تدریس کا آغاز مسجد غوث الاعظم میں کیا گیا ہے مسجد غوث الاعظم خانقاہ اندرابیہ قادریہ کے ملحق ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کو عمر دراز عطا کرے یہ سطور قلمبند کرتے وقت بھی حضرت علامہ پاکستان کے ہی سفر پر ہیں ۔غرض مذکورہ بالا بھی علماء اہل سنت نے وادی میں حضرت امیر کبیرؒ کی ڈالی ہوئی دینی بنیادوں کو تحفظ فراہم کرنے میں سخت کوششیں کیں اور مسلک اہل سنت کا بھرپور دفاع کیا ہے اس وقت بھی امیر اہل سنت علامہ سید محمد اشرف صاحب اندرابی کی قیادت میں محافظین اہل سنت اپنا کام انجام دے رہے ہیں آیئے اس سلسلے میں ماضی قریب کے چند واقعات ملاحظہ فرمائیں

(۱)

''شیئاً للہ'' پر علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ کا فتویٰ

علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ کا شیئاً للہ پر ایک انمول فتویٰ ملاحظہ فرمائیں جو حضرت علامہ مولانا مفتی سید عبدالکبیر صاحب بخاریؒ کے فرزندِ دلبند حضرت سید محمد حسن صاحب بخاریؒ نے رسالہ ''نزل الصلحاء'' تالیف فرمایا حضرت شاہ صاحب کشمیری کے اس فتویٰ شیئاً للہ پر جناب حضرت حسن صاحب بخاریؒ کے والد بزرگوار مفتی عبدالکبیر صاحبؒ کے تاثرات بھی درج ہیں یعنی یہ فتویٰ چودھویں صدی کے نصف اول میں لکھا گیا ہے۔ فتویٰ شیئاً للہ کے بارے میں حسن صاحب بخاریؒ لکھتے ہیں:

> ''اصل این فتویٰ نزد پیر بہاؤالدین صاحب مرحوم امام جامع مسجد بنڈہ پورہ علاقہ کو یہامہ بود و فقیر ہم آں دیدہ است و در آں جواب دو سوال بود۔ یکے نزول عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دوم شیئاً للہ۔''

> ترجمہ: ''فتویٰ کی اصل پیر بہاؤالدین صاحب مرحوم امام جامع مسجد شریف بانڈی پورہ علاقہ کھویہامہ کے پاس موجود ہے اور فقیر (محمد حسن) نے اسکو دیکھا اور اس میں دو سوالات کے جوابات ہیں ایک عیسیٰؑ کے نزول اور دوسرا شیئاً للہ۔

حضرت شاہ صاحبؒ نے فتویٰ عربی میں دیا پھر اسکا ترجمہ فارسی اور اُردو میں کیا گیا یہاں پر من و عن سیرت البخاری صفحہ ۱۲۱ سے وہ فتویٰ معہ تمہید از حسن صاحب بخاریؒ اردو میں پیش کر رہا ہوں۔

تمہید از حضرت سید محمد حسن صاحب بخاریؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد و علیٰ الہ و اصحابہ اجمعین

اما بعد!

فقیر سید محمد حسن بخاری ابن صاحب الفضیلت مولیٰنا سید عبدالکبیر صاحب بخاری طاب اللہ ثراہ عرض پرداز ہے کہ گذشتہ سال سرینگر اور بیرون سرینگر کے چند علماء کے درمیان یہاں مسئلہ شیئاً للہ کے جواز و عدم جواز کے متعلق بحثا بحثی ہوئی، اور کچھ لوگ تو سلف صالحین کے فتاویٰ سے مستغنیٰ اور بے پرواہ بنکر اس کے عدم جواز کا فتوے دے کر طریقۂ اعتدال اور ضابطۂ حق و انصاف سے تجاوز کرنے میں بہت آگے بڑھے۔

ان سے ہمیں غرض نہیں۔ کہنا تو یہ ہے کہ میں اتفاق سے اپنے اسلاف کے کتب خانہ کی چھان بین کر رہا تھا تو اچانک مسئلہ شیئاً للہ کے متعلق حضرت شیخ الاسلام خاتم الحفاظ حضرت مولیٰنا محمد انور شاہ صاحبؒ سابق شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کا نقل فتویٰ دیکھنے میں آیا۔ اور فتویٰ کے آخر میں اپنے والد ماجد مولیٰنا عبدالکبیر صاحب بخاری طاب اللہ ثراہ کی رائے گرامی قدر بھی دیکھی۔ اس فتویٰ کی اصلی کاپی پیر بہاؤالدین صاحب مرحوم امام جامع مسجد بانڈی پورہ کے ہاں محفوظ ہے۔ اور راقم نے وہ اصلی فتویٰ خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اس لئے بزرگوں اور اسلاف کرام کا تبرک سمجھ کر اصل فتویٰ اور اپنے والد ماجد کی اس پر تحریری رائے معہ ترجمہ ہدیہ قارئین کرتا ہوں۔ اس سے اچھی طرح اندازہ ہوگا کہ حضرت شاہ صاحب جیسے محدث مسئلہ شیئاً للہ کے بارے میں کیا رائے رکھتے تھے ،اور ہمارے اسلاف کرام کے اعتقادات کیا تھے۔ اس سے زیادہ میرا مطلب کچھ بھی نہیں۔ **واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم.**

(نوٹ) نقل فتویٰ راقم کے نزدیک حرف بحرف موجود اور محفوظ ہے۔ اب آپ حضرت شاہ صاحب کے فتویٰ کا نقل در جواز شیئاً للہ ملاحظہ فرمایئے چونکہ اصل فتویٰ فارسی میں ہے عوام الناس کی سہولیت کیلئے اس کا ترجمہ اردو میں ساتھ ساتھ کیا گیا۔

قارئین شیأ للہ کے جواز پر حضرت شاہ صاحبؒ کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں

''اصل عبارت اردو میں''

صاحب فتویٰ رملیہ حضرت شیخ خیر الدین رملیؒ استاد صاحب دُرمختار سے یہ مسئلہ شیخ ابراہیم صماویؒ نے دمشق میں دریافت کیا، کہ بعض جلیل القدر حضرات صوفیہ مسجدوں میں حلقہ باندھ کر جہراً اور اونچی آواز سے یاد خدا اور ذکر الٰہی کرتے ہیں اور یہ حضرات اپنے باپ داداؤں سے اسی طرح اس ذکر کے عادی ہوتے ہیں۔ اور یہ صوفیاء کے وہ قصائید بھی ذکر کی محفلوں میں سناتے ہیں۔ جو ارباب حال اور اصحابِ معرفت نے سنائے ہیں۔ جیسے قصیدۂ قادریہ سوریہ اور مطاوعیہ۔ اور یہ وہ حضرات ہیں جن کے متعلق فقہائے ملت محمدیہ ﷺ **علی صا حبھا الصلوٰۃ والتحیہ تلقی بالقبول** کیا ہے اور یہ حضرات اسی پر بس نہیں کرتے، بلکہ یہ اپنی محفلوں اور مجلسوں میں یا شیخ احمد رفاعی شیأ للہ، یا شیخ عبد القادر شیأ للہ جیسے وظائف بھی پڑھتے ہیں۔ اور ان حضرات کو کچھ قسم کے وظائف وکلمات کے پڑھتے وقت زبردست وجدانی کیفیت اور حال ترقی روحانی حاصل ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں انکے باقی مقالات معروف میں تو فرمائے، کہ ان صوفیوں کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں۔ یہ شیخ ابراہیم صمادیؒ سے دمشق میں پوچھا گیا تھا۔

حضرت شیخ خیر الدین رملی صاحب فتاوائے حامدیہ کا جواب نمبر (۱) جسکو حضرت شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ، من وعن نقل کرتے ہیں۔

فرماتے ہیں: کہ صوفیوں کی حقیقت بیان کرنے کے بعد فرمایا صوفیوں کے حالات مقامات کا انکار جاہل اور غبی کے سوا کوئی نہیں کرسکتا۔ اور فرمایا: کہ انکے ذکر جہری کے حلقے، یا اپنے مشائخ اور بزرگوں کے قصائید سنانا اور مسجدوں میں صوفیانہ غزل پڑھنا سب درست اور جائز ہے۔

رہا ان کا قول: ''یا شیخ عبد القادر شیأ للہ'' یہ ایک ندا اور پکار ہے اور جب اسکے شیأ اضافہ اور زیادہ کیا جائے۔ تو اسکا مطلب اللہ کی عزت وتعظیم کی تصدیق وتائید کرتے ہوئے کسی چیز کا طلب کرنا۔ تو پھر اس میں موجب حرمت اور گناہ کا سبب کیا ہے یعنی کچھ بھی نہیں۔ مزید فرمایا: جس نے شیأ للہ پڑھنے والوں کے متعلق کفر کا فتویٰ دیا۔ اس فتویٰ سے دھوکہ اور فریب میں نہ پڑنا چاہیے۔ یعنی وہبانیہ کی عبارت اجرائے کفر کیلئے اس باب میں نہایت واہی اور رکیک ہے، کیونکہ اسکی کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔ حالانکہ فقہائے اسلام کا مسلمہ قول ہے۔ مومن کو ایمان سے خارج نہیں کرتا،

مگر اس شئی کا انکار جو متفقہ طور اسلام میں داخل ہو۔ اور فقہاء کا یہ بھی قول ہے کہ تکفیر کا فتویٰ دینا بہت بڑی چیز ہے۔ اور یہ کہ مسلمانوں کو کفر کا فتویٰ دینا گناہ عظیم اور بڑی بات ہے۔ اور اگر بنا بر روایت ضعیفہ ہو بھی، تو پھر بھی کفر کا اس پر فتویٰ دینا کب روا اور زیبا ہے؟

وہبانیہ کے شارح نے کہا کہ زیر بحث کلمہ کے بارے میں کفر کا فتویٰ نہ دینا ہی راجح اور پسندیدہ ہے۔ جن لوگوں نے کفر کا فتویٰ دیا ہے ان کی دلیل یہ ہے: کہ خدائے عزہ جل کیلئے کچھ سوال کرنا اور مانگنا ہے، حالانکہ وہ غنی اور بے نیاز ہے، اُسے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ حالانکہ یہ کوئی دلیل اور وجہ نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ کسی مسلمان کے دل میں ایسا خیال نہیں آسکتا کہ ہم خدا کیلئے طلب کرتے اور کچھ مانگتے ہیں۔ پس شیئاً للہ کا لام تکریم وتعظیم کیلئے اسی مقام پر ہے۔ جیسے آیت بلند پایہ (فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ) میں تعظیم کیلئے ہے۔ ورنہ یہاں پر بھی اعتراض وارد ہوگا۔

(فتاویٰ خیریہ جز ثانی مطبوعہ، مصر صفحہ ۴۲۸)

حاصل یہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب مرحوم نے شیئاً للہ کے جواز کا فتویٰ از خود نہیں دیا۔ شاہ صاحب نے رملیہ استاد صاحب درمختار کے فتویٰ کے مطابق جواب دیا ہے اور اس جواب کو کافی اور وافی سمجھا۔

(از فتاویٰ حامدیہ محمد انور عفی عنہ)

اس فتویٰ کے نیچے مفتی عبد الکبیر بخاری صاحب نے یہ عبارت لکھی ہے:

" شرح این مسئلہ: قول المولی المعظم والمفتی المکرم مجمع العلوم و الفنون الذی علمہ اشھر و انور من الشمس والقمر المولوی محمد انور جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء" (عبد الکبیر بخاری)

(ترجمہ) اس باب میں: حضرت شاہ صاحب کا فتویٰ معتبر اور معتمد ہے، کہ آپکا علم آفتاب تاباں اور ماہتاب آسمان سے بھی روشن ہے۔ اللہ تعالیٰ آپکو ہماری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ (عبد الکبیر بخاری ترجمہ اردو از سید حسن صاحب بخاری)

(۲)

اسکے بعد قصبہ بارہمولہ میں بھی چند تو ہب زدہ افراد نے انہی مسائل کو لیکر مسلمانوں میں انتشار پیدا کیا تو آخر میں حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ کی وجہ سے ہی یہ مسئلہ دیرینہ کافور ہوا مصنف ''سیرت البخاری'' جناب شوکت حسین کینگ صفحہ نمبر ۱۲۸ پر لکھتے ہیں: قصبہ بارہمولہ کے

خلافی مسائل جو سال ہائے سال سے مسلمانان قصبہ کیلئے باعث تشتت وافتراق بنے ہوئے تھے مسلمانوں کا ملی مفاد، قومی اتحاد اسی انتشار کی وجہ سے درہم برہم ہو رہا تھا۔ بسا اوقات مسلمانوں کو آپس میں ملانے کی کوششیں بھی ہوئیں، لیکن ہمیشہ کے لئے اس کی مکدر فضاء کو صاف کرنے والے نتائج پیدا نہ ہوئے آخر میں مولینا معظم حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد انور شاہ صاحبؒ کا ہی وہ دست حق پرست تھا کہ جس سے یہ فتنہ دیرینہ کافور ہوگیا، اور ان کے ہی فیصلہ پر عدالت کی وساطت سے مسلمانوں کے یہ دو فریق آپسمیں شیر وشکر ہوگئے۔ (ماخوذ از سیرت البخاری صفحہ نمبر ۱۲۸) فیصلہ کو بارہمولہ کی عدالت نے محفوظ فرمایا۔ نقلِ مندرجہ ذیل "حضرت شاہ کرمان اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ" میں موجود ہے۔

قضیہ نامرضیہ بارہمولہ کا مستحسن فیصلہ

نقل فیصلہ

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد انور شاہ صاحبؒ

مصدقہ عدالت بارہمولہ کشمیر

دربارۂ وظیفہ "شیئاً للہ" بحاضری فریقین بمقام بارہمولہ، جسکو فریقین نے تسلیم کرکے عدالت وزیر وزارت صاحب بارہمولہ میں پیش کیا ہے درج ذیل ہے۔

(۱) وظیفہ شیئاً للہ مسجدوں میں پڑھنا ممنوع ہے اور گھروں کے اندر ختمات میں پڑھنا جائز ہے۔

(۲) اولیائے کرام کو ہر وقت حاضر ناظر سمجھنا درست ہے البتہ استحضار خیالی سے ندا آسکتی ہے

(۳) درود شریف بحضور اقدس ﷺ بذریعہ ملائکہ سیاحین اسی وقت، اسی صورت میں پیش کیا جاتا ہے۔ اور خود بخود بھی پہنچنا ممکن ہے کیونکہ عرض اعمال اُمت ثابت ہے۔

(۴) اولیائے کرام کی وسالت اسطرح جائز ہے کہ یا اللہ بحرمت فلاں صاحب میری حاجت براری کر۔ یہ متفق علیہ صورت ہے۔ اور دوسری صورت انہی کو خطاب کرنا مختلف فیہ ہے شیخ دہلوی ترجمہ مشکوٰۃ میں اجازت دیتے ہیں لیکن صورت اول احوط ہے۔

(۵) خداوند کریم کے بغیر کسی کو علم کلی نہیں ہے۔ حضرت نبی کریم ﷺ اعلم اولین وآخرین ہیں۔ لیکن علم محیط حق تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ (دستخط محمد انور)

(۳)

حضرت شاہ صاحب کا ایک اور فتویٰ بمقام ترہبہ گنڈ ۱۳۵۰ھ بھی انہی مسائل کے بارے میں موجود ہے ترنبہ گنڈ میں یہ فتویٰ دیتے وقت احقر کے نانا جان حضرت حکیم محی الدین شاہ صاحب فقیر سوپوریؒ خصوصاً شاہ صاحب کو مرض خونی بواسیر کے علاج کے سلسلے میں تشریف لائے تھے اور انکے ساتھ انکے برادرزادہ حکیم غلام رسول شاہ صاحب (جیلانی مطب خانقاہِ معلیٰ) سوپور بھی تھے۔ فتویٰ یہ ہے۔

(۱) درود حضور خواندن وندا بہ یارسول ﷺ جائز است (۲) حیات انبیاء واولیاء وامداد از ارواح مبارک ایشان ثابت است (۳) استعانت واستمداد از اولیائے کرام بطور استحضار ذہنی درست است (۴) شیئاً للہ در ختمات جائز است ودر مسجد بعد ختم بطریق آہستہ بخوانداہ با جازت پیرانِ طریقت بہمیں عنوان بخواند آئندہ رسالہ مسائل صدر معہ ادلہ تالیف نمودہ آید۔ بندہ محمد انور (از ترنبہ گنڈ ۱۳۵۰ھ)

(۴)

حضرت شاہ صاحب کا سایہ سر سے اُٹھا تو پھر سے فتنوں نے سر اُٹھایا تو بارہمولہ کے عوام اہل سنت نے میر واعظ کشمیر مولانا محمد یوسف شاہ صاحبؒ تک معاملہ پہنچایا تو حضرت میر واعظ نے مسلمانان بارہمولہ کے درمیان صلح کرانے کیلئے علماء کرام کا وفد بارہمولہ روانہ کیا بارہمولہ میں مسلسل تین دن تک آپس میں مجلسیں اور تبادلہ خیالات ہوتے رہے حالات معمول پر آنے لگے بالآخر خواجہ محمد مقبول ککرو صاحب کی طرف سے گیارہ سوالات مولوی ولی شاہ صاحب نار اتھلی کو پیش کیے گئے کہ وہ جواب دیں اور اپنا عقیدہ ظاہر کریں۔

سوالات مولوی ولی شاہ صاحب کو پہنچ گئے اُنہوں نے ان سوالات کو جنکے بارے میں پہلے ہی شاہ صاحب کشمیری اپنے فتاویٰ دے چکے تھے انہی کو اپنا بھی جواب مانا اور جو باقی سوالات تھے انکے جوابات دیدیے۔ قارئین کرام! یہاں پہلے سولات لکھتے ہیں اسکے بعد جوابات لیکن جوابات سے پہلے ولی شاہ صاحب کی طرف سے لکھا گیا جوابی خط بھی پیش کر رہا ہوں وہ بغور ملاحظہ فرمایئے۔

نقل مطابق اصل

''محبِّ دینی ام خواجہ محمد مقبول صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپکے دریافت طلب سوالات کے متعلق میرے مخلصانہ جوابات حسب ذیل ہیں۔ ساتھ ہی آپکے نام ایک اشتہار (مسلمانان کشمیر پر مولوی ولی شاہ کی وہابیت کا اظہار) کے عنوان سے شائع ہوا ہے اُسکی اس پیشانی سے میری ذات کے متعلق وہابیت کے اظہار کو جو افسوس ناک اقدام غالبًا غلطی سے ہوا ہے محض کذب و بہتان ہے، میں ایک پختہ حنفی المذہب ہوں اور وہابیت سے کوسوں دور ہوں'' وللہ علیٰ ما نقول شہید.

اب آیئے ولی شاہ صاحب سے پوچھے گئے سوالات پھر انکی طرف سے دیے گئے جوابات دیکھ لیں:

سوال نمبر ۱: کیا علم اولین وآخرین جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو عطا ہوا تھا واپس لیا گیا، غیب کے متعلق اپنا اعتقاد ظاہر کریں؟

جواب: آنحضرت ﷺ اعلم اولین وآخرین ہیں۔ حضور ﷺ سے یہ علم (نعوذ باللہ) واپس نہیں لیا گیا۔ علم غیب کلی خاصہ خدا ہے، اور اطلاعی آنحضرت ﷺ کو حاصل ہے۔

سوال نمبر ۲: ایاک نستعین کے تحت طلب از انبیاء کرامؑ اور اولیائے عظامؒ جائز ہے یا نہ؟ اور امداد طلب کرنے والا مسلمان ہے یا کافر؟

جواب: اولیاء کرام سے ''ایاک نستعین'' کے ماتحت وساطت اسطرح جائز ہے کہ: یا اللہ بحرمت فلاں صاحب میری حاجت برآوری کر۔ یہ متفق علیہ صورت ہے اور انہی کو خطاب کرنا مختلف فیہ ہے۔ (شاہصاحب کا فیصلہ)

سوال نمبر ۳: کیا حضرات انبیاء خصوصا خاتم النبیین ﷺ و اولیائے عظام حیات اور بعد انتقال مدد کر سکتے ہیں؟

جواب: جواب نمبر '۲' میں آ گیا۔

سوال نمبر ۴: شیئاللہ یا حضرت سید العرب والعجم یا دیگر کلمات استمداد از رسول اللہ ﷺ پڑھنا جائز ہے یا کہ نہ؟ اسکا قائل کافر ہے یا مسلمان؟

جواب: شاہ صاحب کا فیصلہ عدالت تصفیہ ہو چکا ہے۔

سوال نمبر ۵: حضرت نبی کریم ﷺ کا حیات کس طریقہ پر ہے کیا وہ ﷺ دور سے کوئی ندا سن سکتے ہیں؟

جواب: ''نبی اللہ حی یرزق'' پر میرا کامل ایمان ہے۔

سوال نمبر ۶: درود بر حضرت نبی کریم ﷺ ملائکہ سیاحین گذارتے ہیں۔ کیا وہ از امکنہ بعید بذات خود سن سکتے ہیں؟

جواب: درود شریف بحضور حضرت نبی کریم ﷺ بذریعہ ملائکہ سیاحین اسی وقت، اسی صورت اور اسی لہجہ میں پیش ہوتا ہے اور خود بخود بھی پہنچنا ممکن ہے کیونکہ عرض اعمال امت ثابت ہے۔

سوال نمبر ۷: کلمات شیئاللہ الشیخ عبدالقادر جیلانی پڑھنا جائز ہے یا نہ؟ یا دیگر کلمات استمداد از اولیاء کرام پڑھنے جائز ہیں یا نہ؟ آپ نے کسی وعظ میں شیئاللہ کے قائل کو کافر اور اسکی اولاد کو ولدالزنی کہا ہے اس بارے میں اپنے دلائل پیش کریں؟

جواب: جواب نمبر '' ۴ '' پر آ گیا۔

سوال نمبر ۸: حضرات اولیاء اللہ کے حیات کے بارے میں آپکا کیا اعتقاد ہے؟ کیا انکی طرف رجوع کرنیوالے کا قائل کہ اولیاء اللہ متصرف بکارخانہ الٰہی ہیں کافر ہے یا مسلمان؟

دور سے سن سکتے ہیں اور اس بات کا

جواب: اولیاء اللہ کو حیات برزخی اعلیٰ تر بحسب مراتبہ حاصل ہے۔ استحضار خیالی سے ندا آ سکتی ہے لیکن ہر وقت انکی حاضر وناظر سمجھنا نادرست ہے سوال میں جملہ متصرف میں جملہ متصرف بکارخانہ الٰہی تشریح طلب ہے۔

سوال نمبر ۹: التحیات میں ''السلام علیک ایھا النبی'' پڑھنے کیوقت اخبار وانشاء دونوں میں سے کون جائز ہے اور حضرت نبی کریم ﷺ کو حاضر وناظر سمجھ کر سلام کہنا اسوقت جائز ہے یا نہ؟ سمجھنے والے کو کیا کہتے ہیں؟

جواب: التحیات میں ''السلام علیک ایھا النبی'' میں اخبار وانشاء ہر دو جائز ہیں۔

سوال نمبر ۱۰: اولیاء اللہ کے نام ہائے مبارکہ پر کوئی نذر رکھا جائے جائز ہے یا نہ؟ ان سے نذر کو حلال سمجھ کر کھانے والے کے متعلق کیا فتویٰ ہے؟

جواب: اولیائے کرامؒ کے لئے ایصال ثواب کی غرض سے نذر رکھنا جائز ہے۔ ایسی نذر کا کھانے والا مسلمان ہے۔

سوال نمبر ۱۱: ختمات حسب طریق مشائخ پڑھنے جائز ہیں یا نہ؟

جواب: ختمات منقولہ از مشائخ بسند صحیح جائز ہیں۔

(ان فتویٰ وغیرہ کی مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں ''سیرت البخاری'' از شوکت حسین کینگ صفحہ نمبر ۱۲۱ سے ۱۳۲)

علماء کرام کے مندرجہ بالا سبھی فتویٰ ودستاویزات اور کتب مسلمانان اہل سنت کے پاس وہ دلائل وبراہین ہیں جو ہر دور میں عقائد اہل سنت کا دفاع کرتے رہیں گی۔ مزید یہ فتویٰ، دلائل وبراہین یہ بھی بتا رہے ہیں کہ جب بھی وادی میں سواد اعظم مسلمانان اہل سنت کے عقائد سے چھیڑا گیا یا چھیڑنے کی مذموم کوشش کی گئی تو علماء اہل سنت فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اور مفسدین کا تعاقب کر کے اپنے مسلک کا دفاع کرنا فرض عین سمجھا۔ الحمد اللہ محسنان اہل سنت کے اُسی کاروان کے مغتنم الوجود سپاہی علامہ مولانا اشرف صاحب اندرابی آج بھی اسی نہج اسلاف پر ثابت قدم ہیں اور ہم عاصیان اُمت کیلئے مشعل راہ ہیں اللہ تعالیٰ حضرت کو عمر دراز عطا کرے۔

❁❁❁

باب چہارم

ما بعد تاریخ کا تاریک ترین باب

"کشمیر میں مفتیان دیوبند کی کُھلی منافقت"

جیسا کہ میں نے پہلے ہی عرض کیا کہ وہابیت کی کشمیر آمد میں حضرات اہلحدیث نے ہی پہل کی لیکن علماء اہل سنت جو کہ مذہبا حنفی تھے اس تقسیم جدید کا مقابلہ بھی سختی سے کرتے آئے ہیں بہر حال یہ ان ہی حضرات کی کاوشیں تھیں کہ وہابیت کو باوجود اسکے کہ بڑے منظم طریقہ پر صف آرا ہو رہی تھی ایک چھوٹی سی اقلیت رہنے پر ہی مجبور کر دیا گیا لیکن بیسویں صدی کی آخری دہائی کے آغاز سے کچھ قبل ٹھیک اسی دور میں جب یہاں کشمیر میں حق خود ارادیت کے حصول کیلئے عوام نے منظم ہو کر زوردار تحریک شروع کی یعنی مسلم متحدہ محاذ تشکیل پا چکا تھا اور اس محاذ میں قائد اہل سنت میر واعظ ڈاکٹر قاضی نثار شہید امت عملاً عوام اہل سنت کی قیادت کر رہے تھے اسکے علاوہ جماعت اسلامی، اہلحدیث، اہل تشیع سب ایک ہی پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر بلا لحاظ مذہب و مسلک اس قومی کاز کیلئے ایک ہو گئے۔ سب کشمیری، عوام و خواص بھارت کی طرف سے ۱۳، اگست ۱۹۴۸ء اور (۵) پانچ جنوری ۱۹۴۹ء کو اقوام متحدہ میں پیش کی گئی قرارداد رائے شماری کے تئیں وعدہ کو پورا کروانے کیلئے بر سر احتجاج تھے مسلم متحدہ محاذ کو الیکشن میں عملاً کامیاب ہونے کے باوجود ناکامی کا اعلان کر کے مسلمانان کشمیر کے دلوں پر ایک اور زخم کاری بھارت کی طرف سے لگا جسکی وجہ سے حصول حق رائشماری کیلئے عسکری تحریک شروع ہوئی پھر کیا ہوا لاکھوں نوجوان مزاروں کی زینت بن گئے، عورتیں بیوہ ہو گئیں، بچے یتیم ہو گئے اور مسلۂ کشمیر کی گونج دنیا کے تمام ایوانوں سے سنائی دینے لگی۔ غرض ہر کشمیری کی توجہ اسی تحریک پر مرکوز تھی۔ دینی جماعتوں نے بھی حصول حق رائے شماری کو ہی اپنا مشن بنالیا تو اِسی دوران کپواڑہ اور بانڈی پورہ کے علاوہ سرینگر و دیگر مقامات پر دیوبند سے فارغ شدہ کچھ علماء نے مدارس قائم کئے جو تحریک آزادی سے بالکل دور رہ کر اور یہاں پر عقائد اسلاف کے برخلاف حنفیت کی آڑ میں درپردہ وہابیت کا کام پھیلاتے رہے چند ذی علم اور ذی فہم افراد پہلے سے ہی انکے رنگ ڈھنگ سے واقف تھے لیکن عوام اہل سنت اُنکے اصل چہرے کو پہچان نہ سکی کیونکہ

بہ مصداق "ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور" ان دیوبندی حضرات نے اولیاء کرامؒ کا مشن چلانے کے نام پر حضرت شاہ صاحب کشمیریؒ کے نام کی دُہائیاں دے دے کر ہی مدارس قائم کئے اسطرح اپنے آپکو اولیاء و صلحاءؒ کے مشن کے وارثین جتلا کر اپنے خفیہ مشن کا آغاز کیا۔ کام شروع ہوا، جم گیا پھر دھیرے دھیرے اپنے چھپائے ہوئے عقائد باطلہ کا اظہار کر کے یہاں کے موروثی طریقوں اور مسلمانان اہل سنت کے عقائد کو بدعت اور شرک کہہ کر ایسی ایسی باتیں کہنا اور تحریر کرنا شروع کیا جن سے مسلمانان وادی کے دل مغموم ہوئے اور اکابر علماء اہل سنت کی لکھی ہوئی تحریریں مجروح ہوئیں۔ حد تو یہ ہے کہ اب یہ لوگ اپنے اصل چہرے کا اظہار اعلانا کرنے لگے ہیں اسی لئے لازم بن گیا کہ ان کو قرآن و حدیث سے دلائل دینے کے علاوہ دیوبندی مکتب فکر کے ہی اکابرین کی تحریروں کا آئینہ دکھائیں تا کہ یہ لوگ اپنی منافقانہ روش سے باز آجائیں اور سواد اعظم عوام اہل سنت انکی منافقت سے خبردار ہو کر ان کے فتنوں سے محفوظ رہیں۔ (انشاء اللہ)

آئیے <u>پہلے اس کتاب کے ہر صفحہ کو ذہن میں تازہ کرتے ہوئے آئینہ دکھانے کا آغاز علماء دیوبند کشمیر کے شیخ الکل دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کے مفتی نذیر احمد صاحب سے کرتے</u> ہیں وادی سے شائع ہونے والے ایک ماہنامہ رسالہ "**الحیات**" کے سوال و جواب کالم میں مفتی نزیر صاحب کے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے متعلق خیالات جانئے: "ماہنامہ **الحیات**" سرینگر جولائی ۲۰۰۷ء "الحیات مجلس"، صفحہ نمبر ۲۸۔

(**سوال**) جو مفتی نذیر احمد سے پوچھا گیا: "حضرت شیخ عبدالوہاب نجدی کے بارے میں معلومات مطلوب ہیں؟

(**جواب از مفتی نذیر احمد**) "شیخ محمد ابن عبدالوہاب نجدی سعودی عرب کے صوبہ نجد میں تمیمی خاندان میں ۱۱۱۵ھ میں پیدا ہوئے اپنے والد سے علوم شریعت پڑھے اور اسکے بعد اپنی پوری عمر میں بدعات و شرکیات کیخلاف عظیم محنت کی۔ عقائد میں آپ اہل سنت والجماعت اور مسائل میں آپ حنبلی مقلد تھے آپکی مشہور کتاب "کتاب التوحید" ہے اسکے علاوہ اور بہت سے رسائل لکھے مختصر سیرت رسول بھی لکھی۔ ۱۲۰۶ھ میں وفات ہوئی۔ تفصیلی حالات کیلئے مولانا مسعود عالم ندوی کی کتاب پڑھئے جس کا نام "شیخ محمد ابن عبدالوہاب ایک بدنام مصلح"۔ (یہاں پر مفتی نذیر صاحب کا جواب ختم ہوا)۔

جناب مفتی نذیر صاحب کہتے ہیں کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی اہل سنت والجماعت سے تھے اور اس نے بدعات و شرکیات کے خاتمہ کیلئے زبردست تحریک چلائی۔ اوپر مفتی صاحب کے فتویٰ کو من وعن آپ کے سامنے پیش کیا گیا۔

اب آگے چلئے ''الحیات'' مئی ۲۰۱۰ صفحہ نمبر ۵۵۔۵۴۔۵۳ پر مفتی نذیر صاحب ایک سائل حیدر علی ساکن ابوبکر کالونی، بمنہ، سرینگر کے پوچھے گئے سوالات میں جواب دیکر اپنے وہابی ہونے کی عملی تصدیق کرتے ہیں اور اعلانا حق کو چھپا کر جعلسازی کے مرتکب ہو رہے ہیں حد تو یہ ہے کہ اپنے ہی اکابر کے مشرک ہونے کا کھلم کھلا اعلان بھی کرتے ہیں۔

آیئے پہلے من وعن ''ماہنامہ الحیات'' جلد نمبر ۹، شمارہ نمبر ۵، مئی ۲۰۱۰ء میں درج دو سوالات از حیدر علی ساکن بمنہ اور انکے جوابات از مفتی نذیر صاحب کو من وعن آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

سوال: ہماری مسجد شریف میں کچھ حضرات براہ راست اولیائے کرام انبیائے کرام اور دیگر بزرگانِ دین سے اپنی حاجات، اپنی مرادیں اور اپنی مشکلات حل کرنے کی استدعا کرتے ہیں، استعانت طلب کرتے ہیں، خانہ آبادی کی درخواست و دعا مانگتے ہیں کیا سرور کائنات ﷺ نے ایسا کرنے کی اجازت دی ہے؟ کیا خالق اور مخلوق میں درجہ بندی کیلئے کوئی حد فاصل مقرر کی گئی؟ یا مسلمانوں کو شتر بے مہار کی طرح کھلی چھوٹ دی گئی ہے کہ مخلوقات میں سے جس کسی سے اپنی خانہ آبادی کیلئے حل مشکل کیلئے، امداد و اعانت کیلئے اللہ کو ایک طرف چھوڑ کر تم جو بھی چاہو، براہ راست انبیائے کرام سے لے کر بزرگانِ دین تک، جواب دنیائے فانی سے پردہ کر چکے ہیں، مانگ سکتے ہو اور حاجت روائی کی فریاد کر سکتے ہو؟ (حیدر علی، ابوبکر کالونی بمنہ)

مفتی نذیر صاحب کا جواب: ''اس کائنات کا خالق و مالک صرف ایک ہے اور وہ اللہ کی ذات وحدہ لاشریک ہے۔ وہ اپنے معبود ہونے، رازق ہونے، مشکل کشا ہونے اور حاجت روا ہونے میں بھی وحدہ لاشریک ہے اس کی ذات و صفات ہر شریک سے ماوریٰ ہے قرآن کریم کی دعوتِ توحید کا مفہوم اور امتیاز یہی ہے کہ اس کائنات کے بنانے میں بھی، اس کے چلانے میں بھی اور انسانوں کا ملجا و ماویٰ ہے اس لئے اللہ کے علاوہ کسی اور سے حاجت روائی یا مشکل کشائی کی دعا نہ خود نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے، نہ کسی صحابی سے نہ کسی امام و محدث سے اور نہ ہی کسی ولی کامل یا مرد

صالح سے، لاعلمی و جہالت یا صحیح و مکمل عقیدۂ توحید سے محرومی کی وجہ سے اگر اللہ کی ذات کے علاوہ اگر کسی اور سے استغاثہ کیا جا رہا ہے تو یہ عقیدۂ توحید کے سراسر منافی ہے، جو (شرک ہونے کے سبب) بدترین گناہ ہے۔ دعا کے لئے سب سے بہتر اور افضل صورت یہ ہے کہ صرف قرآنی دعائیں اور حضرت نبی کریم ﷺ سے منقول مسنون دعائیں ہی مانگی جائیں۔ یہ دعائیں حصن حصین، الحزب الاعظم، الاذکار الامام نووی وغیرہ کتابوں میں موجود ہیں اور احادیث کی کتابوں میں ان کا مستقل حصہ موجود ہے''۔

سوال: ہماری مسجد کے امام صاحب اکثر و بیشتر نعت خوانی کرتے وقت، دعائے صبح پڑھتے وقت اور دعائیں مانگتے وقت ''حضور پرنور جناب خود تشریف اشرف لاکر ہماری مرادیں پوری کیجئے، ہماری دادرسی فرمایئے، دشمنوں کے خلاف یا تو خود تشریف لاکر ہماری مدد کیجئے، یا صحابہ کرام میں سے کسی کو بھیجئے، ہمارے گناہ معاف فرمائے، ہمارے برے اعمال کو ہمارے نامہ اعمال سے مٹا دیجئے'' کہتے رہتے ہیں۔ کیا نعت شریف میں توصیف و تعریف محمد ﷺ کے دائرے سے نکل کر یہ سب کچھ مانگنے کی کوئی شرعی سند ہے۔ میں حنفی مسلک سے تعلق رکھتا ہوں اور ہماری امامت کرنے والے امام صاحب بھی حنفی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔ (ایضا)

جواب: ''نعت اور دعا میں واضح اور واشگاف فرق ہے۔ نعت درحقیقت کمالات نبوت، اوصاف نبوی اور امتیازات و معجزات کا بیان ہے، جب کہ دعا اپنی ضروریات پورا کرنے کی درخواست کا نام ہے۔ جس نعت میں نبی ﷺ کی ذات مقدس سے اپنی ضروریات پورا کرنے اور مشکلات دور کرنے کے لیے تشریف لانے کی درخواست کی گئی ہو، وہ نہ تو نعت ہے اور نہ ہی یہ محبت رسول کی کوئی قسم ہے، نہ صحیح العقیدہ مسلمان شعراء سے اس طرح کا نعتیہ کلام صادر ہوتا ہے۔ دراصل نعت ایک نہایت ایمان افروز، فرحت بخش، دلآویز اور شیریں صنف سخن ہے، مگر سب سے نازک صنف بھی ہے۔ اس میں افراط و تفریط دونوں نہایت خطرناک ہیں۔ وقت صبح تلاوت قرآن، تسبیح اور دعاؤں کا وقت ہے، اس لئے اس میں یہ تینوں اعمال اس طرح انجام دینے چاہیں جیسے دور رسالت، دور صحابہ اور تمام اہم طبقات مثلاً فقہاء، محدثین اور اولیاء امت کے طرز عمل سے ثابت ہے۔ درحقیقت صرف جماعت کی نماز اجتماعی عمل ہے۔ اس کے علاوہ تلاوت قرآن، تسبیح و مناجات اور دعائیں انفرادی عمل ہیں۔ بہر حال ایسی نعتیں جو نعت کی حدود سے نکل کر مناجات و التجاء بن جائیں، وہ نعتیں پڑھنا

درست نہیں ہے، پھر صبح کے اذکار میں ایسے کلام کو اگر عبادت کی نیت سے پڑھا جائے تو اور بھی زیادہ خطرناک ہے، جس سے بچنا ضروری ہے۔

مفتی صاحب کے جوابات سے جو نکات ظاہر ہوئے اُن پر کچھ تبصرہ کرنا ناگزیر بن گیا ہے جنکو ذیل میں رقم کر رہا ہوں۔

(۱) پہلے سوال کا جواب) محمد ابن عبدالوہاب نجدی عقیدہ اہل سنت والجماعت سے ہیں اور اس نے پوری عمر بدعات وشرکیات کیخلاف عظیم محنت کی۔ (مفتی نذیر احمد)

(۲) دوسرے سوال کا جواب) اللہ کے علاوہ کسی اور سے حاجت روائی یا مشکل کشائی کی دعا نہ خود نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے، نہ کسی صحابی سے نہ کسی امام ومحدث سے اور نہ ہی کسی ولی کامل یا مرد صالح سے، لاعلمی وجہالت یا صحیح ومکمل عقیدۂ توحید سے محرومی کی وجہ سے اگر اللہ کی ذات کے علاوہ اگر کسی اور سے استغاثہ کیا جا رہا ہے تو یہ عقیدۂ توحید کے سراسر منافی ہے، جو (شرک ہونے کے سبب) بدترین گناہ ہے۔ (مفتی نذیر احمد)

(۳) تیسرے سوال کا جواب) جس نعت میں نبی ﷺ کی ذات مقدس سے اپنی ضروریات پورا کرنے اور مشکلات دور کرنے کے لیے تشریف لانے کی درخواست کی گئی ہو، وہ نہ تو نعت ہے اور نہ ہی یہ محبت رسول کی کوئی قسم ہے، نہ صحیح العقیدہ مسلمان شعراء سے اس طرح کا نعتیہ کلام صادر ہوتا ہے۔ (مفتی نذیر)

نـــوٹ: اگر یہی بات علماء اہلحدیث یا جماعت اسلامی سے وابستہ حضرات فرمائیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں کیونکہ ان حضرات کا تو مسلک ومشرب ہی محمد ابن عبدالوہاب نجدی کی فکر پر مبنی ہے وہ اس بات میں بڑی حد تک نہ تقیہ کرتے ہیں نہ کتمان۔ جبکہ مفتی نذیر احمد صاحب کے یہ جوابات قرآن وحدیث کے علاوہ انہی کے مکتب فکر کے علماء کے بالکل برخلاف ہیں بلکہ دیوبند کے اکابرین سے اصاغرین تک سب علماء سے ایسی تحریریں ثابت ہیں اور کتب میں آج بھی موجود ہیں کہ جن کی وجہ سے وہ علماء، مفتی نذیر صاحب کے نزدیک مشرک، جاہل اور بدعقیدہ ہوگئے آیئے مفتی نذیر صاحب کو ذرا آئینہ دکھاتے ہیں اور اسکے تقیہ وکتمان سے پردہ اٹھاتے ہیں۔ ان حضرات دیوبند کے دورُخ دیکھ کر تو ہر صاحب عقل وفہم یہی کہے گا۔

صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

آیئے پہلے مفتی نذیر صاحب کے سوال نمبر ا، یعنی محمد ابن عبدالوہاب نجدی کے بارے میں دیئے گئے جواب کو دیکھتے ہیں۔

ا) محمد ابن عبدالوہاب نجدی عقائد اہل سنت والجماعت سے ہیں اور اس نے پوری عمر بدعات وشرکیات کیخلاف عظیم محنت کی۔

مذکورہ بالا جواب کو گزشتہ صفحات کے باب سوم میں رقم کیے گئے علماء عرب وعجم کے خیالات کیساتھ ملایئے آپکو ایک عجیب سا تضاد محسوس ہوگا کہ اگر محمد ابن عبدالوہاب کے بارے میں مفتی نذیر صاحب کے خیالات صحیح ہیں تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ علامہ شامی سے لیکر علامہ انور شاہ کشمیریؒ تک بے شمار علماءِ عرب وعجم نے محمد ابن عبدالوہاب کو غیر سنی اور مسلمانوں کا قاتل، اور فاسق وغیرہ قرار دیا ہے اسکے برعکس مفتی نذیر صاحب نے محمد ابن عبدالوہاب کو سنی اور اسکی کشت وخون کی تحریک کو رد بدعات وشرکیات کی تحریک قرار دیکر، کیا ان سارے علماءِ عرب وعجم کو رد کیا ہے؟ یا اپنی کم علمی اور منافقت کا ثبوت دیا ہے؟ چند دلائل محض یاد دہانی کیلئے یہاں پیش کر کے ذرا مفتی نذیر صاحب سے پوچھتے ہیں۔

ا۔ کشمیر کے مایہ ناز عالم دین اور قطب وقت حضرت شیخ احمد صاحب تارہ بلی جو خروج وہابیت کے وقت مسند آرائے ولائت تھے اس وقت کے میر واعظ کشمیر مولوی یحییٰ صاحب کو خط میں وہابی کے بارے میں یوں لکھتے ہیں:

> کسی بھی ولی کا کوئی بھی کام حکم الٰہی، امر نبوی اور مسلک اُمت سے باہر نہیں ہے اعتراض اور انکار کرنے والا اندھا ہے اور اُس کا دل تاریک اور کالا ہے شک کرنے والے وہابی کی توڑ کرنے کی جسارت کرتے ہوئے میں کہتا ہوں کہ انبیاء کرام خود بذات اور اولیائے عظام اُن کی پیروی کے طفیل دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سمندر اور منبع ہیں اور انوار الٰہی کا سورج انہی سے طلوع ہوتا ہے۔ (از تحفۃ الاکملیہ)

۲۔ اسکے بعد کشمیر کے ہی علامۃ الدہر حضرت شیخ احمد واعظؒ جو کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے جانشین اعظم وفرزند اکبر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ وارث مسند درس وامام آفاق حضرت شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی مہاجر مدنیؒ کے شاگرد خاص عالم وفاضل وفقیہہ کامل، واقف علوم نقلیہ وکاشف رموز عقلیہ، محقق ربانی، محدث لاثانی، گذرے ہیں نے مکمل ایک منظوم رسالہ فارسی زبان میں وہابیت کے رد میں لکھ ڈالا جس کا نام "نجوم الشھابیہ رجوم للوھابیہ" ہے اس

کتاب کی پہلی تمہیدی نظم آپ نے گذشتہ اوراق میں پڑھی ہوگی یہاں پر آپ کی یاد دہانی کیلئے پھر سے چند اشعار کتاب کے صفحہ نمبر ۲ سے قلمبند کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں آپ سے کہ کیا فرماتے ہیں آپ مندرجہ ذیل اشعار کے بارے میں:

''نجوم الشہابیہ'' از شیخ احمد واعظؒ سے نقل کی گئی ابتدائی تمہیدی نظم''

بعد حمد و نعت پیغمبر ہمیگوید مرام — شیخ احمد احقر خدام اعلام الکرام
باد واضح بر تو ایصاحب صراط مستقیم — ایں مقالہ لا بدیہ ناہجہ نہج قویم
ایں ذرر ہائے غرر را چیدہ از بحر علوم — کردہ ام منظوم بہر ردّ نجدیٔ ظلوم
یعنی ال سر دفتر وہابیانِ ملحدین — خائنان شرع و دین و فاسدین و مفسدین
ہم مہین انبیاء چوں صائبہ وہابیہ — منکرین اولیاء ہم آں قرودِ رابیہ

خویش را خواندہ موحد مثل اہل اعتزال
مسلماںرا مشرکین خوانند آں اہل ضلال

(نجوم الشہابیہ صفحہ نمبر ۲)

۳۔حضرت شیخ احمد واعظؒ کے ان ابتدائی منظوم کلمات کے بعداب اسی کتاب کا منظوم کشمیری ترجمہ جو حضرت علامہ صدیق اللہ صاحب حاجنیؒ نے ''نجوم الھدیٰ رجوم لاہل الطغیٰ'' کے نام سے کیا تھا سے بھی پہلی نظم کے کچھ اشعار ''صفحہ نمبر ۲'' سے یہاں ملاحظہ فرمائیں

روز آہستہ کر مہ بیتابی — بسند بوز ردّ وہابی
چھنہ خواہش میہ شاعری باون — بحث لاگن سخنوری باون
میہ چھ مطلب عمل بقول رسول — چھی معاف جبل وتن یہ مقول
حضرتن دوپ زِ بیلہ تن بدعت — تم ہتم بروٹھمین کرن لعنت
آسہ علماہ یمس سُو نون باوی — تمہ دوہہ علم یُس کھٹھ تھاوی
زن کھٹھ تھوو تم یہ کور نازل — خالقن پر محمدِ فاضل ﷺ

قوم نجدی کران چھی لعنت
برٹھمن کیہ چھے ہتمی ہنز کتھ

(نجوم الھدیٰ صفحہ نمبر ۲)

جناب مفتی نزیر صاحب: یہ کشمیر کے اولوالعزم علماء کرام کا اشارہ آپ کو اس لئے دیا ہے تا کہ آپ کشمیر کی قدیم علمی تاریخ سے ذرا واقف ہوجائیں اور جان لیں کہ ان علماء کے اولا دان متعلقین، محبین اب بھی موجود ہیں اور انکی تصنیفات آج بھی نہ جانے کتنے اندھیرے دلوں میں شمع فروزان بن کر روشنی کئے ہوئے ہیں۔اسلئے کشمیر میں جب آپ قلم چلائیں یا زبان، مشورہ یہ ہے کہ ہوشیار باش۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۴۔اب آیئے آپ کو ابن عبدالوہاب نجدی کے ہی زمانہ کے جلیل القدر عالم دین و فقیہہ جنکی شامی شریف سے ہی مفتیان کرام فتوٰی دیتے ہیں یعنی علامہ سید محمد امین بن عمر معروف بہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۶ھ نے'' درمختار'' کی شرح'' رد المختار'' معروف بہ شامی شریف مطبوعہ ۱۲۴۹ھ کی تیسری جلد: باب البغات، صفحہ ۲۲۸ ابن عبدالوہاب نجدی کے بارے میں لکھا ہے :

'' کما وقع فی زماننا فی اتباع ابن عبد الوهاب الذین قد خر جوامن نجد و تغلبوا علیٰ الحرمین و کا نوا ینتحلون مذهب الحنا بلة لکنهم اعتقد وا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقاد هم مشر کون و استحابوا بذالک قتل اهل السنة وقتل علمائهم.'' (متوفی ۱۲۵۲ھ: ۱۸۳۶ء)

'' جیسا کہ ہمارے زمانہ میں پیش آیا ہے کہ نجد سے عبدالوہاب کے پیروان نکلے اور اُنہوں نے حرمین پر قبضہ کیا۔وہ اپنے کو اگر چہ حنبلی کہتے ہیں لیکن اُنکا عقیدہ یہ ہے کہ مسلمان صرف وہی ہیں اور جو بھی انکے عقائد کیخلاف ہو وہ مشرک ہے، بنا بریں اُنہوں نے اہل سنت کو اور اُنکے علماء کو قتل کرنا مباح (جائز) قرار دیا ہے۔''

۵۔مکتب فکر دیوبند کے خاتم المحد ثین حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ محمد ابن عبدالوہاب نجدی کے بارے میں فیض الباری جلد ۱، صفحہ ۱۷۰ میں لکھتے ہیں:

اما محمد بن عبدالوهاب نجدی فانه کان رجلاً بلیداً قلیل العلم یتسارع الی الحکم بالکفر '' لیکن محمد ابن عبدالوہاب نجدی بے وقوف اور کم علم شخص تھا۔کافر کہنے کے حکم میں بڑا جلد باز تھا۔''

۶۔مکتب فکر دیو بند کے شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنی صاحب اپنی مشہور کتاب ''الشہاب الثا قب'' صفحہ ۴۲ پر محمد ابن عبدالوہاب نجدی کے بارے میں یوں رقم کرتے ہیں!

صاحبو! محمد ابن عبدالوہاب نجدی ابتدا تیرھویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ یہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا، اس نے اہل سنت الجماعت سے قتل و قتال کیا۔ انکو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا، انکے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا، انکے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں۔ سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے، بہت سے لوگوں کو بوجہ اسکی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اسکے اور اسکی فوج کے ہاتھوں شہید ہوگئے اور الحاصل وہ ایک ظالم اور باغی، خونخوار، فاسق شخص تھا۔ (کتاب: الشہاب الثاقب صفحہ ۴۲)"

اُوپر کے یہ سبھی علماء بالخصوص علامہ شامیؒ جنکی ردالمختار سے ہی مفتی نذیر صاحب فتویٰ دیتے ہیں اور آخرالذکر دونوں علماء یعنی علامہ کشمیریؒ اور حسین احمد مدنی صاحب تو دیوبند کی دستار ہیں مذکورہ بالا سبھی حضرات محمد بن عبدالوہاب کو اہل سنت عوام کا قاتل، نئے مسلک کا بانی، بے وقوف اور فاسق کہتے ہیں تو کیا مذکورہ بالا حضرات اور اسکے علاوہ جتنے بھی علماء کا تذکرہ گزشتہ صفحات میں ہوا ہے بے علم تھے کیا اُنہوں نے غلطی کی ہے کہ ابن عبدالوہاب کے متعلق یہ الفاظ لکھے ہیں۔ یا مفتی نذیر احمد غلطی پر ہیں؟

یہاں تک یہ اسی کتاب کے گذشتہ صفحات سے یاددہانی کیلئے کچھ تصویریں تھیں اب آیئے مفتی صاحب کو ان کے ہی اکابران ہی کی کتابوں سے کچھ اور تصویریں دکھاتے ہیں:

(۱) کتاب "ملفوظات محدث کشمیری صفحہ نمبر ۱۹۴" میں درج ہے کہ مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری حج پر گئے ساتھ میں عبدالقادر صاحب بھی تھے تو مولانا خلیل احمد صاحب کی "بذل المجہود" کا جو حصہ طبع ہو چکا تھا اس پر نجدیوں نے قبضہ کرلیا۔ تو مولانا خلیل احمد صاحب ابن سعود سے ملے اور کتاب چھڑوا کر لائے فقط اسلئے (ضبط کی گئی) کہ حضور ﷺ کے اسم مبارک کیساتھ تم لوگ "سیدنا" کیوں کہتے ہو؟ اسکا ثبوت کہاں ہے؟

تو ان سوالات کے جواب میں مولانا خلیل احمد صاحب نے حدیث "انا سید ولد ادم ولا فخر" پڑھی پھر فرمایا کہ کیا اس میں "انا سید" کا لفظ نہیں آیا ہے؟ تو نجدی لاجواب ہوگئے۔ (مطالعہ کیجئے ملفوظات محدث کشمیری کے صفحہ ۱۹۴ پر یہ واقعہ تفصیل سے آیا ہے خود دیکھ لیجئے اور ذرا بتائیں لفظ "نجدی" سے کس فکر کے لوگ مراد ہیں؟

(۲) آیئے آپکو دیوبند کے شیخ المشائخ (رشید احمد گنگوہی صاحب کی ایک اور تصویر دکھاتا ہوں اور فیصلہ آپ پر چھوڑتے ہیں کہ بتائیں گنگوہی صاحب اس واقعہ کی رُو سے وہابی کے نزدیک مشرک ہیں یا مومن؟ کیا یہ وہابی نہیں؟

"تذکرۃ الرشید صفحہ ۲۱۷ ناشر دارالکتاب دیوبند" لکھتے ہیں کہ "حضرت امام ربانی (یعنی رشید احمد گنگوہی) تبرکات کے نہایت قدردان تھے حق تعالیٰ نے آپکو تبرکات بھی وہ عطا فرمائے تھے جنکا دوسری جگہ وجود نہ تھا مقام ابراہیم جسکی زیارت سے حرم محترم میں بھی ہزارہا مخلوق محروم رہتی ہے اور اگر زیارت ہوتی ہے تو عموماً رشوت دیکر جو معصیت ہے اسکا ٹکڑا آپکے پاس تھا جسکو خدام کی خواہش پر آپ صندوقچی سے نکالتے اور پانی میں ڈالکر نکال لیتے اور پانی کو مجمع میں تقسیم کروایا کرتے تھے اس انمول تبرک کی آپکو اس درجہ محبت وقدر تھی کہ کبھی معتبر سے معتبر خادم کے بھی حوالے نہیں فرمایا جس وقت آپ اسکی زیارت کراتے تو مسرت سے باغ باغ ہوجاتے بمقتضائے "واما بنعمة ربك فحدث" آپ نے بارہا یہ الفاظ فرمائے کہ مجھے حق تعالیٰ نے وہ شئی عطا فرمائی ہے جو دوسروں کے پاس نہیں ہے آپکے پاس بیت اللہ زاداللہ شرفاً نعمتاً کی مقدس چوکھٹ کا چھوٹا سا ایک ٹکڑا بھی تھا اسکی محبت وقدردانی بھی اس درجہ کی تھی بلکہ شاید اس سے بھی کچھ زیادہ۔ اعلیٰ حضرت حاجی صاحبؒ کا عطا فرمایا ہوا جبہ بھی آپکے پاس تھا یہ بھی انہی تبرکات کے صندوقچے میں رہتا تھا۔ جس وقت آپ اُسکو نکالتے تو اول خود دستِ مبارک میں لیکر اپنی آنکھوں سے لگاتے پھر یکے بعد دیگرے دوسروں کو سر پر رکھنے کا موقع عطا فرماتے تھے، اُسوقت آپ پر ایک خاص کیفیت ظاہر ہوتی اور یوں فرمایا کرتے تھے کہ اُسکو کئی سال حضرت نے پہنا اور پھر مجھ کو خصوصیت کیساتھ عطا فرمایا تھا جو شخص لیکر آیا تھا اُسے یوں کہلا بھیجا تھا کہ اُسکو پہننا، سو کبھی کبھی تعمیل ارشاد کو پہنا کرتا ہوں تبرک ہے رکھ چھوڑا ہے۔

اگر وہابی بقول مفتی نذیر کے بدعتیں مٹانے والا تھا تو آپکا محمد بن عبدالوہاب نجدی کتاب التوحید اور بقیہ کتابوں میں تفصیل سے لکھتا ہے کہ مقدس مقامات کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ سعودی عرب میں اماکن مقدسہ ابن عبدالوہاب نجدی اور اُسکے حواریوں نے مٹا ڈالے اور ان جگہوں کو نعوذ باللہ بتوں سے تشبیہ دی ہے کتاب التوحید میں مفصل آیا ہے گویا یہ مقدس مقامات بدعت اور آپکے ابن عبدالوہاب نجدی ہی نے اُنکو مٹایا۔

تو مفتی نذیر صاحب ذرا بتائیں دل پر ہاتھ رکھ کر! کیا محمد ابن عبدالوہاب نجدی کے نزدیک رشید احمد گنگوہی صاحب کے مذکورہ بالا واقعات شرک و بدعت نہیں ہیں؟ وہابی نے تو ایسی حرکات کرنے والوں کو شرک کا لیبل لگا کر قتل کروایا اب بتائیں دیوبندی مکتب فکر کے بڑے شیخ رشید احمد گنگوہی صاحب آپکے وہابی صاحب کے نزدیک کیا ٹھہرے؟

(۳) آیئے ذرا ماضی قریب کی طرف پلٹیں اور جناب اسعد مدنی صاحب کی قیادت میں دہلی میں منعقد ہونے والی" **تحفظ سنت کانفرنس**" ۲۰۰۱ء کے بارے میں آپکو کچھ یاد دلاؤں۔ پوری روداد کیلئے آپ اپنے ہی دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کے ترجمان ماہنامہ النور اگست ۲۰۰۱ء کا مطالعہ کریں۔

"۳/۴ مئی ۲۰۰۱ء کو دہلی میں اسعد مدنی مرحوم کی قیادت وصدارت میں ایک کانفرنس بعنوان" **تحفظ سنت** "منعقد ہوئی جس میں دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مولانا مرغوب الرحمن صاحب نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ اس کانفرنس میں مدرسہ رحیمیہ بانڈی پورہ کے ناظم جناب مولوی رحمت اللہ صاحب بھی موجود تھے اور اگست ۲۰۰۱ء کے ماہ نامہ "**النور**" میں اسکی پوری روداد بھی آئی ہے اسکے علاوہ دارالعلوم بلالیہ کے مفتی عبدالرشید صاحب نے اس کانفرنس کی روداد کو "غیر مقلدیت پر ایک نظر" کے عنوان سے ایک رسالہ کی صورت میں شایع کیا ہے اگرچہ مفتی رشید صاحب آف بلالیہ نے اس رسالہ میں شایع کرنے والے کا نام اور پتہ لکھنے کے بعد نا معلوم وجوہات کی بنا پر سیاہی سے مٹا کر تصنیفی خیانت کر کے اپنے "مضبوط ایمان" کا ثبوت بھی پیش کیا ہے یہ بھی بتا دوں کہ اس کانفرنس کے انعقاد کی وجوہات یہ ہیں کہ ایک اہلحدیث طالب الرحمن سلفی نے کتاب "الدیوبندیہ" لکھ ڈالی جسکو پھر انہوں نے عربی میں ترجمہ کرا کے عالم عرب میں خوب اشاعت کی اس کتاب میں متعلقین دیوبند کو بدعتی، قبوری وغیرہ کہا گیا ہے اسکے علاوہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرنے والے شمس الدین سلفی کا مقالہ "**جهود علماء الحنفيه في ابطال عقائد القبورية**" جو تین جلدوں میں شائع ہوا کی بھی خوب اشاعت کی گئی انہی کتابوں کی وجہ سے سعودی عرب میں فکر دیوبند مشکوک بنی جسکی وجہ سے علماء دیوبند کو طرح طرح کے مشکلات سے دوچار ہونا پڑا اسی لئے یہ کانفرنس منعقد کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اس مختصر تمہید کے بعد اب آیئے توجہ طلب اُصل بات کی طرف کہ کانفرنس میں علماء سے مخاطب کرتے ہوئے اہلحدیثوں کے بارے میں بہت ساری باتیں کہیں گئی ہیں جن میں سے ایک بات یہ بھی ہے۔

"کہ یہ فرقہ (یعنی اہلحدیث) اپنے آپکو اہلحدیث بتاتا ہے جبکہ تمام مسلمان اسے غیر مقلد وہابی، اور لامذہب کہتے ہیں"۔

(ماخوذ از ماہنامہ النور دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ اگست ۲۰۰۱ صفحہ ۱۵)

جناب مفتی نذیر صاحب! اسعد مدنی صاحب نے دیوبند کے دشمنوں یعنی اہلحدیثوں کو مسلمانوں کے مطابق "غیر مقلد، وہابی اور لامذہب" کے نام سے یاد کیا ہے جناب مفتی صاحب! غیر مقلد تو سمجھ میں آ گیا مگر لفظ وہابی اور اسکے لامذہب ہونے کی تشریح ذرا آپ فرمائیں؟ کیا یہ وہی وہابی ہیں جسکو آپ سنتیں زندہ کرنے والا اور بدعتوں کو مٹانے والا کہتے ہیں گویا آپکے اکابرین اُسکو لامذہب کہتے ہیں اور ایک آپ ہیں کہ اُسکو بامذہب کہتے ہیں علماء دیوبند کی اسی منافقت کو دیکھ کر تو بس یہ شعر زبان پر آتا ہے۔

خداوندا یہ تیرے سادہ لوح بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

(۴) اب آیئے اسی "ماہنامہ النور" کے اُس اداریہ کو یہاں قلمبند کرتا ہوں جو سن ۱۹۹۹ء مہینہ اگست مطابق جمادی الاول ۱۴۳۰ھ کو شائع ہوا شمارہ نمبر: ۶: جلد: ۱۲ ہے اسکا اداریہ

"نصاب تعلیم کی کتاب میں وہابی تحریک کا عنوان"

مولوی محمد رحمت اللہ میر صاحب ناظم مدرسہ رحیمیہ بانڈی پورہ اس اداریہ میں اسکولوں میں سوشل سائینس مضمون کیلئے پڑھائی جانے والی کتاب "جدید ہندوستان" میں ایک باب ہندوستانی قومی تحریک کا فروغ" میں لکھی گئی ایک بات پر بڑا واویلا کر رہے ہیں وہ بات کیا ہے؟ اداریہ کی مندرجہ ذیل سطور میں خود پڑھئے۔

ماہنامہ النور کے اداریہ صفحہ ۴/۳ پر "جدید ہندستان" سے لی گئی عبارت اسطرح ہے۔

"۱۸۵۷ء کے بعد کافی دنوں تک انگریزی حکومت کیخلاف مسلح بغاوتیں ہوتی رہیں تم سید احمد بریلوی کی بغاوت کے بارے میں پڑھ چکے ہو اس بغاوت کو وہابی تحریک کہتے ہیں ۱۸۵۷ء کی بغاوت کے بعد بھی کافی عرصہ تک تحریک چلتی رہی۔ انیسویں صدی آخری دہائی میں اُس بغاوت کو دبایا گیا۔ اُسکو دبانے کیلئے انگریزوں کو ہزاروں فوجیوں کی ضرورت پڑی کچھ وہابی رہنماؤں نے سہارنپور کے نزدیک دیوبند میں ایک اسکول قائم کیا اُنہوں نے فیصلہ کیا کہ اسکول کیلئے انگریزی سرکار یا اُسکے حمایتیوں سے کوئی مدد نہیں لیں گے۔"

(صفحہ ۱۳۲: جدید ہندوستان: ماخوذ از: النور اگست ۱۹۹۹ء صفحہ ۴-۳)

جناب مدیر رسالہ مولوی رحمت اللہ صاحب دیوبند کیساتھ وہابی کی نسبت لگانا ہی حرام سمجھتے

ہیں جیسا کہ اُسی اداریہ میں صفحہ۴ پر یوں لکھتے ہیں۔ ''کیا وہابی تحریک کو گھما پھرا کر علماء دیوبند کے نام کیساتھ نتھی کر دینا صحیح ہے؟ (عبارت ختم ہوئی النور کی)

گویا مولوی رحمت اللہ صاحب بالکل برداشت نہیں کرتے ہیں کہ دیوبند اور وہاں کے علماء کو کوئی وہابی کہے نعوذ باللہ اس سلسلے میں اپنے موقف کے ثبوت میں صفحہ ۵ پر ایک واقعہ درج کرتے ہوئے لکھتے ہیں

سعودیہ میں شیخ محمد ابن عبدالوہاب نجدی (جن کیطرف وہابی تحریک منسوب ہے) کے افکار کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی صورتحال کے مقابلے میں جب علماء دیوبند کا مؤقر وفد وہاں کے علماء کو بعض مخصوص مسائل میں اہل سنت والجماعت اور اکابر دیوبند کے موقف کو پیش کرنے کیلئے بھیجا گیا تو حضرت شاہ صاحب نے اپنی علمی ترجمانی کیلئے حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی کو کیا کیا امور اور دلائل مستحضر کرائے تاریخ سے ادنیٰ مناسبت رکھنے والا شخص اُن سب چیزوں سے بخوبی واقف ہے (ختم ہوئی عبارت)

گویا علماء دیوبند نے وہابیت کیساتھ دو دو ہاتھ بھی کیے ہیں ماشاء اللہ۔ دیوبندیوں کو محمد بن عبدالوہاب کیساتھ نتھی کر کے یہ سبق کہ دیوبندی وہابی ہیں پھر چھوٹے چھوٹے بچوں کو پڑھا کر انکا ذہن خراب کیا جا رہا ہے مولوی رحمت اللہ صاحب ''صفحہ ۶'' پر یوں اس بات پر ماتم کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ریاست کے اسکولوں درجہ ہفتم اور ہشتم کے نصاب تعلیم میں شامل سوشل سائینس کے مضمون میں اس قسم کی غلط چیز جگہ پا جائے جس سے معصوم بچوں کے ذہن مسموم ہو جائیں یا غلط فہمی کا شکار ہو جائیں کہ دیوبندی مکتب فکر کو وہابی تحریک سے تعبیر کیا جائے۔ (ختم ہوئی عبارت)

غرض صاف ظاہر ہے کہ مولوی رحمت اللہ صاحب کے نزدیک دیوبندیوں کو وہابی کہنا غلط چیز اور قابل مذمت ہے اور بچوں کو اس طرح کی بات ذہنوں میں ڈالکر ان کے اذہان کو پراگندہ کیا جا رہا ہے۔

کیا اب میں یہ پوچھنے کا حق رکھتا ہوں جناب مولوی صاحب سے کہ اب آپ ہی کے ادارہ کے مفتی صاحب عبدالوہاب نجدی کی تعریفیں کر کر کے نوجوانوں کے ذہنوں کو مسموم کر رہا ہے۔ اسکے بارے میں مولوی رحمت اللہ صاحب کا کیا خیال ہے اگر آپکو قیامت میں زندہ ہونے کا یقین ہے تو جواب دیجئے؟

اور کیا میں اُن نوجوانوں سے پوچھ سکتا ہوں جو آنکھیں بند کر کے ان حضرات کے پیچھے پیچھے چل کر انکو اپنا مرکز ایمان بنا چکے ہیں انہی کو اپنا قبلہ مان چکے ہیں کیا کہتے ہیں اس دورنگی پر؟ خدا کی کتاب افلا تتفکرون ،افلا تتدبرون کہہ کر عقلوں کے بند دریچے کھولنے کی دعوت دیتی ہے تو پھر کیا بات ہے کہ ہم دین کے بارے میں داڑھی مونچھ دیکھ کر توکل کر بیٹھتے ہیں جبکہ معمولی پانچ سو کے نوٹ کو پچاس بار پرکھ لیتے ہیں کیا دین محمدی ﷺ کی کچھ بھی قدر نہیں ہے اب بھی وقت ہے جاگ جایئے اور اپنے اسلاف کی تعلیمات کی طرف رجوع کیجئے۔ میں تو بس بقول شاعر اتنا ہی کہوں گا کہ ۔

اپنا تو کام ہے جلاتے چلیں چراغ
رستے میں چاہے دوست یا دشمن کا گھر ملے

بہر حال جناب مولوی رحمت اللہ صاحب اپنے اس Editorial اداریہ میں دیوبند کیساتھ ''وہابی'' نسبت کرنے کو ''غلط چیز'' کہہ رہے ہیں اب مولوی رحمت اللہ صاحب ''غلط وہابی'' کا کچھ تعارف بھی کرا رہے ہیں اور حضرات علماء دیوبند خصوصاً شاہ صاحب کو ثبوت کے طور پر بھی پیش کر رہے ہیں۔ لیجئے ملاحظہ کیجئے اسی اداریہ کا ''صفحہ ۶'' دوسرا پیراگراف ''واضح رہے کہ وہابی کا اطلاق اس خاص فرقے اور طبقے پر ہوتا ہے جو سعودی عرب کے علاقہ نجد سے تعلق رکھنے والے شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے متبعین ہیں اور اُنکے افکار کے حامل ہیں۔ اکابر دیوبند میں سے حضرت علامہ انور شاہ کشمیری کا شیخ موصوف کے بارے میں کیا خیال تھا بخاری شریف کی امالی ''فیض الباری'' میں مولانا بدر عالم صاحبؒ نے اُسکو واضح طور پر ذکر کیا ہے۔ (عبارت ختم ہوئی النور کی)

گویا مولوی رحمت اللہ صاحب نے وہابیت سے نفرت کے اظہار کرنے کیلئے حضرت شاہ صاحب کشمیری کا خیال بھی ظاہر کیا۔

جناب مفتی صاحب! یہ شاہ صاحب کا عبدالوہاب نجدی کے بارے میں وہی خیال ہے جسکو اس کتاب میں کئی بار احقر نے ذکر کیا آیئے ایک بار اور یاد دلا دوں۔

علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ فرماتے ہیں

''حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ (فیض الباری جلد ۱، صفحہ ۱۷۰) میں لکھتے ہیں۔''

اما محمد بن عبدالوهاب نجدى فانه كان رجلاً بليداً قليل العلم يتسارع الى الحكم بالكفر'' لیکن محمد ابن عبدالوہاب نجدی بے وقوف اور کم

علم شخص تھا۔ کافر کہنے کے حکم میں بڑا جلد باز تھا۔"

یہ رہا علامہ انور شاہ صاحب کا وہ خیال جسکو مولوی رحمت اللہ میر صاحب نے اپنے اور پورے طایفۂ دیوبند کے وہابی نہ ہونے کے سلسلے میں بطور ثبوت پیش کیا ہے۔ اس اداریہ کے آخر پر جناب مولوی رحمت اللہ صاحب میر "صفحہ نمبر ۶" پر کچھ اسطرح فرماتے ہیں: "نیز مناسب ہے کہ وفاق المدارس جموں وکشمیر کے معزز علماء کرام ریاست کے اسکولوں کے نصاب میں داخل تمام کتابوں کا باریک بینی سے جائزہ لیکر متعلقہ ذمہ داروں کو ان امور پر متوجہ فرما کر اصلاح کا اقدام کرائیں مقصود اس سے کوئی انتشار یا فساد نہیں بلکہ اصلاح کی ایک کوشش ہے۔ السعی منا والاتمام من اللہ۔ اللہ پاک توفیق عطا فرمائے۔ آمین" (ختم ہوئی عبارت)

اب فیصلہ مفتی صاحب! آپ پر چھوڑتا ہوں کہاں مدرسہ رحیمیہ کے ترجمان ماہنامہ النور میں ناظم مدرسہ کا محمد ابن عبدالوہاب نجدی کے رد میں اداریہ اور کہاں اسی مدرسہ میں کام کرنے والے ایک ذمہ دار مفتی صاحب کا محمد ابن عبدالوہاب نجدی کے متعلق یہ خیال "کہ محمد ابن عبدالوہاب نجدی نے اپنی پوری عمر میں بدعات وشرکیات کیخلاف عظیم محنت کی۔ عقائد میں آپ اہل سنت والجماعت اور مسائل میں آپ حنبلی مقلد تھے۔" مجھے تو یہ بے خودی دکھائی دے رہی ہے مگر بے سبب نہیں۔

بقول غالب ؎ بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جسکی پردہ داری ہے

جناب مفتی صاحب! ایسا لگ رہا ہے کہ کوئی غیبی ہاتھ کشمیر کے صدیوں پرانے آپسی بھائی چارے کو تار تار کرنے پر تُلا ہوا ہے اللہ تعالیٰ مسلمانان کشمیر پر رحم فرمائے۔ (آمین)

کیونکہ ایک ہی ادارہ کا ناظم روحانیت کی گدی سنبھال کر تعویذ اور جھاڑ پھونک دیکر تعویذ لینے والوں کو راضی کرتا ہے اور اسی ادارہ کا مفتی تعویذ اور جھاڑ پھونک پر شرک کا فتویٰ صادر کرنے والوں کو بھی ناراض نہیں کرنا چاہتا بلکہ انہیں یہ باور کرانے کی کوشش میں لگا ہوا ہے "کہ ہم تمہارے ہیں صنم" میں تو یہی محسوس کرتا ہوں بقول شاعر ؎

ہم شیخ کی سنتے تھے مریدوں سے بزرگی
تحریر سے دیکھا تو عمامے کے سوا ہیچ

ہاں مذکورہ بالا اداریہ کے آخری دعائیہ الفاظ مولوی رحمت اللہ میر صاحب نے یوں

فرمائے ہیں:

"السعی منا والاتمام من اللہ" السعی منا" میں "منا" کی ضمیر جمع ہے یعنی کوشش" ہماری ہے" تو مان لیجئے احقر بلال احمد بھی اسی "منا" میں شریک ہوا کیونکہ بقول مولانا رحمت اللہ میر صاحب کے "معصوم بچوں کے ذہن مسموم ہو جائیں" اسی لئے معصوم بچوں کے اذہان مسموم ہونے سے بچانے کیلئے ہی احقر اس سعی "رحمت" میں شامل ہوا ہوں اور اصلاح کی کوشش ہے باقی "الاتمام من اللہ بجاہ خاتم الانبیاء ﷺ کے یقین کامل پر ہی یہ کام کیا ہے بقول کسے ؎

یہ قصۂ لطیف ابھی نا تمام ہے
جو کچھ بیاں ہوا ہے وہ آغاز باب ہے

اسکے بعد آیئے مفتی صاحب کے دوسرے سوال کی طرف توجہ کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ جناب نے اس سوال کا جواب دینے میں کتنا سچ بولا ہے۔

دوسرے سوال کا جواب) اللہ کے علاوہ کسی اور سے حاجت روائی یا مشکل کشائی کی دعا نہ خود نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے، نہ کسی صحابی سے نہ کسی امام ومحدث سے اور نہ ہی کسی ولی کامل یا مرد صالح سے، لاعلمی وجہالت یا صحیح ومکمل عقیدۂ توحید سے محرومی کی وجہ سے اگر اللہ کی ذات کے علاوہ اگر کسی اور سے استغاثہ کیا جا رہا ہے تو یہ عقیدۂ توحید کے سراسر منافی ہے، جو (شرک ہونے کے سبب) بدترین گناہ ہے۔ دعا کے لئے سب سے بہتر اور افضل صورت یہ ہے کہ صرف قرآنی دعائیں اور حضرت نبی کریم ﷺ سے منقول مسنون دعائیں ہی مانگی جائیں۔ یہ دعائیں حصن حصین، الحزب الاعظم، الاذکار الامام نووی وغیرہ کتابوں میں موجود ہیں اور احادیث کی کتابوں میں ان کا مستقل حصہ موجود ہے۔ (مفتی نذیر احمد)

اول تو یہ بات حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہے کہ انبیاء کرامؑ، اولیاء کرامؒ کو پکارنا جائز ہے اور ان سے مدد طلب کرنے کی روایات تو کثرت سے موجود ہیں آیئے یہاں پر اس بارے میں مختصراً عرض کروں کہ مفتی صاحب نے احادیث مبارکہ کے علاوہ جن کتب (امام نوویؒ کی "کتاب الاذکار"، امام جزریؒ کی "حصن حصین" وغیرہ) سے دعا پڑھنے کا مشورہ دیا ہے ان میں کیسے دعا کرنی سکھائی اور دکھائی گئی ہے ملاحظہ فرمائیے۔

"حاکم نے اپنی صحیح میں اور ابو عوانہ اور بزار نے صحیح سند سے اور ابن سنی نے حضرت ابن

مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

"اذا انفلتت دابة احد کم بارض فلاة فلینا دیاعباد اللہ احبسوا یا عباد اللہ احبسو ایا عباد اللہ احبسو .ثلا ثاً فان للہ حاضراً سیحبسہ."

"اگر تم میں سے کسی کا جانور صحرا میں چھوٹ جائے تو وہ بلند آواز سے کہے:
اے اللہ کے بندو روکو۔ اے اللہ کے بندو روکو، اے اللہ کے بندو روکو۔ تین بار۔ اللہ کی طرف سے حاضرین ہیں وہ اسکو روکیں گے۔"

اور طبرانی نے روایت کی ہے: " ان اراد عونا فلیقل یا عباد اللہ اعینونی."

"اگر معاونت کا طلبگار ہو کہے: اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔"

ائمہ نے اس حدیث شریف کی روایت کی ہے اور اس کو نقل کر کے اسکی اشاعت کی ہے اور اُمت کے واسطے محفوظ کیا ہے۔ ائمہ نے اس حدیث مبارک کا انکار نہیں کیا ہے، امام نوویؒ نے "کتاب الاذکار" کے "صفحہ ۱۰۰" میں اپنے مشائخ میں سے ایک بڑے عالم کا اور پھر اپنا واقعہ لکھا ہے کہ اس مبارک دعا کے پڑھنے سے جانور رک گیا۔ امام محمد بن محمد بن محمد الجزریؒ نے "الحصن الحصین" میں ان روایتوں کو لکھا ہے۔ جناب نواب قطب الدین خان نے "ظفر الجلیل" میں ترجمہ کے بعد کچھ فوائد بھی لکھے ہیں۔ عباداللہ کے بیان میں لکھا: مراد بندگان خدا رجال الغیب ہیں یعنی ابدال یا ملائکہ یا مسلمان جنات، ابن قیم نے "الکلم الطیب" میں، اور ابن مفلح نے آداب میں اس کا ذکر کیا ہے ابن مفلح (حنبلی) نے اس مبارک اثر کو بیان کر کے عبداللہ پسر امام احمد حنبلؒ سے روایت کی ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا، فرماتے تھے: میں نے پانچ حج کئے، ایک مرتبہ راستہ بھٹک گیا میں پیادہ تھا۔ میں نے کہنا شروع کیا: "یاعباداللہ دلونا علی الطریق" "اے اللہ کے بندو ہم کو راستہ بتاؤ۔" میں اسکی تکرار کرتا رہا تا آنکہ میں راستہ پر آ گیا۔

مثنوی شریف میں حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ نے اسی عنوان کو اس طرح نظم کیا ہے۔

ہم نشینی جوئی با اہل وفا — قلب شاں آئینہ حق از صفا

(اہل وفا کے پاس بیٹھنے کی کوشش کرو۔ ان کا دل صفائی میں آئینہ حق کی طرح ہوتا ہے)

در ضیا بخشی چوں مہر انور اند — نصرت و یاری حق را مظہر اند

(روشنی دینے میں وہ چمکتے سورج کی طرح ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت انہی سے ظاہر ہوتی ہے)

نصرت از خاصان درگاہ الہ — ہم ز حق باشد بجو بیگاہ گاہ

(خاصان حق کی بصیرت بھی حق تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے لہٰذا ہر حال میں اسی کی طلب کر)

استعانت گر ز مردان خدا — ناروا بودے نہ گفتے مصطفیٰ ﷺ

(اگر مردان خدا سے امداد مانگنا ناروا ہوتی تو حبیب خدا ﷺ نہ فرماتے)

سرکشی گردت چو دابہ در زماں — یا عبادا اللہ اعینونی بخواں

(جس وقت تیرا جانور سرکشی کرے تو پکارو اے اللہ کے بندو میری مدد کرو)

اس شعر میں مولانا روم نے اُسی حدیث شریف کا حوالہ دیا ہے جس کا تذکرہ اوپر آیا ہے۔ یا عباد اللہ اعینونی.

نائب حق اند در کون و مکاں — سر نہ تابد مہر و ماہ از امر شاں

وہ کون و مکاں میں خدا کے نائب ہیں۔ چاند اور سورج ان کے حکم سے سرتابی نہیں کر سکتے

گفت حصریؒ با مرید خویشتن — بر نیاید شمس غیر از حکم من

(حضرت حصریؒ نے اپنے مرید سے فرمایا کہ سورج میرے حکم کے بغیر طلوع نہیں ہوتا)

چونکہ فانی گشتہ انداز خویشتن — گوش و چشم و دست شاں شد ذوالمنن

(چونکہ وہ اپنے آپ سے فانی ہو چکے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ ہی ان کے کان اور آنکھ بن گیا ہے)

ہست بی یسمع و بی یبصر مدام — حال خاصان الٰہی و السلام

(خاصان خدا کا حال اس حدیث میں بیان فرمایا گیا ہے کہ رب تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وہ تو ہمیشہ میرے ذریعے دیکھتے اور سنتے ہیں۔)

آیئے اسی تناظر میں حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے داماد حضرت علامہ سید احمد رضا بجنوری کی شرح بخاری "انوار الباری" جلد ۱۷ صفحہ نمبر ۱۱۵/۱۱۴ کا مطالعہ کریں کہ جب زمانہ نبوی میں ایک بار عرب میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے قحط سالی ہوئی اور ایک اعرابی نے دربار نبوی میں حاضر ہو کر بارش کے برسنے کیلئے عرضی پیش کی۔ حضرت علامہ بجنوری نے اس تفصیل کو بیان کرنے کیلئے جو عنوان باندھا ہے وہ یوں ہے:

غیر اللہ سے توسل وغیرہ

اور فتح الباری صفحہ نمبر ۳۳۷ میں ہے کہ ایک اعرابی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور ﷺ قحط سالی کی وجہ سے ہم لوگ تباہ ہو گئے۔ پھر یہ شعر پڑھا۔

ولیس لنا الا الیک فرارنا　　　وعین فرار الناس الا الی الرسل

کسی بھی پریشانی اور مصیبت کے وقت ہم لوگ آپ ہی کی طرف بھاگ کر آتے ہیں اور سب ہی لوگ اللہ کے رسولوں ہی سے پناہ ڈھونڈتے رہے ہیں۔

یہ سن کر حضور ﷺ کھڑے ہو گئے اور چادر مبارک کھینچتے ہوئے ممبر پر تشریف لائے اور بارش کے لئے دعا فرمائی۔ پھر جب آپ کی دعا سے فوراً ہی خوب بارش ہو گئی تو فرمایا اگر میرے چچا ابوطالب زندہ ہوتے تو انکی آنکھوں کو کتنی ٹھنڈک اور دل کو سرور ملتا جنہوں نے"

وابیض یستسقی الغمام بوجهه　　　ثمال الیتامیٰ و عصمة للارامل

یلوز به الهلاک من الهاشم　　　فهم عنده فی نعمة و فواضل

کہا تھا (اور یہ شعران کے بڑے قصیدہ مدحیہ نبویہ کا ایک جزو تھا جو حضور ﷺ کے بچپن اور نوعمری کے زمانے میں کہا تھا) حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ کوئی ہے جو چچا جان کا وہ قصیدہ ہمیں سنائے یہ سن کر حضرت علیؓ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ شائد آپ "وابیض یستسقی الغمام بوجهه" والے قصیدہ کے لئے فرما رہے ہیں اسکے بعد حضرت علیؓ نے مکمل قصیدہ کا ایک ایک شعر برجستہ پڑھ کر حضور علیہ السلام اور حاضرین صحابہ کرام کو سنایا۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے یہ واقعہ بیان کر کے فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے چونکہ اپنے بارے میں قصیدہ مدحیہ استسقائیہ کو پسند فرمایا تھا اسلئے میں نے بھی قصیدۂ مدحیہ فارسی زبان میں کہا ہے۔ جس میں اسی مضمون کو ادا کیا ہے۔ جسکا پہلا شعر یہ ہے۔

اے آنکہ ہمہ رحمت مہدات قدیری　　　باراں صفت و بحر سمت ابر مطیری

غیر اللہ سے توسل: اوپر کی تفصیل سے معلوم ہوا کہ انبیاءؑ سے استغاثہ، توسل واستمداد جائز بلا ریب ہے پھر یہ جو سلفی حضرات اس پر ناک بھوں چڑھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو کچھ مانگو خدا سے مانگو اوروں سے استغاثہ وتوسل حرام اور شرک ہے کیا اس قسم کا شرک انبیاء کی ساری ہی امتوں میں رائج نہیں رہا ہے۔ اگر یہ شرک تھا تو حضورؐ اور صحابہ نے اس پر نکیر کیوں نہیں کی اور یہ کیا ہے کہ صحابہ کرام قحط سالی وغیرہ مصیبتوں کے وقت حضورؐ کی خدمت میں دوڑ کر آئے کیا وہ خود براہ راست اللہ تعالی سے دعا نہیں کر سکتے تھے اور پھر ایک صحابی نے "فرار الی الرسل" کی بات حضورؐ اور صحابہ

کی موجودگی میں کہی اور کسی نے اس کو شرک نہ سمجھا نہ اس پر نکیر کی۔ کیا آج کل کے سلفیوں کا ہم خیال صحابہ میں سے کوئی بھی نہ تھا۔ اور حدیث صحیح میں ایک نابینا کا حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی بینائی کیلیے عرض ومعروض کرنا ثابت ہوا اور آپ کے توسل سے وہ بینا ہوا کیا جس توحید پر عامل صحابہ کرام تھے ہم اس سے بھی زیادہ کے مکلف ہیں بہرحال مسلک حق یہی ہے کہ صحت عقائد کے ساتھ استغاثہ، توسل، واستمداد سب درست ہیں۔ انوار الباری جلد نمبر ۱۷، صفحہ نمبر ۱۱۵/۱۱۴۔

مندرجہ بالا تحریر کو ذرا غور سے پڑھیں بار بار پڑھیں یہ پوری کی پوری تحریر انوار الباری از علامہ سید احمد رضا بجنوری صاحب داماد علامہ سید انور شاہ صاحب کشمیری سے یہاں پر نقل کر رہا ہوں اب اسی تحریر کو ایک طرف رکھ کر دوسری طرف جناب مفتی نذیر صاحب کے "جواب نمبر۲" کو رکھئے آپ کو دو الگ الگ تصویریں نظر آئیں گی آیئے مفتی نزیر صاحب کا جواب نمبر دو بھی ملاحظہ فرمائیں:

(۲) **دوسرے سوال کا جواب**) اللہ کے علاوہ کسی اور سے حاجت روائی یا مشکل کشائی کی دعا نہ خود نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے، نہ کسی صحابی سے نہ کسی امام ومحدث سے اور نہ ہی کسی ولی کامل یا مرد صالح سے، لاعلمی وجہالت یا صحیح ومکمل عقیدۂ توحید سے محرومی کی وجہ سے اگر اللہ کی ذات کے علاوہ اگر کسی اور سے استغاثہ کیا جا رہا ہے تو یہ عقیدۂ توحید کے سراسر منافی ہے، جو (شرک ہونے کے سبب) بدترین گناہ ہے۔ (مفتی نذیر احمد)

آیئے! حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ اور علامہ احمد رضا بجنوری صاحب دونوں محدثین کی تحریر کا آخری حصہ اب یہاں مفتی نزیر احمد صاحب کے سامنے بحیثیت سوال پیش کریں گے مگر میں مذکورہ ہر دو محدثین کی روح مبارکہ سے معذرت کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ اے محدثین کرام! آپ نے جس زمانے میں یہ تحریر قولاً فرمائی تھی اور پھر اسکو قلمبند کیا تھا اس وقت آپ کے مخاطب "سلفی" یعنی اہلحدیث تھے مگر آج جب اس تحریر کو بحیثیت دلیل پیش کر رہا ہوں تو مخاطب سلفی تو ہیں ہی لیکن اس میں اور ایک اضافہ ہو چکا ہے وہ یہ کہ اب مخاطبین میں آپ ہی کی مادر علمی دیوبند کے فارغ التحصیل بھی شامل ہوئے ہیں اب دیوبندی اعلاناً وہی بولی بول رہے ہیں جو آپ کے دور میں سلفی بولا کرتے تھے اسلئے آپ کی تحریر کو سوال نامہ بنا کر فقط "سلفی" کے بجائے "مفتی نزیر دیوبندی" کی تبدیلی کر رہا ہوں امید ہے آپ عالم ارواح میں بھی مادر علمی کے اس حادثہ پر افسوس کر رہے ہونگے ویسے تو یہ روح فرسا حادثات آپ ہی کے دور میں رونما ہو چکے تھے جس کا ماتم آپ نے اپنی ہجرت بطرف گجرات سے کیا تھا پھر یہ مرض بڑھتا گیا اور بالآخر فکر دیوبند کو نجدیت، وہابیت یعنی گستاخیت میں تبدیل کرتا گیا۔

بہر حال آیئے "انوار الباری از علامہ احمد رضا بجنوری" کی عبارت سوالیہ کی صورت میں مخاطب تبدیل کرکے پیش کرتے ہیں: انبیاء سے استغاثہ، توسل و استمداد جائز بلا ریب ہے پھر یہ جو "مفتی نزیر دیوبندی" اس پر ناک بھوں چڑھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو کچھ مانگو خدا سے مانگو دوسروں سے استغاثہ و توسل حرام اور شرک ہے کیا اس قسم کا شرک انبیاء کی ساری ہی امتوں میں رائج نہیں رہا ہے؟ اگر یہ شرک تھا تو حضور علیہ السلام اور صحابہ نے اس پر نکیر کیوں نہیں کی اور یہ کیا ہے کہ صحابہ کرام قحط سالی وغیرہ مصیبتوں کے وقت حضور علیہ السلام کی خدمت میں دوڑ کر آئے کیا وہ خود براہ راست اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کر سکتے تھے؟ اور پھر ایک صحابی نے "فر اد الی الرسل" کی بات حضور علیہ السلام اور صحابہ کی موجودگی میں کہی اور کسی نے اس کو شرک نہ سمجھا نہ اس پر نکیر کی۔ کیا آج کل کے "مفتی نزیر دیوبندی" کا ہم خیال صحابہ میں سے کوئی بھی نہ تھا؟

"علامہ احمد رضا بجنوری صاحب کی روح آپ کے جواب کی منتظر ہے"

بہر حال ایک طرف سے انوار الباری شرح بخاری میں (علامہ انور شاہ صاحب مسعودی کشمیری و علامہ احمد رضا بجنوری صاحب) محدثین کی عبارت دیکھئے تو دوسری طرف سے مفتی نزیر صاحب کا جواب ۲ بھی دیکھئے۔ آپ کی زبان پر یہ عجیب صورتحال دیکھ کر یہی شعر آجائیگا کہ۔

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں   ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق

الغرض مسلک سواد اعظم یہی ہے کہ اہل سنت استمداد، توسل و استغاثہ کے قائل ہیں یہی وجہ ہے کہ اسلام کی عبقری شخصیات نے "یا" ندا سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر مقربین بارگاہ الٰہی سے استمداد کیا ہے یہاں پر آیئے مفتی نزیر صاحب کو اس کے چند نمونے پیش کریں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کے قصیدہ نعتیہ سے چند اشعار پیش کرتا ہوں

یا سید السادات اجئتک قاصدا   ارجوا رضاک و احتمی بحماک

اے سرداروں کے سردار! میں خاص آپ ہی کا قصد کرکے حاضر ہوا ہوں۔ آپکی خوشنودی کا طالب اور آپ کی حمایت کا امیدوار

واللہ یا خیر الخلائق ان لی   قلباً مشوقا لا یروم سواک

اے بہترین مخلوق! خدا کی قسم میرا قلب آپ ہی کا شیفتہ ہے اور آپکے سوا کسی کا ارادہ نہیں رکھتے

و بحق جاھک انی بک مغرم   واللہ یعلم اننی اھواک

آپکی عزت کی قسم! میں آپ کا فریفتہ ہوں اور خدا جانتا ہے کہ میں آپ ہی سے پیار کرتا ہوں

انت الذی لولاک ما خلق امرء   کلا و لا خلق الوریٰ لولاک

آپ وہ ہیں کہ اگر نہ ہوتے تو کوئی شخص نہ پیدا کیا جاتا بلکہ اگر آپ نہ ہوتے تو کل کائنات ہی نہ ہوتی

انت الذی من نورک البدر اکتسی   والشمس مشرقة بنور بھاک

آپ وہ ہیں کہ آپ کے نور سے چاند نے نور حاصل کیا اور سورج روشن ہے آپ ہی کے جمال سے

حضرت علامہ بوصیریؒ اپنے مقبول عالم "قصیدہ بردہ شریف عربی" میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں عرض گذار ہیں: فارسی ترجمہ از: مولانا جامیؒ

یا اکرم الخلق مالی من الوذ به

اے گرامی تر ز خلقاں من نہ دارم ملجاء

سواک عند حلول الحادث العمم

جز تو چوں آید قیامت یا بود مرگ تمم

و لن یضیق رسول الله جاھک بی

یا رسول اللہ جاہت تنگ می ناید بہ من

اذا الکریم تجلی باسم منتقم

چوں کریم انتقام آرد بہ ارباب قمم

اے بزرگ ترین مخلوقات بوقت نزول حادثہ عظیم و عام کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی ایسا نہیں ہے جس کی میں پناہ میں آؤں (صرف آپ کا ہی بھروسہ ہے)۔

اور ہرگز تنگ نہ ہوگا عرصہ قدر و منزلت آپ کا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسبب شفاعت میری کے اس وقت کہ خداوند کریم بصفت منتقم جلوہ فرما ہوگا۔ (ترجمہ اردو ماخوذ از "نشر الطیب" مولانا اشرف علی تھانوی صفحہ نمبر ۲۵۵)

مولانا عبد الرحمن جامیؒ کا مشہور استغاثہ پیش کرتا ہوں

غریبم یا رسول اللہ غریبم   ندارم در جہاں جز تو حبیبم

مرض دارم ز عصیاں لا دوائے   مگر الطاف تو باشد طبیبم

بریں نازم کہ ہستم امت تو   گنہگارم و لیکن خوش نصیبم

حضرت مولانا جامیؒ کے مشہور شاگرد حضرت ملا آتیؒ (مدفون در مقبرہ بہاء الدین گنج بخشؒ) کے مشہور شاگرد اور مجدد الف ثانیؒ کے استاد حدیث حضرت ایشان شیخ یعقوب صرفیؒ کا مشہور استغاثہ یہاں پیش کرتا ہوں (اس کتاب میں یہ نعت یہاں دوبارہ لکھ رہا ہوں)۔

نعت شریف

دلم افگار یارسول اللہ ﷺ　　بہر دیدار یارسول اللہ ﷺ
دل چھُم بیمار یارسول اللہ ﷺ　　دِیتو دِیدار یارسول اللہ ﷺ

روی خود وا بکن زِ بُرد یمن　　پردہ بردار یا رسول اللہ ﷺ
بأوتوم تھوو تلتھ برِدِ یمن　　رُوئے اَنوار یارسول اللہ ﷺ

روی من از گناہ گشتہ سیاہ　　چوں شبِ تار یارسول اللہ ﷺ
رُوئے میٔون اَز گناہ گوٗمت سِیاہ　　زَن شبِ تار یارسول اللہ ﷺ

تاج لولاک حق تو ابخشید　　شبِ اسرار یا رسول اللہ ﷺ
تاج لولاک تو ہیہ خُتن بخشو　　چھوِ خُتن سردار یارسول اللہ ﷺ

گرد نعلین تو تیا ساز ند　　اولوالابصار یارسول اللہ ﷺ
گرو نعلین تُہند چھُ گاش چھِمن　　اُولو الاَبصار یارسول اللہ ﷺ

بہرِ صدیقؓ و عمرؓ و عثمانؓ　　شیر جبارؓ یارسول اللہ ﷺ
پاسِ صدیقؓ و عمرؓ و عثمانؓ　　شیرِ جبارؓ یارسول اللہ ﷺ

بہرِ حسنینؓ و اہل بیت بتولؓ　　ظلم بردار یا رسول اللہ ﷺ
پاسِ حسنینؓ و اہل بیت بتولؓ　　ظالمن لار یارسول اللہ ﷺ

اہلِ کشمیر گشتہ زار و خراب　　از ستمگار یا رسول اللہ ﷺ
وِ چھتو کأشُر گمت چھِ کُتیاہ خراب　　اَز ستمگار یارسول اللہ ﷺ

باز کشمیر کن زِ راہ کرم　　رشکِ گلزار یا رسول اللہ ﷺ
وائے! کشیر سوٗن کریون آباد　　پھولتن گلزار یارسول اللہ ﷺ

سوئے جیلان روم بخدمتِ پیرؒ　　کنم اظہار یا رسول اللہ ﷺ
اَس گَژھ جیلان گوٗھو بخدمتو پیرؒ　　کرو اظہار یارسول اللہ ﷺ

یابختلان روم بہ نزدِ امیرؒ　　گوش بگذار یارسول اللہ ﷺ
یابہ ختلان گوٗھے چھُ تتہِ میہ اَمیرؒ　　بوٗ زمیأنی زار یارسول اللہ ﷺ

عرضِ احوال خود بیاں سازد
حالِ دل اَز پُنُن وَنان پانے
صرفیؔ زار یا رسول اللہ
تُہند وآغدار یا رسول اللہ ﷺ

جناب مفتی نذیر صاحب یہاں تک کے دلائل سے آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ اسلاف سے استعانت نہ جہالت ہے نہ شرک ہے بلکہ حقیقت ہے۔ **فاعتبروا یا اولی الابصار۔**

آنکھ والے تیرے جوبن کا نظارہ دیکھیں　　دیدۂ کور کو کیا آئے نظر، کیا دیکھے

اب آیئے ذرا حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کی طرف جن کی روحانی عظمتوں کا عالم یہ تھا کہ جب ۱۳۰۷ھ مطابق ۱۸۹۰ء میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑہؒ نے حج کے موقعہ پر حجاز مقدس میں ہی سکونت پذیر ہونے کا ارادہ فرمایا تو حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ نے آپؒ کو آگاہ کیا کہ عنقریب سرزمین ہند میں ایک بہت بڑا فتنہ ظاہر ہونے والا ہے (وہ فتنہ جس کے متعلق حضرت حاجی صاحبؒ نے پیشن گوئی کی تھی وہ فتنۂ قادیانیت تھا) جس کا سدباب آپؒ (یعنی پیر مہر علی شاہ صاحبؒ) کی ذات سے متعلق ہے پھر وقت نے ثابت کیا کہ حاجی صاحبؒ کا فرمان بالکل صحیح نکلا کیونکہ مرزا قادیانی کا خروج ہوا اور اسکی ایمان سوز تحریک کا خاتمہ علماء نے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کی ہی قیادت میں انجام دیا انہی حاجی صاحبؒ کو علماء دیوبند بھی اپنا روحانی پیشوا مانتے ہیں یہاں پر حضرت حاجی صاحب مہاجر مکیؒ کے چند نعتیہ اشعار پیش کرکے مفتی نذیر صاحب سے پوچھتے ہیں کہ کیا آپ کی نظر میں حضرت حاجی صاحبؒ بھی بقول آپ کے جاہل، کافر و مشرک ہیں؟

ذرا چہرے سے پردے کو اٹھاؤ یا رسول اللہ — مجھے دیدار تک اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ
کرو روئے منور سے مری آنکھوں کو نورانی — مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یا رسول اللہ
ہوا ہوں نفس اور شیطان کے ہاتھوں بہت رسوا — مری اب حال پر رحم کھاؤ یا رسول اللہ
اگرچہ نیک ہوں یا بد تمہارا ہو چکا ہوں میں — تم اب چاہو ہنساؤ یا رلاؤ یا رسول اللہ
جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں — بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ
پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر — مری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہ

(کلیات امدادیہ اردو صفحہ نمبر ۳۱۲ مکتبہ تھانوی دیوبند)

اب آیئے اس حقیقت کو مفتی صاحب پر آشکارا کرنے اور ان کی بند آنکھیں کھولنے کیلئے انہی کے اکابر علماء دیوبند کے کچھ حوالے پیش کرتے ہیں لیکن پہلے مفتی نذیر صاحب کے سوال نمبر ۲ کا جواب ذرا یہاں پھر سے قلمبند کرتے ہیں تا کہ آپ یہ تحاریر جواب کے ساتھ ملاتے جائینگے۔

جواب نمبر ۲ (''اللہ کے علاوہ سوا کسی اور سے حاجت روائی یا مشکل کشائی کی دعا نہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، نہ کسی صحابی سے نہ کسی امام و محدث سے اور نہ ہی کسی ولی کامل یا مرد صالح سے، لاعلمی و جہالت یا صحیح و مکمل عقیدۂ توحید سے محرومی کی وجہ سے اگر اللہ کی ذات کے علاوہ اگر کسی اور سے استغاثہ کیا جارہا ہے تو یہ عقیدۂ توحید کے سراسر منافی ہے، جو (شرک ہونے کے سبب) بدترین گناہ ہے۔)

ا۔ سب سے پہلے مفتی صاحب کو ایک ایسے شخص کی شہادت پیش کریں جسکو علماء دیوبند فکرِ دیوبند کا بانی قرار دیتے ہیں اور ان کے نام سے ہی نسبت کر کے ''قاسمی'' لکھتے ہیں آیئے انہی بانی دیوبند مولینا قاسم نانا توی کے قصیدہ قاسمیہ سے کچھ اشعار ملاحظہ ہوں۔ پھر بتایئے کہ کیا قاسم صاحب نانا توی بھی ان اشعار کی رو سے آپکے نزدیک مشرک ٹھرے ہیں؟

اشعار قصیدہ قاسمیہ

یہ سن کے آپ شفیع گناہ گاراں ہیں — کئے ہیں میں نے اکٹھے گناہ کے انبار
یہ ہے اجابت حق کو تیری دعا کا لحاظ — قضاء مبرم و مشروط کی سنیں نہ پکار
مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا — نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار
دیا ہے حق نے تجھے سب سے مرتبہ عالی — کیا ہے سارے بڑے چھوٹوں کا تجھے سردار
جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا — بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غمخوار

(قصیدہ قاسمیہ صفحہ نمبر ۷/۸)

مولینا قاسم صاحب نے نہ صرف یا رسول اللہ ﷺ پکارا ہے بلکہ قاسم صاحب نانا توی غمخوار اُمت ﷺ سے دستگیری یعنی مدد مانگ رہے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ قضاء مبرم و مشروط یعنی وہ تقدیر جو دعا سے بدلے اور وہ تقدیر جو دعا سے بھی نہ بدلے دونوں حضور ﷺ کی دعا کے سامنے ہیچ ہیں۔

۲۔ اب آیئے تفسیر شیخ الہند مولینا محمود الحسن دیو بندی (جسکو آپ نے مالٹا میں ۱۳۳۶ھ میں دورانِ جلا وطنی کے مکمل کیا پھر حکومت سعودی عرب نے بھی طبع کیا) میں سورۃ فاتحہ کا مطالعہ کرتے ہیں۔

حضرت شیخ الہند ''ایاک نعبد و ایاک نستعین'' کی شرح میں ''حاشیہ نمبر ۵'' کے تحت یوں لکھتے ہیں ''اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ اسکی ذات پاک کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل نا جائز ہے ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطۂ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت در حقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔ (ترجمہ شیخ الہند صفحہ نمبر ۲) آیئے اسی تفسیر شیخ الہند سے آپ کو ایک اور تصویر دکھائیں تفسیر کے مقدمہ میں صفحہ نمبر ''ا'' پر ابتداء میں ہی حضرت شیخ الہند نے مرزا مظہر جان جاناںؒ کے ان اشعار سے آغاز کیا ہے۔ مزید یہ اشعار مدرسہ رحیمیہ بانڈ یپورہ سے شائع ہونے والے ماہنامہ النور اگست ۱۹۹۶ صفحہ نمبر ۲۶ شمارہ نمبر ۶ پر بھی ملاحظہ فرمائیں۔

خدا در انتظار حمد مانیست — محمد چشم براہ ثنا نیست
خدا مدح آفرین مصطفیٰ بس — محمد حامد حمد خدا بس
مناجاتے اگر بائد بیاں کرد — بہ بیتے ہم قناعت میتواں کرد
محمد از تو میخواہم خدارا — خدایا از تو عشق مصطفیٰ را
دگر لب واکن مظہر فضولیست — سخن از حاجت افزوں تر فضولیست

(ترجمہ) خدا تعالیٰ ہماری حمدوں کا منتظر نہیں، نہ ہی حضرت محمد ﷺ ہماری تعریفوں کے محتاج ہیں خدا تعالیٰ خود حضور ﷺ کی تعریف کرتا ہے، محمد عربی ﷺ نے اللہ کے حمد بیان کئے ہیں۔ اے مظہر! اب اگر دعا کرنا چاہتے ہو بس اس ایک شعر میں اپنی دعا تمام کر۔

محمد از تو میخواہم خدا را　　　　خدایا از تو عشق مصطفےٰ را

یا محمد! میں تم سے خدا مانگتا ہوں (یعنی مجھے خدا دیجئے) اور اے خدا! مجھے عشق مصطفےٰ ﷺ دیدے۔

اسکے علاوہ اے مظہر اپنے لب دعا کیلئے نہ کھول بات جب حاجت سے آگے بڑھ جائے تو فضول ہے۔

(ماخوذ از مقدمہ صفحہ نمبر: ۱، ترجمہ قرآن شریف از مولینا محمود حسن صاحب دیوبندی)

جناب مفتی صاحب تو آپ کے بقول شیخ الہند صاحب نے لاعلمی و جہالت اور صحیح و مکمل عقیدۂ توحید سے محرومی کی وجہ سے ''اللہ کی ذات کے علاوہ کسی اور سے یعنی حضور اقدس سے ''محمد از تو میخواہم خدا را'' کہہ کر استغاثہ والے اشعار کو اپنے ترجمۂ قرآن کے مقدمہ میں لایا ہے جو عقیدۂ توحید کے سراسر منافی ہے (شرک ہونے کے سبب) بدترین گناہ ہے۔ یہ شرک اور یہ بدترین گناہ مولینا محمود الحسن دیوبندی صاحب نے بھی کیا ہے آپ کے ''جواب نمبر ۲'' کے مطابق کیا وہ مشرک ہو کر بدترین گناہ کر بیٹھے ہیں؟

(۴) اب ذرا علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ کی طرف آتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب کشمیری کے ملفوظات ''ملفوظات محدث کشمیری صفحہ نمبر ۲۱۰'' میں ایک عنوان علامہ سید احمد رضا بجنوری (مرتب کتاب و داماد حضرت شاہ صاحب) نے کچھ اس طرح باندھا ہے۔

حضور ﷺ مستغاث الخلق (یعنی مخلوق کو مدد کرنے والے)

(۱۶۴) مستغاث الخلق:۔ یعنی حق تعالیٰ شانہ کے بعد سب ہی آپ ﷺ کی نگہ التفات و کرم کے محتاج و اُمیدوار ہیں حضرت شاہ صاحب کے نعتیہ کلام کا آخری شعر یہ ہے۔

مستغیث است الغیاث اے سرور عالی مقام
در صلہ از بار گاہت در نشید ایں قصید

جناب بجنوری صاحب حضرت شاہ صاحب کی یہ باتیں قلمبند کر کے یوں اپنے تاثرات قلمبند کرتے ہیں کہ ''شاید اس دور عروج نجدیت میں'' میں یہاں کچھ عجیب سی باتیں جمع کر رہا ہوں' مگر میرے نزدیک اظہار و اعلان حق میں کوئی چیز مانع نہیں ہونی چاہیئے بلکہ ''نوا را تلخ تر مے زن چوں ذوق نغمہ کم یابی' اور میری افتاد طبع بھی اسی کے متقاضی ہے۔

(ملفوظات محدث کشمیری صفحہ نمبر ۲۱۰)۔

جناب مفتی صاحب! مندرجہ بالا سطور کو بار بار پڑھئے یہ الفاظ و شعر حضرت شاہ صاحب کشمیری کے ہیں پھر شعر کے بعد حضرت شاہ صاحب کے داماد علامہ بجنوری کے یہ الفاظ ''شائد اس دور عروج نجدیت میں'' میں یہاں کچھ عجیب سی باتیں جمع کر رہا ہوں' قابل غور ہیں ذرا بتائیں کیا علامہ بجنوری کا ''دور عروج نجدیت'' سے ابن عبدالوہاب نجدی کے دور کی فکر مراد نہیں ہے؟ کیا یہ وہی ابن عبدالوہاب نہیں ہے جسکو آپ سنتوں کا زندہ کرنے والا بتا گئے ہیں؟ پھر عبارت کے شروع میں یہ عنوان کہ حضور ﷺ مستغاث الخلق ہیں اسکے ثبوت میں حضرت شاہ صاحب کا شعر۔

''مستغیث است الغیاث اے سرور عالی مقام'' یعنی مدد کرنے والے ہو، اے مدد کرنے والے! اے سرور عالی مقام ﷺ۔ گویا شاہ صاحب آپ ﷺ کو مدد کرنے والا بھی مانتے ہیں پھر آپ ﷺ کو مدد کیلئے پکارتے بھی ہیں تو کیا شاہ صاحب کشمیری یہ کلمات کہنے سے آپ کے جواب ''اللہ کے علاوہ کسی اور سے حاجت روائی یا مشکل کشائی کی دعا نہ خود نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے، نہ کسی صحابی سے نہ کسی امام و محدث سے اور نہ ہی کسی ولی کامل یا مرد صالح سے، لاعلمی و جہالت یا صحیح و مکمل عقیدۂ توحید سے محرومی کی وجہ سے اگر اللہ کی ذات کے علاوہ اگر کسی اور سے استغاثہ کیا جا رہا ہے تو یہ عقیدۂ توحید کے سراسر منافی ہے، جو (شرک ہونے کے سبب) بدترین گناہ ہے۔ کے مطابق مشرک ہو گیے؟ اور جاہل اور بدعقیدہ بھی؟ یہ میں نہیں کہتا ہوں بلکہ آپ کا جواب کہہ رہا ہے۔ جناب نذیر صاحب! علامہ بابا داؤد خاکیؒ نے صدیوں پہلے اسلاف دشمن نا عاقبت اندیش مفتیوں کیلئے قصیدۂ ورد المرین میں یوں لکھ رکھا تھا کہ

فتویٰ و درس و قضاء فی نفسہ خوب است لیک　　　　فتنہ گردد چوں بدست مرد بد گوہر شد است

آیئے اب تیسرے سوال کے جواب کی جانب بڑھتے ہیں

تیسرے سوال کا جواب) جس نعت میں نبی ﷺ کی ذات مقدس سے اپنی ضروریات پورا کرنے اور مشکلات دور کرنے کے لیے تشریف لانے کی درخواست کی گئی ہو، وہ نہ تو نعت ہے اور نہ ہی یہ محبت رسول کی کوئی قسم ہے، نہ صحیح العقیدہ مسلمان شعراء سے اس طرح کا نعتیہ کلام صادر ہوتا ہے۔ (مفتی نذیر)

۱۔ آیئے اس سلسلے میں بھی آپ کو آپ ہی کے مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء کے دلائل پیش کرتا ہوں سب سے پہلے ذرا مفتی الٰہی بخش کاندھلوی صاحب کی عربی نعت کے یہ اشعار

دیکھیے پھر انہی اشعار کا ترجمہ مولینا اشرف علی تھانوی صاحب نے اپنی مشہور کتاب "نشر الطیب فی ذکر نبی الحبیب" کے صفحہ نمبر ۱۹۴ پر اردو زبان میں کیا ہے ذرا غور سے ملاحظہ فرمایئے۔

. یا شفیع العباد خذ بیدی — انت می الاضطرار معتمدی
لیس لی ملجأ سواک اغث — مسنی الضر سیدی سندی
غشنی الدھر یا ابن عبداللہ — کن مغیثاً فانت لی مددی

ترجمہ از تھانوی صاحب

دستگیری کیجئے میرے نبی — کشمکش میں تم ہو میرے نبی
جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ — فوج کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی
ابن عبد اللہ زمانہ ہے خلاف — اے مرے مولا خبر لیجئے میری

(نشر الطیب فی ذکر نبی الحبیب صفحہ نمبر ۱۹۴، از اشرف علی تھانوی)

الٰہی بخش صاحب اور تھانوی صاحب دونوں، نبی پاک ﷺ سے دستگیری طلب کرتے ہیں بلکہ نبی پاک ﷺ سے "اے میرے مولا خبر لیجئے میری" کہہ کر اپنے ہاں آکر خبر لینے کی درخواست بھی کرتے ہیں جناب مفتی صاحب اس بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ کے نزدیک جس نعت میں نبی ﷺ کی ذات مقدس سے اپنی ضروریات پورا کرنے اور مشکلات دور کرنے کے لیے تشریف لانے کی درخواست کی گئی ہو، وہ نہ تو نعت ہے اور نہ ہی یہ محبت رسول کی کوئی قسم ہے، نہ صحیح العقیدہ مسلمان شعراء سے اس طرح کا نعتیہ کلام صادر ہوتا ہے۔
نیز اللہ کی ذات کے علاوہ اگر کسی اور سے استغاثہ کیا جا رہا ہے تو یہ عقیدۂ توحید کے سراسر منافی ہے، جو (شرک ہونے کے سبب) بدترین گناہ ہے۔

تو کیا مفتی الٰہی بخش صاحب اور مولینا اشرف علی تھانوی صاحب آپ کے نزدیک صحیح العقیدہ نہیں ہیں یعنی بدعقیدہ ہیں؟ اور اللہ کی ذات کے علاوہ کسی اور سے مدد مانگنے کی وجہ سے شرک کے سبب بدترین گناہ کر گئے ہیں؟

'آیئے پہلے آپ کو کچھ اور تصویریں دکھاتا ہوں آپ کے اساتذہ اور آپ کے مربیوں کے شرک کی'

۲۔ جناب مفتی صاحب آپ کو یاد ہوگا جب دار العلوم دیوبند کے ۱۰۰ سال پورے ہوئے تو صد سالہ جشن دیوبند کے موقعہ پر علماء دیوبند نے آنجہانی اندرا گاندھی صاحبہ کی دستار بندی علماء ہی

کے اسٹیج پر کی اس موقع پر دیوبند کے مہتمم قاری محمد طیب صاحب تھے جنکو یہ ادا پسند نہ آئی اور اسی وجہ سے پھر ادارہ دیوبند کے دو ٹکڑے بھی ہوئے اسی غم میں قاری صاحب رحلت بھی کر گئے اس حادثہ عظیمہ کو طیب صاحب مرحوم نے حضور ﷺ کی خدمت میں یوں بیان کیا ہے چند نعتیہ اشعار یہاں پر بھی پیش کرتا ہوں ان میں قاری صاحب نے حضور ﷺ سے استمداد بھی کی ہے اور خبر لینے کی درخواست بھی کی ہے اور دشمنوں سے انتقام لینے کیلئے بھی کہا ہے سب اشعار پڑھیے خصوصاً خط کشیدہ کو توجہ سے پڑھیں۔

نبی اکرم، شفیع اعظم، دکھے دلوں کا پیام لے لو
تمام دنیا کے ہم ستائے کھڑے ہوئے ہیں سلام لے لو
شکستہ کشتی ہے تیز دھارا نظر سے روپوش ہے کنارا
نہیں کوئی ناخدا ہمارا خبر تو عالی مقام لے لو
عجیب مشکل میں کارواں ہے نہ کوئی جادہ نہ پاسباں ہے
بشکل رہزن چھپے ہیں رہبر اٹھو ذرا انتقام لے لو
قدم قدم پر ہے خوف رہزن زمیں بھی دشمن فلک بھی دشمن
زمانہ ہم سے ہوا ہے بدظن، تمہی محبت سے کام لے لو
کبھی تقاضا وفا کا ہم سے، کبھی مذاق جفا ہے ہم سے
تمام دنیا خفا ہے ہم سے خبر تو خیر الانام لے لو

(ماخوذ از پندرہ روزہ "تعمیر حیات" لکھنو مورخہ ۱۰ مئی، ۲۰۰۳ء)

جناب مفتی صاحب! کیا رائے ہے ان مندرجہ بالا اشعار کے بارے میں آپکے قاری صاحب مرحوم نے ان اشعار میں حضور ﷺ کی خدمت میں کھڑے ہو کر (یعنی بصورت قیام) سلام عرض کرنے کے بعد، صاف طور پر مدد کیلئے پکارا ہے، آپ ﷺ کو اپنے دشمنوں سے انتقام لینے کی درخواست بھی کی ہے، اور اپنی یعنی (قاری صاحب کی دیوبند) آکر خبر لینے کی آرزو بھی کی ہے۔

جناب مفتی نذیر صاحب! قاری محمد طیب صاحب دیوبند کے مشہور و معروف عالم گزرے ہیں بلکہ دار العلوم دیوبند کے ۲۶ سال تک مہتمم بھی رہے جس شخص نے ۲۶ سال تک دار العلوم دیوبند کا اہتمام سنبھالا اسکو بھی آپ نے مشرک، بدعقیدہ، جاہل قرار دیا۔ اسکے لئے آپ اپنے جوابات کو غور سے پھر پڑھئے۔

۳۔اب آپ کو کشمیر کے قدیم علمی خاندان یعنی خاندان میر واعظاں کی طرف توجہ دلاتا ہوں یہ خاندان زمانہ قدیم سے یہاں دینی خدمت کے ساتھ ساتھ صحیح سیاسی رہنمائی بھی کرتا آرہا ہے اسی خاندان کی ایک برگذیدہ شخصیت جس نے بالآخر ایمان تبدیل کرنے کے بجائے اور ضمیر کا سودا کرنے کے بجائے ہجرت کرنے کو فوقیت دی اور مظفر آباد کی طرف کوچ کر کے مہاجر ملت کہلایے یعنی مفسر قران حضرت میر واعظ مولوی محمد یوسف شاہ صاحبؒ انہی کی مشہور نعت کے چند اشعار آپ کے گوش گذار کرنا چاہتا ہوں۔

کنج کران گنج گوہم یا رسول — ساری عمر ضائع گیم یا رسول ﷺ
روئے سیاہ موئے سفید چھم گناہ — از کہ شبہ روئے ہاوزیم یا رسول ﷺ
ہلیہ قبر سخت نالہ موت کریم — تم وقتہ چارہ کرزیم یا رسول ﷺ
چانہ پڑھے آیم وانج فلتسی — از کہ شبے روئے ہاوزیم یا رسول ﷺ
ژی سوا مئے چھمنہ کانہ تیتھ دردلا — دین و دنیا رُچھ کرزیم یا رسول ﷺ
چھس بہ کاشر امتی چیون روسیاہ — نابہ کارس تار دیزیم یا رسول ﷺ

(ماخوذ از رسالہ "مولود شریف سرکار دو عالم ﷺ" از منظور احمد نقشبندی صاحب صفحہ نمبر ۳۷)

جناب مفتی صاحب ایک بار نہیں بار بار ان اشعار کو پڑھئے اور پھر اپنے دیئے گئے جوابات بھی دیکھئے اور فیصلہ دیجئے کہ "مسلمانان کشمیر کی آنکھوں میں علم و عرفان کی روشنی بھرنے والا یہ مجاہد تحریک آزادی و مہاجر ملت جو اعلانا حضور اکرم ﷺ سے حسب روائت قدیم مدد طلب کر رہا ہے" آپ کے نزدیک کیا بدعقیدہ ہیں؟ بس آپ کیلئے یہ شعر یاد آتا ہے۔

شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر ہے پھینکتے
دیوار آہنی پہ حماقت تو دیکھئے

۴۔چلئے مفتی نذیر صاحب اب آپکو ایک ایسی تصویر دکھائیں جو بالکل آپ کے گھر کی ہے آپ جس ادارے میں مفتی کی گدی پر براجمان ہیں وہاں سے ہی ٹھیک دس سال پہلے شائع ہونے والے ماہنامہ "النور، جلد ۱۳، شمارہ ۲، اپریل ۲۰۰۰ء کا صفحہ نمبر ۳۸/۳۹ دیکھئے اس پر ادارہ کے ناظم مولوی رحمت اللہ میر صاحب یعنی آپ کے مربیٔ محترم کی نعت درج ہے جس کا عنوان ہی "یا رسول ﷺ" ہے ملاحظہ فرمایئے:

خوار گومت خستہ پیومت — مارہ گومت سائلہ
پانہ توہی استادہ کری تون — از شفاعت یا رسول ﷺ
خشک چشمن ہخت خوین — چھنہ معالج کانہ اکھاہ
جہدی کریچ اکھ نظر — شہجار وتہ چھم یا رسول ﷺ
یورہ بے کس ہورہ بے بس — پتہ تہ برونہ کن آئے وائے
چھر پیمتن تاردی تو — آر ایی نو یا رسول ﷺ

جناب مفتی صاحب کیا فرماتے ہیں آپ جناب ناظم مدرسہ رحیمیہ مولوی رحمت اللہ صاحب کے اس نعتیہ استغاثہ کے بارے میں، موصوف نے حضور ﷺ سے مدد مانگی ہے، ذرا اپنا جواب پھر دیکھئے بہرحال جو بھی ہو، آپ کے اپنے ناظم و مربی جناب مولوی رحمت اللہ صاحب بھی آپ کے جوابات کی رو سے "جاہل، بدعقیدہ اور مشرک" ٹھہرے۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

اے چشم شعلہ بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

ہم تو کشمیر میں برسہا برس سے دعائے صبح میں صبح سویرے اور درود حضور میں اعلانا استغاثہ کرتے ہیں تو آپ کی نظر میں پوری قوم کشمیر مشرک ابن مشرک ہے یعنی آپ کی نظر میں ہم ابا عن جد مشرک ہیں تو کیا آپ کے اسی پیمانے کی رو سے مذکورہ بالا علماء دیوبند بھی مشرک ہی ہیں نا! یعنی آپ نے جن اساتذہ سے علم حاصل کیا ہے انہوں نے بھی آپ کے فتویٰ کے مطابق یہ شرک کیا ہے یا مشرکین سے ہی تعلیم حاصل کی ہے ہاں رہی بات یہ کہ آپ ہی کو یہ شرک کیوں نظر آیا؟ تو یہ آپ کا قصور نہیں یہ قرب قیامت کی نشانی ہے "کہ جس تھالی میں کھاتے ہو اسی میں چھید کرتے ہو" بمطابق حدیث پیغمبر ﷺ "لعن اخر هذه الامة اولها" امت میں آخر میں آنے والے اپنے سے پہلوں پر لعنت کریں گے۔

جناب مفتی صاحب ایک نمک حلال کیلئے یہ ممکن نہیں کہ کوئی آکر اسکے اباء و اجداد کو مشرک بھی کہے اور پھر اس گالی دینے والے پر گرفت بھی نہ ہو یہ ہمارا فرض عین بنتا ہے کہ ہم ثابت کر کے دیں کہ ہمارے اسلاف و اجداد کے عقائد خالصۃً توحید تھے جس پر چودہ سو سالہ تاریخ اسلام گواہ ہے

قرآن وحدیث کے مظبوط دلائل گواہ ہیں سو وہ بخوبی ثابت ہوگیا الحمد للہ اور آگے بھی قیامت تک امت مسلمہ اسی طرح مسلک حق مسلک سواداعظم اہل سنت والجماعت پر ہی چل کر اپنے اسلاف کیلیے لعنت کرنے والے نہیں بلکہ رحمت بھیجنے والے اور ان کے دینی اقدار کی حفاظت کرنے والے بن جائیں گے انشاءاللہ۔ جناب مفتی صاحب آپ کے لئے تو حضرت شاہ نعمت اللہ صاحب قادری نے بہت پہلے کہا تھا۔

آں مفتیان فتویٰ، فتویٰ دہند بے جا   از حکم شرع بیروں برہند برعلانہ

میرے خیال میں مفتی صاحب آپکے خصائل میں شتر مرغیت ہے کیونکہ آپ اپنے قلم کو جو چال دیتے ہیں وہ شتر مرغ میں بخوبی پائی جاتی ہے شتر مرغ کی عادت ہے کہ ریت میں سر چھپاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اسے کوئی دیکھتا نہیں ہے۔ یقین نہ آئے تو علامہ کمال الدین دمیریؒ کی ''حیواۃ الحیوان'' کا مطالعہ کریں۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

آنکھیں اگر ہیں بند تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا

بہر حال خوف طوالت آگے بڑھنے سے روک رہا ہے ہاں ضرورت پیش آئی تو ڈھیر سارے دلائل پیش کروں گا لیکن آپ سے یہ گذارش کرونگا کہ کیوں آپ اس طرح حق کو چھپا رہے ہیں کیا حق چھپ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں، نفاق کے بادل آفتاب حق کی حرارت کے سامنے ٹک بھی نہ سکتے ہیں ہاں اللہ تعالیٰ کسی کو کذب کا طوق گردن میں ڈال کر معتوب کرتا ہے تو کسی کو حق عیاں کرنے کے انعام میں اپنا محبوب بنالیتا ہے خصوصاً جب اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ اور آپ ﷺ کے غلاموں کے ناموس کا مسئلہ ہو۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اپنے محبوب ﷺ کی حقیقی غلامی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔ ہاں اعلیٰ حضرت کے ان اشعار کی طرف مفتی نذیر صاحب کو ضرور توجہ دلاؤں گا۔

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی   منکرو! کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا
آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے   پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا
اُف رے منکر یہ بڑھا جوش تعصب آخر   بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا

مفتی عبدالرشید مہتمم دارالعلوم بلالیہ کا کھلا نفاق

اب آیئے اسی طائفہ دیوبند کے ایک اور مفتی جناب مفتی عبدالرشید صاحب مہتمم مدرسہ بلالیہ کے خیالات اور تحریرات کو بھی اسی کے اکابرین کے خیالات، تحریرات اور عملیات کے آئینہ میں پرکھیں اور ماتم کریں اُنکے کھلے نفاق پر۔

احقر نے جناب مفتی نذیر احمد صاحب اور مفتی عبدالرشید صاحب کو جو بھی دلائل پیش کئے ہیں سب انہی کے اکابر کے ہیں بس تھوڑی سی ترتیب قائم کی بقول موج رامپوری۔

آئینے سب تری دکان کے ہیں
مختلف زاویوں میں رکھے ہیں

جناب مفتی عبدالرشید صاحب نے حضور پرنور ﷺ کے علم غیب اور حاضر وناظر اور بااختیار ہونے کا انکار کرتے ہوئے ایک عدد فتویٰ بھی تحریر کیا ہے اور بخاری جلد اول بھی علم غیب کے نفی کے ثبوت میں دیدی۔ مفتی موصوف کا یہ فتویٰ اور اُسکے علاوہ مفتی صاحب سے حاصل کردہ ''بخاری شریف جلد اول'' دونوں میرے پاس عزیز القدر انجینیر طفیل احمد صاحب کے ذریعہ پہنچے ہیں (جسکی تفصیل میں نے ابتدائیہ میں بیان کی ہے۔)

مفتی صاحب کی دی ہوئی بخاری شریف سے ہی احقر نے تقریباً (۴۰) احادیث کا انتخاب کیا جن سے عظمت مصطفیٰ ﷺ خصوصاً علم غیب مصطفیٰ ﷺ اختیار وحاضر وناظر کا برملا اظہار ہوتا ہے وہ چالیس (۴۰) احادیث اس کتاب کے آخر میں درج کرونگا تاکہ اس کتاب میں (۴۰) احادیث پڑھنے والے اور اسکی اشاعت کرنے والے کو قیامت میں فقہائے کرام کیساتھ اُٹھنے کی بشارت مصطفوی ﷺ حاصل ہوجائے لیکن آیئے پہلے مفتی عبدالرشید صاحب کی علم غیب مصطفےٰ ﷺ اور حاضر وناظر کی نفی میں، سوال وجواب پر مشتمل تحریر من وعن ملاحظ فرمائیں:۔

(**نوٹ**): اگر آپکو اس تحریر میں کہیں گرائمر کی کمزوری یا تحریری کمزوری نظر آئے تو یہ مفتی رشید صاحب کی ہی تحریر میں اسی طرح لکھا ہوا ہے۔

سوال) ''علم غیب اور حاضر وناظر کے اوصاف اللہ تعالیٰ کیساتھ خاص ہے یا حضور اکرم ﷺ کے بھی یہ اوصاف ہے اگر کوئی شخص حضور اکرم ﷺ کیلیے بھی یہ اوصاف مانتا ہو تو ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے''

''مفتی عبدالرشید دارالعلوم بلالیہ کا جواب''

الجواب وبا اللہ التوفیق:

ہر جگہ حاضر وناظر اور عالم الغیب کی صفت صرف اللہ تعالیٰ کیلئے خاص ہے یہ کسی انسان کی صفت نہیں ہے آقاء نامدار علیہ السلام کو انہی چیزوں کا علم تھا جنکو اللہ تعالیٰ نے بتلایا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اخیر عمر میں آپ علیہ السلام کو اولین وآخرین کا علم عطا فرمایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ علوم تھے اور ہر جگہ حاضر وناظر ہونے کی صفت بھی صرف اللہ تعالیٰ کی ہے کسی انسان یا بشر یا کسی نبی کی صفت نہیں ہے آقاء نامدار علیہ السلام پر بعض دفع اللہ تعالیٰ نے دور کی چیزوں کو منکشف کر دیا تھا جیسا کہ بخاری شریف (۱:۵۴۸) میں ھیکہ معراج کے بعد آپ حطیم کعبہ میں تشریف فرما تھے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے بیت المقدس کی ہر چیز منکشف فرمائی آپؐ نے ہر ہر چیز دیکھ دیکھ پر بیان فرمائی۔

اسی طرح بخاری شریف (۲:۶۱۱) میں ھیکہ غزوہ موتہ کے موقعہ پر حضرت زید بن حارثہ پھر حضرت جعفر طیار پھر حضرت عبداللہ بن رواحہ کی شہادت کو اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر منکشف فرمایا پھر آپؐ نے صحابہ کرام کو بتلایا یہ نہ تو علم غیب ہے اور نہ ہی اس سے آپ کا ہر جگہ حاضر وناظر ہونا ثابت ہوتا ہے بلکہ جس موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے چاہا آپؐ پر معجزے کے طور پر مختلف چیزیں منکشف فرمائی لیکن جب اللہ تعالیٰ نے نہ چاہا تو آپؐ پر کوئی چیز منکشف نہیں ہوئی اور اس پر بہت سی دلیلیں موجود و ثابت ہیں۔ شریف مسلم (۲:۵۴) میں ہے کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ ابن مسعود خیبر میں پہنچے وہاں پہنچ کر جب الگ الگ ہو گئے تو عبداللہ بن سہل کو کسی نے قتل کیا لیکن اس قاتل کا پتہ کہیں نہ چل سکا، اور نہ ہی آپؐ نے قتل کرتے ہوئے دیکھا پھر حضور ﷺ نے ان یہودیوں سے قسمیں لیں لیکن قاتل کا پتہ نہ چل سکا تو اگر آپؐ حاضر وناظر ہوتے تو قاتل کا پتہ چل جاتا اور قسمیں لینے کی ضرورت نہ پڑتی یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ ہر جگہ حاضر وناظر نہیں ہے۔ بخاری شریف (۲:۵۸۶) میں ھیکہ بئر معونہ میں ستر (۷۰) کبار صحابہ رضی اللہ عنھم شہید ہوئے حالاں کہ ان صحابہ کو قتل کرنے کی غرض سے ہی لیا گیا تھا لیکن آپ ﷺ کو نہ تو انکے ارادے کا علم ہوا اور نہ خود ہی انکی شہادت کا علم ہوا اور نہ شہید کرتے ہوئے آپؐ نے انکو دیکھا بلکہ حضرت عمر بن امیر کے اطلاع دینے

کے بعد معلوم ہوا۔ بخاری شریف (۲:۶۰۲) میں ھیکہ قبیلہ عرینہ کے لوگوں نے آپ ﷺ کے چرواہے کو قتل کیا اور جانوروں کو لیکر چلے گئے لیکن آپ کو نہ لے جاتے وقت پتہ چلا اور نہ آپؐ نے قتل کرتے انکو دیکھا بلکہ بعد میں صحابہؓ نے اطلاع فرمائی۔ (بخاری شریف ۲:۶۱۰) میں ھیکہ غزوہ خیبر میں ایک یہودی عورت زینب بنت الحارث نے آپؐ کو زہر آلودہ بکری کا گوشت پیش کیا تو آپؐ کو زہر کا علم نہ ہوا اسلئے ایک لقمہ اٹھالیا اور صحابہ نے بھی کچھ تناول فرمالیا جسکی وجہ سے ایک صحابیؓ بعد میں شہید ہوئے تو نہ ہی آپؐ نے انکو زہر ملاتے ہوئے دیکھا اور نہ دیکھا اور نہ پتہ چلا بلکہ ایک لقمہ نوش فرمانے کے بعد آپ ﷺ کو محسوس ہوا۔ (بخاری شریف ۲:۶۱۲) میں ھیکہ حضرت حاطب بن بلتعہ نے کفار مکہ کو خط روانہ کیا جسکا علم آپ ﷺ کو نہ ہوا اور نہ ہی آپؐ نے خط لکھتے ہوئے دیکھا بلکہ جب وہ روضہ میں پہنچی تو آپ ﷺ کو وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوا پھر انکے پیچھے صحابہ کا ایک دستہ روانہ کیا جن میں حضرت علیؓ بھی تھے۔ (بخاری شریف ۲:۵۹۳) میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کا واقعہ جب ان پر تہمت لگی اور یہ مشہور واقعہ ہے حضرت عائشہ کے بارے میں لیکن آپ ﷺ کو حقیقت کا علم نہ ہوسکا اور آپ ﷺ تقریباً چالیس دن تک پریشان رہے بعد میں قرآن کریم کی آیت افک کے ذریعہ پتہ چلا:۔ (بخاری شریف ۲:۶۶۳) میں ھیکہ غزوہ بنی مصطلق میں حضرت عائشہ کا ہار گم ہو گیا جسکا علم آپ ﷺ کو نہ ہوسکا اور نہ آپؐ نے اسے گم ہوتے دیکھا جسکی وجہ سے سارا قافلہ رُکا رہا بعد میں وہ ہار اونٹ کے نیچے ملا۔ اونٹ بیٹھا تھا (بخاری شریف ۲:۸۵۸) میں آپ ﷺ پر جادو کا واقعہ مذکور ہے جادو کسی طرح کیا گیا اور کس نے کیا آپ ﷺ کو اسکا علم نہ ہوسکا اور نہ آپؐ نے کسی کو دیکھا جادو کرتے ہوئے بلکہ بعد میں وحی کے ذریعہ بتلایا گیا کہ لبید بن عاصم یہودی نے جادو کیا ہے۔ (کشف الباری ۸: ۳۵۹) بخاری شریف :۱: شرح فتح الباری ۵:۴۲۴) میں ھیکہ ہے۔ (کشف الباری ۸: ۳۵۹) بخاری شریف :۱: شرح فتح الباری ۵:۴۲۴) میں ھیکہ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر جب حضرت عثمان کو مشرکین مکہ کیساتھ بات چیت کیلئے بھیجا گیا تو یہ افواہ ہوئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا جسکی وجہ سے تمام صحابہ کرام اور خود نبی کریم ﷺ کو سخت پریشانی ہوئی لیکن بعد میں پتہ چلا کہ وہ زندہ ہے اسکے علاوہ بھی بہت سارے واقعات میں جن سے یہ بات واضح ہو جاتی ہیں کہ آپ ﷺ عالم غیب نہیں ہے۔ اور نہ آپ ﷺ ہر جگہ حاضر وناظر ہے۔

نیز جولوگ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کو آخری عمر میں ما کان و مایکون کا علم عطا کیا گیا یہ صحیح نہیں ہے اس پر آپ ﷺ کے تین واقعات ہیں جن سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ آپ ﷺ کو آخری عمر میں بھی علم غیب نہیں عطا کیا گیا۔ (بخاری شریف ۱:۹۵) میں آپ ﷺ کے مرضِ الوفات کا واقعہ ہے کہ آپ ﷺ پر تین مرتبہ غشی طاری ہوئی تو ہر مرتبہ پوچھتے تھے کہ نماز ہوئی یا ابھی نہیں اس سے پتہ چلا کہ علم غیب کا یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے۔

(بخاری شریف ۲:۹۶۶) میں آپ کا یہ ارشاد مبارک موجود ہیکہ قیامت کے دن میرے سامنے سے میری اُمت کی ایک جماعت کو جہنم میں ڈالنے کیلئے لیا جائے گا تو میں کہوں گا یا اللہ میری اُمت ہیں تو کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ اُنہوں نے آپ کے بعد کیسے کیسے بدعات ایجاد کئے چنانچہ ان کو آپ ﷺ کے سامنے سے کھینچ کر جہنم میں لیا جائے گا۔

(بخاری شریف ۲:۱۱۱۸) میں شفاعت کے بارے میں آپ ﷺ ہی ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس دن میرے دل میں حمد وثنا کے ایسے الفاظ ڈالیں گے جنکے ذریعہ سے میں اللہ تعالیٰ کی حمد ثنا کرونگا اور وہ الفاظ مجھے ابھی معلوم نہیں ہے اُسوقت معلوم ہوں گے الغرض نبی کریم ﷺ کو عالم غیب اور حاضر وناظر ماننا قرآن وحدیث اور اجماع سلف صالحین کیخلاف ہے چنانچہ مسلم شریف ۱:۹۸ میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جو شخص یہ کہے کہ محمد ﷺ کل کی غیبی خبروں کا علم رکھتے ہیں اس نے اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ آسمانوں اور زمینوں کے تمام مغیبات کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہے حدیث عائشہؓ "زعم انه يخبر بما يكون في غلا فقد اعظم على الله الفرية والله يقول قل لايعلم من في السموٰاة والاض الغيب الى الله. مسلم ۱:۹۸) "اسلئے جو شخص ایسے عقائد رکھتا ہو اسکے ایمان کو خطرہ ہے فوراً توبہ کرے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور آئندہ ایسے عقائد کے قریب بھی نہ جائے نیز ایسا شخص جب تک ان عقیدوں سے توبہ نہ کرے اسکے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں یعنی ایسے شخص کو امام بنانا درست نہیں ہے۔

"ثم اعلم ان الانبياء لم يعلمو المغيبات من الاشياء الا ما علمهم الله تعالىٰ احياناً وذكر الحنفية تحريشاً بالتكفير باعتقاد ان النبى لعلم الغيب لمعارضته قوله تعالىٰ قل لا يعلم من فى السموٰت و الارض الغيب الا الله"

(فتاوىٰ محموديه ، ۲: ۲۱)محمودية ، ۱: ۱۱۲)

امام بنانے کے بارے میں اس شخص کو جو عالم الغیب ہونے کا عقیدہ رکھتا ہو بحوالہ (فتاویٰ محمودیہ، ۱۰:۱۰۸) یعنی ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے (فتاویٰ محمودیہ، ۱۵:۱۰۸) (فتاویٰ شامی ۲:۲۹۹) فتاویٰ دار العلوم ۳:۲۸۰) اور قرآن کریم کی بے شمار آیتیں اس بات کی صریح دلیل ہے جن میں صراحتاً اللہ تعالیٰ کے علاوہ غیب کی نفی کی گئی ہے حوالجات قرآن کریم سے: (پ ۲۰ نمل آیت ۶۵ پ ۹ الاعراف ۱۸۸) (پ ۲ بقرہ آیت ۲۱۰) (پ ۳ آل عمران آیت ۴۴) (پ ۱۳ یوسف وکریم ۱۱ (پ ۷ مائدہ آیت ۱۰۹) (پ ۲۳ یسین آیت ۶۹) (۲۴ مومن آیت ۷۷ رکوع ۸) (پ ۲۳ آیت ۶۹ رکوع ۵) (پ ۱۵ بنی اسرائیل آیت ۸۵ رکوع ۱۰) (پ ۷ انعام آیت ۵۰) (پ ۱۲ ھود آیت ۳۱) (پ ۱۲ ھود ۱۰) (پ ۱۵ کہف ۴۰) (پ ۱۴ نحل رکوع ۱۱ (پ ۲۲ احزاب رکوع ۸) (پ ۹ اعتراف) یہ نص قطعی ہے (پ ۴ عمان رکوع ۱۳) (پ ۲۸ تحریم رکوع ۱) (پ ۱۰ توبہ رکوع ۱۳)۔ (فقط واللہ اعلم) (اختتام کو پہنچی مفتی صاحب کی تحریر)

اب آیئے ذرا پہلے مفتی عبدالرشید صاحب ہی کی تحریر کا جائزہ لیتے ہیں کیونکہ مثل مشہور ہے کہ "دروغ گورا حافظہ نہ باشد"

جناب مفتی موصوف نے حضور ﷺ کے علم غیب کی نفی پر زبردست زور لگایا ہے لیکن ابتداء میں ہی اپنی تحریر میں کچھ اس طرح رقم کر گئے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے اخیر عمر میں آپ علیہ السلام کو اولین وآخرین کا علم عطا فرمایا" یہ لکھنے کے بعد پھر مفتی صاحب اپنی اسی تحریر میں آگے نقل کر یوں لکھتے ہیں "نیز جولوگ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کو آخری عمر میں ما کان وما یکون کا علم عطا کیا گیا صحیح نہیں ہے" احقر نے مذکورہ بالا تضاد کو مفتی جی کی من وعن تحریر میں انڈر لاین کیا ہے خود بغور ملاحظہ فرما کر محررؔ کے تکبر اور لاعلمی پر ماتم کیجئے یعنی خود مفتی عبدالرشید صاحب نے اپنے ہی آپ کو رد کر دیا۔ غرض بقول شاعر ؎

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
خود آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اب اس کے بعد مفتی عبدالرشید صاحب نے جس بات پر اپنی تحریر میں بہت زور دیا ہے وہ حضور ﷺ کے علم غیب کی نفی ہے اس سلسلے میں جناب مفتی صاحب نے احادیث وغیرہ سے دکھانے کی کوشش کی ہے کہ اگر فلاں جگہ فلاں واقع ہوا تو حضور ﷺ کو اطلاع کیوں نہ تھی اسی طرح حاضر و ناظر اور اختیار مصطفوی ﷺ کے متعلق اپنے اشکالات کا اظہار کیا ہے اسی طرح آپ کا یہ کہنا کہ اگر

حضور کو علم غیب ہوتا تو آپ ﷺ نے پردہ فرماتے وقت بار بار کیوں پوچھا کہ کیا نماز ہوگئی؟ افسوس جناب مفتی صاحب! یہ تو انکار قرآن ہے قرآن پاک تو اعلاناً اللہ کی طرف سے انبیاء کو علم غیب پر مطلع کرنے کا اعلان کرتا ہے نمونے کے طور پر یہاں چند آیات پیش کرتا ہوں ترجمہ تین تراجم سے دیا ہے غور فرمائیں۔

۱. وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء فامنوا باللہ ورسلہ (ال عمران، پ ۴، آیت ۱۷۹)

ترجمہ کنز الایمان از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحبؒ: اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دیدے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

ترجمہ بیان القران از مولینا اشرف علی تھانوی صاحب: اور اللہ تعالیٰ ایسے امور غیبیہ پر تم کو مطلع نہیں کرتے ولیکن ہاں جس کو خود چاہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں انکو منتخب فرما لیتے ہیں۔

ترجمہ عرفان القران از شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری صاحب: اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ (اے عامۃ الناس!) تمہیں غیب پر مطلع فرماوے لیکن اللہ اپنے رسولوں سے جسے چاہے (غیب کے علم کے لئے) چن لیتا ہے۔

۲. وانزل اللہ علیک الکتاب والحکمۃ وعلمک ما لم تکن تعلم. (النساء: پ ۵، آیت ۱۱۳)

ترجمہ کنز الایمان از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحبؒ: اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاردی اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔

ترجمہ بیان القران از مولینا اشرف علی تھانوی صاحب: اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور علم کی باتیں نازل فرمائیں اور آپ کو وہ باتیں بتلائی ہیں جو آپ نہ جانتے تھے۔

ترجمہ عرفان القران از شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب: اور اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل فرمائی ہے اور اس نے آپ کو وہ سب علم عطا کر دیا ہے جو آپ نہیں جانتے تھے۔

۳. علم الغیب فلا یظہر علیٰ غیبہ احداً ○ الا من ارتضیٰ من رسول. (سورہ جن، پ ۲۹، آیت ۲۷،۲۶)

ترجمہ کنز الایمان از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحبؒ: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کو۔

ترجمہ بیان القران از مولینا اشرف علی تھانوی صاحب: اور غیب کا جاننے والا وہی ہے سو وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا ہاں مگر اپنے کسی برگزیدہ پیغمبر کو۔

ترجمہ عرفان القران: (وہ) غیب کا جاننے والا ہے، پس وہ اپنے غیب پر کسی (عام شخص) کو مطلع نہیں فرماتا۔ سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

تو مفتی صاحب نص قرآنی سے یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے اور رسولوں میں سے جسے چاہے غیب کا علم عطا کرتا ہے اصل میں شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ۔

دل بینا بھی کر خدا سے طلب آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

رہی بات آپ کے اس اعتراض کی کہ حضور ﷺ نے پردہ فرماتے وقت نماز کے بارے میں کیوں معلوم کیا؟ تو جان لیجئے! دنیا سے پردہ فرمانے کے وقت حضور اکرم ﷺ نے اُمت کو نماز کی اہمیت سمجھانے کے لئے اور حق رسالت ادا کرتے ہوئے آخری دم تک امت کو احکامات شرعیہ کی اہمیت کی طرف توجہ دلا رہے ہیں ورنہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے گوشہ مبارکہ میں سرگوشی بھی فرمائی جس سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنھا محزون ہوئیں پھر دوبارہ سرگوشی فرمائی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کچھ دیر کیلئے شاد ہوئیں یہ واقعہ تو آپ کی نظر سے گذرا ہی نہیں کیونکہ آنکھوں پر تعصب کی عینک جو چڑھی ہے آیئے یہ واقعہ آپکو سناتے ہیں یہ واقعہ تفصیلاً بخاری شریف جلد ۱ ص ۵۱۲، مسلم جلد ۲ ص ۲۹۱، ترمذی جلد ۲ ص ۲۷۲، ابن ماجہ ص ۱۱۶، میں یوں درج ہے: ترجمہ حدیث: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی تمام ازواج جمع تھیں اور کوئی بھی باقی نہ تھی اتنے میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں جن کی چال رسول اللہ ﷺ کے چلنے کے مشابہ تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا مرحبا میری بیٹی۔ پھر ان کو دائیں یا بائیں جانب بٹھایا پھر آپ ﷺ نے چپکے سے ان سے کوئی بات کی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا رونے لگیں پھر چپکے سے ان کو کوئی بات کہی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھا ہنسنے لگیں۔ میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ سے کہا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کس وجہ سے روئیں؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کا راز افشا نہیں کرونگی۔ میں (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا) نے کہا کہ میں نے آج کی طرح کوئی خوشی غم سے اتنی قریب نہیں دیکھی۔ حتی کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوگیا تو میں نے پھر پوچھا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تھا

کہ جبریل (علیہ السلام) مجھ سے ہر سال ایک بار قرآن مجید کا دور کرتے تھے اور اس سال انہوں نے مجھ سے دو بار قرآن مجید کا دور کیا ہے اور میرا یہی گمان ہے کہ اب میرا وقت (قریب) آ گیا ہے تو میں رونے لگی، دوبارہ سرگوشی فرمائی تو فرمایا میرے تمام اہل میں سب سے پہلے تم مجھ سے ملو گی اور میں تمہارے لئے بہترین پیش رو ہوں بس میں رونے لگی۔ پھر آپ ﷺ نے سرگوشی کی اور فرمایا کیا تم اس سے راضی نہیں ہو کہ تم تمام مؤمن عورتوں کی سردار ہو یا اس امت کی عورتوں کی سردار ہو میں اس وجہ سے ہنسی تھی (ختم ہوئی حدیث)۔ اس مبارک حدیث سے نبی کریم ﷺ کا علم غیب روز روشن کی طرح ظاہر ہو رہا ہے اس مبارک فرمان میں آپ ﷺ نے اپنے وصال کی بھی خبر دی بلکہ اہلبیت میں سے جس کا وصال سب سے پہلے ہوگا اس کو بھی جانتے ہیں حضور ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد اہل بیت اطہار علیہم السلام میں سے حضور کے فرمان عالیشان کے مطابق حضرت فاطمہؓ ہی نے سب سے پہلے پردہ فرمایا ساتھ ہی اس بات کا بھی علم دے کر گئے کہ حضور کی لخت جگر حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدۃ نساء المومنین ہیں۔ اب آیئے آگے بڑھیں مذکورہ بالا آیات قرآنی کی مذید شرح اور اسکے علاوہ احادیث صحیحہ سے آپکے اشکالات دور کرنے کی کوشش کریں گے انشا اللہ لیکن آغاز متحدہ ہندوستان میں بارہویں صدی ہجری کے بطل جلیل، جامع علوم ظاہرہ و باطنہ، شیخ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے تذکرہ سے کرتے ہیں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلویؒ کی ذات، ذات ستودہ صفات و رفیع الدرجات ہے اگرچہ برصغیر کی سرزمین نے بے شمار قابل فخر سپوت جنم دیئے ہیں لیکن ان میں سے چند ایک نے تو پورے عالم اسلام پر اپنے گہرے اور ہمہ گیر اثرات چھوڑے ہیں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی ذات والا صفات انہی برگزیدہ ہستیوں میں سے ایک ہے کہ جن کی باکمال شخصیت جہاں آج طالبان حق اور سالکان معرفت کے لئے روشنی کا ایک سدا فروزاں مینار ہے وہاں ان کے فکر کی ضیا اور عمل کا فیض مستقبل کے لئے بھی قندیل راہ ہے آپؒ کی ولادت سن ۱۱۱۴ھ/ ۱۷۰۳ء میں ضلع مظفر نگر کے قصبے پھلت میں پیدا ہوئے آپ کا خاندان علمی اور روحانی اعتبار سے ایک معروف حیثیت کا حامل تھا سات برس کی عمر میں آپ نے قران مجید ختم کیا دس سال کی عمر میں شرح ملا جامی تک کتابیں پڑھ لیں اور کتابوں کے مطالعے کی استعداد پیدا ہو گئی پندرہ برس کے ہوئے تو والد گرامی قدر حضرت شاہ عبدالرحیم صاحبؒ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے پھر سترہ برس ہی کے تھے کہ والد ماجدؒ نے آپ کو بیعت و ارشاد کی اجازت اور باقاعدہ خلافت

عطا فرمائی اور فرمایا "یدہ کیدی" (ولی اللہ کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے) آپ کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب اپنے وقت کے محدث بے بدل تھے۔ مصنف "حیات ولی" مولوی رحیم بخش دہلوی لکھتے ہیں کہ شاہ عبدالرحیم نہ صرف یہ کہ ایک صاحب حال بلند مرتبہ صوفی تھے بلکہ جید عالم دین اور نامور محدث تھے ہندوستان میں جس معزز اور بزرگوار نے سب سے پیشتر حدیث کے درس و تدریس کی بنیاد ڈالی اور جس مشہور محدث نے اس غریب علم کے شائع کرنے اور پھیلانے میں کوشش بلیغ کی وہ شیخ عبدالرحیم صاحب تھے (حیات ولی صفحہ نمبر:۱۶۱) مولینا عبیداللہ سندھی اپنی کتاب "شاہ ولی اللہ اور ان کا فلسفہ" میں لکھتے ہیں "شاہ ولی اللہ کی فکری تربیت اور ان کی علمی اساس میں ہم ان کے والد شاہ عبدالرحیم صاحب کو اصل مانتے ہیں، شاہ عبدالرحیم نے خود اپنے نامور صاحبزادے کو تعلیم دی تھی چنانچہ انہوں نے شاہ ولی اللہ کو قرآن کا ترجمہ تفسیروں سے الگ کر کے پڑھایا اور اس طرح قرآن کا اصل متن ان کے لئے قابل توجہ بنایا پھر آپ نے وحدت الوجود کے مسئلے کو صحیح طریقے پر حل کیا اور اسے اپنے صاحبزادے کے ذہن نشین کیا، نیز شاہ عبدالرحیم ہی نے حکمت عملی کو اسلامی علوم میں ایک باوقار اور اہم مقام دیا اور اپنے صاحبزادے شاہ ولی اللہ کو اس کی خاص طور سے تلقین کی الغرض یہ تین چیزیں قرآن کے متن کو اصل جاننا، وحدت الوجود کا صحیح حل، اور اسلامی علوم میں حکمت عملی کی غیر معمولی اہمیت شاہ ولی اللہ کے علوم میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں اور یہ تینوں کی تینوں شاہ عبدالرحیم کی تربیت کا نتیجہ ہیں (صفحہ نمبر ۱۹۲) شاہ عبدالرحیم صاحبؒ فتاویٰ عالمگیری کی تدوین میں بھی شامل تھے آپؒ اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم دین، فقیہ، محدث ہونے کے ساتھ ہی ساتھ اعلیٰ پایہ کے روحانی پیشوا بھی تھے غرض شاہ ولی اللہؒ نے اپنے والد محترم سے علوم ظاہر و باطن حاصل کئے والد ماجد کا انتقال ۱۱۳۱ھ میں ہوا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے بارے تحریک آزادی کے معروف مجاہد اور برصغیر کے نامور عالم معقولات علامہ فضل حق خیر آبادیؒ نے فرمایا: (شاہ ولی اللہ) "ایسا بحر ذخار ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں" علامہ مفتی عنایت احمد کاکورویؒ نے حضرت شاہ ولی اللہؒ کے متعلق یوں فرمایا: "شاہ ولی اللہ ایک ایسا شجر طوبیٰ ہیں جس کی جڑیں تو اپنی جگہ قائم ہیں اور اس کی شاخیں تمام مسلمانوں کے گھروں تک پھیلی ہوئی ہیں مسلمانوں کا کوئی ٹھکانا ایسا نہیں جہاں اس درخت کی شاخیں سایہ فگن نہ ہوں"۔ تقریباً نصف صدی تک علوم و معارف، فیوض و برکات عام کرتے رہنے کے بعد ۲۹ محرم ۱۱۷۶ھ/ ۱۷۶۲ء کو یہ مرد خدا آگاہ رحلت فرمائے خلد بریں ہوا

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا شمار کثیر التصانیف شیوخ میں ہوتا ہے آپؒ نے اپنے والد، اپنے استاد، اپنے شیخ و مربی حضرت شاہ عبدالرحیمؒ محدث دہلوی کے حالات زندگی، انکے روحانی کمالات اپنی مشہور کتاب ''انفاس العارفین'' میں خود قلمبند فرمائے ہیں اسکے علاوہ اپنے عم بزرگوار حضرت شیخ ابوالرضا محمدؒ کے حالات، ملفوظات و دیگر اجداد کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے مختصر تذکرہ کے بعد اب آیئے اسی ''انفاس العارفین'' سے یہاں چند واقعات پیش کر کے منکرین علم غیب مصطفےٰ ﷺ اور حاضر و ناظر و اختیار مصطفوی ﷺ کی نفی کرنے والوں کو آئینہ دکھائیں خصوصاً مفتی عبدالرشید آف مدرسہ بلالیہ لعل بازار سے پوچھ لیں کہ کیا فرماتے ہیں جناب مفتی مذکور ان واقعات کے بارے میں۔

مندرجہ ذیل واقعات کے عنوانات و عبارات من و عن 'انفاس العارفین' (ناشر مکتبہ الفلاح، دیوبند، یوپی) سے نقل ہیں:

''یہ پہلا واقعہ ''انفاس العارفین صفحہ نمبر ۱۰۴/۱۰۵'' سے ملاحظہ فرمائیں''

موئے مقدس کی برکات: فرمایا (حضرت شاہ عبدالرحیم صاحبؒ نے) کہ ایک بار مجھے بخار نے آلیا اور بیماری نے طول پکڑا یہاں تک کہ زندگی سے نا امید ہوگیا۔ اسی دوران مجھ پر غنودگی طاری ہوئی تو میں نے دیکھا کہ حضرت شیخ عبدالعزیزؒ (حضرت شاہ عبدالرحیمؒ کے نانا جان ہیں) سامنے موجود ہیں اور فرما رہے ہیں ''بیٹے! حضرت پیغمبر ﷺ تیری بیمار پرسی کو تشریف لا رہے ہیں اور شاید تیری پائینتی (چارپائی کا پاؤں کی طرف کا حصہ) کی طرف سے تشریف لا رہے ہیں اس لئے چارپائی کو اس طرح رکھنا چاہئے کہ حضور ﷺ کی طرف تمہارے پاؤں نہ ہوں۔ یہ سن کر مجھے کچھ افاقہ ہوا قوت گویائی نہیں تھی۔ حاضرین نے میرے اشارے پر چارپائی کا رخ پھیر دیا۔ اسی وقت آنحضرت ﷺ تشریف فرما ہوئے اور فرمایا ''کیف حالک یا بنی'' (اے بیٹے کیسے ہو؟)

اس کلام کی لذت اس قدر غالب ہوئی کہ مجھ پر آہ و بکا اور وجد و اضطراب کی عجیب و غریب کیفیت طاری ہوگئی آنحضرت ﷺ نے مجھے اس انداز سے اپنی بغل میں لیا کہ آپ کی داڑھی مبارک میرے سر پر تھی اور آپ کا جبہ مبارک میری آنکھوں سے تر ہوگیا۔ پھر آہستہ آہستہ یہ وجد و اضطراب کی کیفیت حالت سکون میں بدل گئی اسی وقت میرے دل میں آیا کہ ایک مدت سے موئے مبارک کے حصول کی آرزو رکھتا ہوں کیا ہی کرم ہو کہ اس وقت تبرک عنائت فرمائیں میرے اس

آئینۂ حق نما

خیال سے آپ مطلع ہوئے اور داڑھی مبارک پر ہاتھ پھیر کر دو مقدس بال میرے ہاتھ میں تھما دیئے پھر میرے دل میں خیال آیا کہ یہ دونوں مقدس بال عالم بیداری میں بھی میرے پاس رہیں گے یا نہیں۔ اس کھٹکے پر مطلع ہو کر آپ ﷺ نے فرمایا یہ دونوں بال عالم ہوش یا بیداری میں بھی باقی رہیں گے اس کے بعد آپ ﷺ نے صحت کلی اور طویل عمر کی خوشخبری سنائی اسی وقت مرض سے افاقہ ہوگیا میں نے چراغ منگوایا وہ دونوں مقدس بال اپنے ہاتھ میں نہ پائے تو میں غمگین ہو کر بارگاہ عالی کی طرف متوجہ ہوا غیبت واقع ہوئی اور آنحضور ﷺ مثالی صورت میں جلوہ فرما ہوئے۔ فرمایا اے بیٹے! عقل و ہوش سے کام لو، وہ دونوں بال احتیاطاً تمہارے سرہانے کے نیچے رکھ دیئے تھے وہاں سے لے لو۔ افاقہ ہوتے ہی میں نے وہ مقدس بال وہاں سے اٹھا لئے پھر تعظیم و تکریم سے ایک جگہ محفوظ کر کے رکھ دیئے۔ اس کے بعد دفعتاً بخار ٹوٹا اور انتہائی ضعف و نقاہت طاری ہوئی۔ عزیزوں نے سمجھا کہ موت آپہنچی رونے لگے۔ مجھ میں بات کرنے کی سکت نہیں تھی سر سے اشارہ کرتا رہا۔ کچھ دیر بعد اصل طاقت بحال ہوئی اور صحت کلی نصیب ہوئی۔ اسی سلسلے میں (والد محترم شاہ عبدالرحیم صاحبؒ نے) یہ کلمات بھی فرمائے تھے کہ ان دو بالوں کے خواص میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپس میں گتھے رہتے ہیں مگر جب درود پڑھا جائے تو جدا جدا کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ ایک مرتبہ تاثیر تبرکات کے منکروں میں سے تین آدمیوں نے امتحان لینا چاہا میں اس بے ادبی پر راضی نہ ہوا مگر جب مناظرے نے طول کھینچا تو کچھ عزیز ان مقدس بالوں کو سورج کے سامنے لے گئے اُسی وقت بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا حالانکہ سورج بہت گرم تھا اور بادلوں کا موسم بھی نہیں تھا۔

یہ واقعہ دیکھ کر منکروں میں سے ایک نے توبہ کی اور دوسروں نے کہا یہ اتفاقی امر ہے عزیز دوسری مرتبہ (بال مبارک کو سورج کے سامنے) لے گئے تو دوبارہ بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا اس پر دوسرے منکر نے بھی توبہ کرلی۔ مگر تیسرے نے کہا یہ تو اتفاقی بات تھی۔ یہ سن کر تیسری بار موئے مقدس کو سورج کے سامنے لے گئے۔ سہ بارہ بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا تو تیسرا منکر بھی توبہ کرنیوالوں میں شامل ہوگیا۔ (انفاس العارفین صفحہ نمبر ۱۰۴/۱۰۵۔ مطبوعہ مکتبہ الفلاح دیوبند) (یو۔پی)

(حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں) حضرت والد ماجد نے آخری عمر میں جب تبرکات تقسیم فرمائے تو ان دونوں بالوں میں سے ایک کاتب الحروف کو عنایت فرمایا جس پر پروردگار عالم کا شکر ہے۔ (انفاس العارفین ص ۱۰۵)

اس واقعہ کو ذرا بار بار پڑھیے! حضور محترم ﷺ پردہ فرمانے کے کم و بیش گیارہ سو سال بعد بھی سرزمین عرب سے عجم یعنی ہندوستان ایک مخلص غلام کی خبر رکھتے ہیں جسکی صحت ناساز ہوئی تو عیادت کیلئے آئے بلکہ آپ ﷺ کی تشریف آوری کی خبر حضرت نانا جان شیخ عبدالعزیز صاحبؒ پہلے ہی لے کر آئے تھے پھر حضور محترم ﷺ نے خیر خبر بھی پوچھی، بیمار کے دل میں حضور ﷺ سے تبرک حاصل کرنے کی تمنا جاگی تو غیب دان پیغمبر ﷺ نے فوراً ہی دل کی مراد پوری کرتے ہوئے دو موئے مقدس مرحمت فرمائے پھر جب بیدار ہو کر موئے مقدس نہ ملے تو فوراً حضور ﷺ دوبارہ تشریف لائے اور فرمایا کہ سرہانے کے نیچے رکھے ہوئے ہیں پھر شک کرنے والوں نے موئے مقدس کا معجزہ بھی دیکھا پھر ان میں سے ایک موئے شریف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کو بھی ملا۔ تو دیکھئے نا! حضور اکرم ﷺ علم غیب بھی رکھتے ہیں، حاضر و ناظر بھی ہیں اور یہ اختیار ہے کہ آج بھی کسی غلام کو جو بھی چاہیں نواز دیں۔

چلئے آپ کو حضرت شاہ صاحب کا قلمبند کیا ہوا ایک اور واقعہ دکھاتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے غلاموں کے جو غلام ٹھہرے ان کے علم کا کیا عالم ہے۔ انفاس العارفین صفحہ نمبر ۱۷۔

والد گرامی (حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب) فرمایا کرتے تھے: کہ ایک دن عصر کے وقت مراقبے میں تھا کہ غیبت کی کیفیت طاری ہو گئی اور میرے لیے یہ وقت چالیس ہزار برس کے برابر وسیع کر دیا گیا، اور اس مدت میں آغاز آفرینش سے روز قیامت تک پیدا ہونے والی مخلوق کے احوال و آثار مجھ پر ظاہر کر دیے گئے" صفحہ ۱۷ (انفاس العارفین)"

مفتی صاحب یہ اللہ کے ولی کے علم کا حال ہے اب اللہ کے نبی خصوصاً جو اللہ کے نبیوں کا بھی نبی ہو یعنی سید عالم سند عالمین ﷺ کے علم میں کیا شک کیا جائے اب رہا آپ کا یہ اعتراض کہ صلح حدیبیہ کے وقت حضرت نبی کریم ﷺ حضرت عثمانؓ کے حالات سے بے خبر تھے چنانچہ آپ ﷺ پریشان ہوئے اول تو پریشانی علم غیب کی نفی کا ثبوت نہیں (آگے یہ بات دلیل سے بتا دیں گے) دوم یہ کہ جان لیجئے حضور اکرم ﷺ کو بالکل علم تھا کہ حضرت عثمانؓ شہید نہیں ہوئے ہیں ہاں اگر توجہ اور دھیان سے بیعت حدیبیہ یعنی بیعت رضوان کا واقعہ پڑھا جائے تو، آیئے بیعت رضوان کا واقعہ یہاں پیش کر کے آپ کے اعتراض کا جواب دیں: بیعت رضوان: حضور اکرم ﷺ نے کفار

کے پاس ایک سفیر بھیجا، قریش نے ان پر حملہ کیا، وہ سفیر حکمت عملی کر کے ان کے درمیان سے نکل گئے۔ پھر قریش نے جنگ کے لئے ایک دستہ بھیجا صحابہ نے اس پر غلبہ پا کر پکڑ لیا تاہم حضور اکرم ﷺ نے اس دستہ کو رہا کر دیا اور حضرت عثمانؓ کو بطور سفیر مکہ مکرمہ روانہ فرمایا۔ حضرت عثمانؓ کے قبیلہ والے مکہ مکرمہ میں موجود تھے اور آپ ثروت و غنا کی وجہ سے و نیز قبیلہ والوں کی حمایت کی بنا پر قریش کی نگاہوں میں معزز تھے۔ کفار نے آپ سے کہا کہ آپ طواف کر لیں اور عمرہ ادا کر لیں حضرت عثمانؓ نے جواب دیا کہ میں نبی اکرم ﷺ کے بغیر ہرگز کعبۃ اللہ کا طواف نہیں کروں گا، تب کفار نے آپ کو روک لیا اور مسلمانوں میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ کفار نے حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے جاں نثاری کی بیعت لی پھر اپنے داہنے دست مبارک کو بائیں دست مبارک پر رکھ کر فرمایا" **اللھم ھذہ عن عثمان فانه فی حاجتک و حاجة رسولک**" اے اللہ یہ ہاتھ عثمان کی جانب سے ہے کیونکہ وہ تیرے اور تیرے رسول کی فرمانبرداری میں گیا ہوا ہے۔ ان ہی الفاظ نبوی پر علامہ احمد بن زینی دحلان نے "السیرت النبویہ" جلد ۲، صفحہ ۱۸۵ پر لکھا ہے: " **وما ذالک الا لانه علم بعدم صحة القول بقتله**"

"حضرت عثمانؓ کی طرف سے یہ بیعت حضور نے اس لئے فرمائی کہ حضور کو علم تھا کہ آپ کے قتل کی خبر صحیح نہیں ہے"۔

یعنی مفتی آف بلالیہ کے اس شبہ کہ حضور اکرم ﷺ کو غیب کا علم ہوتا تو آپ حضرت عثمانؓ کی شہادت کی جھوٹی خبر پہنچنے کے بعد صحابہ کرام سے بیعت نہ لیتے، کا جواب یہ ہے کہ اگر حضور اکرم ﷺ کو غیب کا علم نہ ہوتا تو آپ حضرت عثمان کی جانب سے بھی بیعت ہی نہ لیتے کیونکہ جن کی شہادت ہو چکی ہو ان سے بیعت نہیں لی جاتی، جیسا کہ علامہ زینی دحلان نے واضح کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت عثمانؓ کی جانب سے بیعت لی یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ ﷺ حضرت عثمانؓ کی بابت حقیقی صورت حال سے بخوبی واقف و باخبر ہیں۔ اس بیعت کا مقصد یہ تھا کہ دنیا پر یہ حقیقت آشکار ہو جائے کہ مسلمان بے سروسامانی میں اپنے دین و عقیدہ پر استقامت کا پیکر بن کر اپنی جان و مال کی قربانی دینے سے کبھی گریز نہیں کرتے۔

اس بیعت سے متعلق اللہ تعالیٰ نے رضا و خوشنودی کا اظہار کیا اس لئے اس کو بیعت رضوان کہتے ہیں امید ہے مفتی صاحب کا اشکال رفع ہو چکا ہوگا۔

آیئے حضور اکرم ﷺ کے غلاموں کے علم و اختیار کے مزید واقعات بغور ملاحظہ فرمایئے: انفاس العارفین'' ''صفحہ نمبر ۱۴۱/۱۴۰''

کیا ھے جو ان پر عیاں نہیں : فرمایا محمد قلی اورنگ زیب کے لشکر کے ساتھ گیا ہوا تھا اس کے جانے پر کافی مدت گذر گئی اور اس کی طرف سے خیریت کی کوئی خبر نہ پہنچی۔ اس کا بھائی محمد سلطان بہت غمگین ہوا اور مجھ سے (یعنی شاہ عبدالرحیم صاحبؒ سے) التجا کی۔ میں نے (یعنی شاہ عبدالرحیم صاحبؒ نے) پوری قوت سے توجہ کی۔ جنگی لشکر کا خیمہ خیمہ چھان مارا مگر کہیں نہ پایا۔ مُردوں میں ڈھونڈا تو بھی نہ دیکھا۔ شاہی لشکر کے آس پاس نظر دوڑائی تو دیکھا کہ بیماری سے صحت یاب ہو کر غسل کیا ہے اور گیروے رنگ کے کپڑے پہن کر کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور آنے کی تیاریوں میں ہے۔ میں نے یہ سب کچھ اس کے بھائی کو بتا دیا۔ چنانچہ دو تین ماہ بعد وہ آیا اور میری تمام باتوں کی تصدیق کر دی۔

کاتب الحروف (شاہ ولی اللہ) کہتا ہے کہ خواجہ محمد سلطان نے ایک گھوڑا لے رکھا تھا جو اس نے حضرت والد کو دکھا دیا۔ آپ نے اسے تنہائی میں بُلایا۔ اس وقت کہ فقیر بھی وہاں موجود تھا اور فرمایا کہ گھوڑا خوب ہے مگر اس کی عمر تھوڑی ہے۔ اس کی ایک بدزبان اور بدعادت بیوی تھی جس سے وہ (یعنی خواجہ محمد سلطان) تنگ آچکا تھا۔ عرض کی کیا ہی اچھا ہو کہ اس عورت کی زندگی گھوڑے کو مل جائے۔ آپ نے متبسم ہو کر فرمایا ایسا ہی ہو جائے گا تین مہینے نہ گزرے تھے کہ اس کی بیوی مر گئی اور گھوڑے کو بیچ کر خوب نفع کمایا۔ ''صفحہ نمبر ۱۴۱/۱۴۰'' انفاس العارفین''

جناب شاہ عبدالرحیم صاحب ہزاروں میل دور کے خیموں میں اپنی توجہ سے دیکھ آئے وہاں پر لاشوں میں بھی دیکھا پھر گمشدہ کو بھی دیکھا اسکے آنے کی اطلاع بھی دیدی اس کے کپڑوں کا رنگ بھی بتایا پھر جب گمشدہ گھر لوٹا تو اس نے حضرتؒ کی تمام باتوں کی تصدیق کی۔ پھر اختیارِ ولی خدا تو دیکھئے کہ بدزبان بیوی کی عمر گھوڑے کو دیدی۔ سبحان اللہ۔

جناب مفتی آف بلالیہ! آپ تو ابھی سرکار دو عالم ﷺ کے علم کی ناپ تول میں لگے ہوئے ہو عقل حیران ہے اور عشق نالاں ہے کہ آپ نے کس طرح کہہ دیا کہ بیت المقدس کو آپ ﷺ کے سامنے لانا اور غزوہ موتہ میں حضور ﷺ کے سامنے غزوہ شریف کو من و عن لانے کا مطلب یہ ہوا کہ حضور کو علم غیب نہیں ہے استغفر اللہ۔۔۔

ارے مفتی جی یہ میرے حضور ﷺ کی عظمت ہے کہ آپ ﷺ کے سامنے ہی وہ گھر مکہ میں لایا گیا جو قبلہ انبیاء ہے اللہ نے آپ ﷺ کو اپنے دیدار کی معراج کرائی اور قبلہ گاہ جملہ انبیاء بیت المقدس کو مکہ میں لا کر اپنے حبیب کی معراج کرائی آپ ﷺ جس سفر سے واپس لوٹے تھے اس سفر معراج میں آپ ﷺ دیدارِ خداوندی سے سرفراز ہوئے۔ ذرا سوچئے مفتی جی یہ وہ اللہ تعالیٰ ہے جس کی ذات پر ایمان لانے کو قران نے ''یومنون بالغیب'' یعنی غیب پر ایمان لانا کہا ہے تو جو اللہ سب کے لئے غیب ہے اور سب سے بڑا غیب ہے لیکن سفر معراج میں اس غیب کا دیدار کرنے کے بعد حضور ﷺ کے لئے اب اللہ تعالیٰ بھی غیب نہ رہے تو جس سفر سے آقائے نامدار ﷺ بڑے غیب کا دیدار کر کے ابھی لوٹے ہی ہوں اور آپ یعنی مفتی آف بلالیہ کہیں کہ آقا ﷺ کو علم غیب کہاں افسوس۔

اعلحضرتؒ نے کیا خوب فرمایا ہے ۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا　　جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنے کے بعد وہ اور کونسا غیب ہے جو آپ سے چھپا ہوا رہے۔۔ ہائے افسوس آپکی مکروہ سوچ پر!

اسی طرح آپ کے جاں نثاروں کا آپ ﷺ کے لئے اپنے سر قربان کرنے کا منظر آپ کے سامنے کر دیا گیا تا کہ اسلام کی سربلندی کی خاطر حضور ﷺ کے غلام اپنے آقا کی ''مازاغ البصر'' چشمان مبارکہ کے سائے میں سروں کا نذرانہ پیش کرنے کا مظاہرہ کچھ اس طرح کریں ۔

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں　　سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردان عرب

حضور ﷺ کے مشاہدہ سے صحابہؓ کو موتہ میں آپ ﷺ کے دور رہنے کے باوجود بھی آپ کی رفاقت ویسے ہی میسر آئی جیسے حضور ﷺ بذات خود میدان میں موجود رہ کر غلاموں کو رفاقت بہم پہنچاتے تھے آیئے غزوۂ موتہ میں حضور ﷺ کے علم غیب کا مشاہدہ کروائیں حضرت علی ابن برہان الدین حلبیؒ کی سیرت حلبیہ جس کو اُم السیر (یعنی سیرتوں کی ماں) کہتے ہیں مطبوعہ کتب خانہ دیوبند، جسکا اردو ترجمہ دیوبند کے حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب کے فرزند مولانا محمد اسلم قاسمی استاد حدیث وقف دارالعلوم دیوبند نے ہی کیا ہے کے جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۲۱۲ پر غزوۂ موتہ کے بیان میں یوں لکھا ہے من و عن پیش کرتا ہوں:

شہدا کی پیشگی نشاندہی: (جب یہ لشکر کوچ کے لئے تیار ہو گیا تو) آنحضرت ﷺ نے صحابہ کو خطاب کر کے فرمایا۔ "اگر زید ابن حارثہ قتل ہو جائیں تو ان کی جگہ جعفر ابن ابو طالب لشکر کے امیر ہوں گے۔ اگر جعفر ابن ابو طالب بھی شہید ہو جائیں تو ان کی جگہ عبداللہ ابن رواحہ لیں"

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ "اور اگر عبداللہ ابن رواحہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر جس شخص پر بھی مسلمان راضی ہوں اس کو اپنا امیر بنالیں"

پیشن گوئی پر ایک یہودی کا ردعمل: اس موقعہ پر ایک یہودی شخص بھی موجود تھا۔ آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد سننے کے بعد اس نے آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے کہا۔

ابوالقاسم! اگر واقعی آپ نبی ہیں تو جن جن لوگوں کے آپ نے نام لئے ہیں وہ سب اس جنگ میں قتل ہو جائیں گے کیونکہ بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے جب بھی کسی نبی نے کسی شخص کو لشکر یا جماعت کا امیر بنا کر یہ کہہ دیا کہ۔ اگر یہ ختم ہو جائے۔ تو لازمی طور پر وہ شخص اسی سفر میں ختم ہو جاتا تھا چاہے اس نبی نے اس طرح سو آدمی ہی کیوں نہ گنائے ہوں!"

(یعنی اگر ایک نبی سو آدمیوں کے متعلق بھی اس طرح کا جملہ کہہ دے تو وہ سب ہی ختم ہو جائیں گے) اس کے بعد وہ یہودی حضرت زید ابن حارثہ سے کہنے لگا۔

"اگر یہ واقعی نبی ہیں تو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم اب واپس نہیں آؤ گے۔!"

اس پر زیدؓ اس سے کہہ رہے تھے۔

"میں گواہی دیتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ سچے نبی ہیں۔!"

مفتی صاحب ذرا اپنے ایمان کو مندرجہ بالا واقعہ میں مذکور تورات پڑھنے والے یہودی کے ایمان کے ساتھ موازنہ کریں سچ کہا ہے کسی نے ۔

بے عشق نبی جو پڑھتے ہیں بخاری آتا ہے بخارا انکو نہیں آتی ہے بخاری

مفتی عبدالرشید صاحب ذرا بتائیں کہ اگر بیت المقدس کا سامنے لانا اور موتہ کی کاروائی کو آپ ﷺ کے سامنے لانا علم غیب نہ ہونے کی دلیل ہے تو پھر جب قیامت میں فرشتے انسانوں کے نامہ اعمال رب تعالیٰ کے روبرو کھولیں گے تو کیا آپ یعنی مفتی آف بلالیہ اس وقت اللہ تعالیٰ سے یہی کہیں گے کہ اے اللہ تو نے تو نامہ اعمال دیکھ دیکھ کر انسانوں کے ساتھ معاملہ کیا اس لئے تجھے علم غیب کہاں؟ افلا تعقلون.

(نقل کفر کفر نہ باشد) ورنہ ہمارا تو ایمان ہے کہ اللہ عالم الغیب نے اپنے حبیب ﷺ کو "ما کان و ما یکون" کا علم عطا کیا ہے اللہ تعالیٰ قران مجید میں ارشاد فرماتا ہے و نزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شیء . اور ہم نے تم پر قران اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے (سورۃ النحل رکوع ۱۲)

جب (کل شیٔ) ہر چیز کا بیان قران میں ہے تو پھر کون سی چیز ہے جو بچ گئی اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا بیان کرنے والا قران اپنے حبیب ﷺ پر نازل کیا تو گویا حبیب ﷺ ہر چیز کو جانتے ہیں۔

آیئے اب "انفاس العافین" کی طرف پلٹتے ہیں چند اور واقعات دیکھئے جو صفحہ نمبر ۱۳۴ اور صفحہ نمبر پر ۱۲۹ پر درج ہیں اور تصحیح کیجئے اپنے عقائد کی کیونکہ جب حضور ﷺ کے غلاموں کو اتنا علم و اختیار ہے تو آقا ﷺ کے ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو غلط عقائد سے محفوظ فرمائے (آمین)

سفر و حضر میں شیخ کی نگاہ الفت: فرمایا (حضرت شاہ عبدالرحیم صاحبؒ نے) محمد فاضل نے چاہا کہ اپنے بیٹے کو اجمیر بھیج دے اور راستے کی بدامنی کے پیش نظر خود بھی اس کے ساتھ جانا چاہا۔ جب مجھ (یعنی شاہ عبدالرحیم صاحب) سے رخصت ہونے آیا تو میں نے کہا کہ تمہارے جانے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ بحفاظت واپس آجائے گا ہاں البتہ واپسی پر اجمیر سے دو منزل ادھر ڈاکو قافلے پر حملہ کریں گے مگر اس کی حفاظت ہمارے ذمہ رہی۔ ہاں البتہ اسے سمجھا دیجئے کہ اس وقت (جب ڈاکو قافلے پر حملہ کریں گے) اپنی بہلی الگ ایک طرف کھڑی کر دے۔ جب وہ وقت آیا تو حضرت والا ادھر متوجہ ہوئے اور توجہ کے دوران آپ کے بدن پر ملال ظاہر ہوا۔ حاضرین نے سبب پوچھا تو فرمایا کہ کچھ دنوں کے سخت سفر نے تھکا دیا ہے۔ جب وہ لڑکا واپس آیا تو بیان کیا کہ وہاں ڈاکو آئے ہوئے تھے۔ میں نے اپنی بہلی کو ایک طرف کر دیا وہاں حضرت والا مثالی صورت میں موجود تھے ڈاکوؤں نے پورے قافلے کو لوٹا مگر میری بہلی محفوظ رہی 'ص ۱۳۴' انفاس العارفین'

دردِ دل گاؤ خر: فرمایا (حضرت شاہ عبدالرحیم صاحبؒ نے) ایک دفعہ سید لطف کے دولت کدہ پر جانا ہوا تو وہاں ایک ایسے فاضل سے ملاقات ہوئی جو صوفیاء کی بعض باتوں کا منکر تھا۔ اتفاقاً نماز کا وقت ہو گیا۔ اسے مصلی پر کھڑا کر دیا گیا۔ اس وقت (اس کے گھر میں) چولہے پر دیگچہ رکھا ہوا تھا اور نوکر بازار گیا ہوا تھا۔ منکر صوفیاء امام کے دل میں یہ خیال گزرا کہ کہیں طعام نہ جل جائے اور پوری

نماز میں اسے یہ خیال ستاتا رہا۔ میں اس کی اس بات پر روحانی طور پر مطلع ہوا اور اس کی اقتداء چھوڑ کے تنہا نماز شروع کر دی۔ جب وہ نماز ختم کر چکے تو میرے ساتھ رنج سے پیش آئے کہ اکیلے نماز پڑھنے کا کیا سبب تھا؟ میں نے کہا تم تو نماز میں اپنے نوکر کے پیچھے دوڑ رہے تھے اور طعام پکا رہے تھے۔ پھر میں تمہاری اقتداء کیسے کرتا یہ سن کر اس نے داد کے طور پر اعتراف کیا اور احوال صوفیاء کے انکار سے رجوع کیا۔ ص ۱۲۹، انفاس العارفین۔

جناب مفتی صاحب یہ واقعات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے مرتب کئے ہیں ان غلاموں کو جس آقا ﷺ کے صدقے اور طفیل یہ مقام ملا ہے آپ تو اس سید عالم ﷺ کی عظمت پر ہی سوال اُٹھا رہے ہو ؎ ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا۔

جناب مفتی صاحب آف بلالیہ مدرسہ! تو دیکھا آپ نے ولی خدا، غلام مصطفی ﷺ شاہ عبدالرحیم صاحب یعنی شاہ ولی اللہ صاحب کے والد ماجد اپنے مرید کو اجمیر جانے سے پہلے ہی بتا دیتے ہیں کہ کہاں کیا ہوگا پھر حفاظتی اقدام بھی بتا دیتے ہیں اور جب ڈاکو سفر میں آتے ہیں تو خود بھی وہاں پہنچ جاتے ہیں اسی طرح ایک بداعتقادی امام کے دل کی کتاب دوران اقتدیٰ ہی پڑھ ڈالی تو اگر یہ شان غلاموں کی ہے تو آقا ﷺ کی شان کا عالم کیا ہوگا۔ افسوس بیر معونہ کے مقام پر ۷۰ صحابہؓ کی شہادت نے آپ کو حضور ﷺ کی غیب دانی کے متعلق منکر کر دیا۔ استغفر اللہ۔ آیئے قران وحدیث کی طرف رجوع کریں۔ بخاری، مسلم، موطا امام مالک اور مسند امام احمد میں مذکور یہ حدیث شریف ملاحظہ فرمایئے:

کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

والله ما يخفى على خشوعكم ولا ركوعكم اني لاراكم من ورائي كما اراكم

اللہ کی قسم مجھ پر تمہارا خشوع اور رکوع مخفی نہیں بے شک میں تمہیں اپنے پیچھے اسی طرح دیکھتا ہوں جیسے تمہیں آگے دیکھتا ہوں۔ (کتاب الصلوٰۃ ۲۱۴ حدیث نمبر)

اب ذرا ابن ہشام کی اس روایت کو بھی دیکھیں جس میں ہے کہ: فضالہ بن عمیر اللیثی سرکار ﷺ کو شہید کرنے کے ارادہ سے آتا ہے سرکار ﷺ بیت اللہ شریف کا طواف فرما رہے تھے جب کچھ قریب ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا، فضالہ ہے؟ عرض کی ہاں یا رسول اللہ ﷺ فضالہ ہوں۔ فرمایا دل میں کیا ہے عرض کی اللہ کا ذکر کر رہا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے ضحک فرمایا (یعنی ہنسے)

پھر ارشاد فرمایا استغفار کر۔ اس کے بعد اپنے دست اقدس کو ان کے سینے پر رکھا تو ان کے دل کو سکون میسر آیا۔ حضرت فضالہ کہا کرتے تھے، اللہ کی قسم آپ ﷺ نے اپنے دست اقدس کو میرے سینے سے نہ اٹھایا یہاں تک کہ آپ ﷺ مجھے اللہ عزوجل کی ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہو گئے۔

یہ بھی جان لیں کہ شہادت ایک بہت ہی عظیم مرتبہ ہے اللہ تعالیٰ شہدا کی فضیلت اور مرتبوں کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے۔

ولا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله اموات بل احياء ولكن لا تشعرون (البقرہ آیت ۱۵۴)

ترجمہ: اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔

ترمذی شریف کی حدیث مبارکہ ہے کہ حضرت مقداد بن معدی کربؓ بیان کرتے یں کہ حضور ﷺ نے فرمایا شہید کے لئے اللہ کے پاس چھ خصوصی انعام ہیں۔ خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اس کی مغفرت ہو جاتی ہے اور جنت میں اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے اور اسے عذاب قبر سے محفوظ رکھا جائے گا۔ بڑی گھبراہٹ سے (قیامت کے دن) امن میں رہے گا۔ اس کے سر پر وقار کا ایسا تاج رکھا جائے گا جس کا یاقوت دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہوگا۔ اس کے نکاح میں بڑی آنکھوں والی بہتر (۷۲) خوبصورت حوریں دی جائینگی اور اس کے عزیزوں میں سے ستر افراد کے لئے اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

بخاری اور مسلم کی حدیث مبارکہ ہے کہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی ایسا نہیں کہ جنت میں داخل ہو اور دنیا میں واپس جانا چاہے خواہ اُسے دنیا کی ساری چیزیں دی جائیں، ماسوائے شہید کے کہ وہ دنیا میں واپس جانے کی تمنا کرے گا کہ دس دفعہ اُسے قتل کیا جائے کیونکہ شہید کا احترام دیکھ لیا ہے۔

اب بتائیں وہ حضرات! جن کو ازل سے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے پروانوں کے طور پر نامزد کیا تھا، جن کو صحبت مصطفےٰ ﷺ نے صحابہ بنایا پھر جب وحی ترجمان زبان مصطفےٰ ﷺ گویا ہوتی تو پہلی سماعت انہی حضرات صحابہ کے حصے میں آتی جن خوش نصیبوں کو قران نے "رضی اللہ عنہم" کے دائمی لقب سے نوازا ہو جو شہادت حاصل کرنے کیلئے ہر دم کوشاں رہنے والے ہوں ان خوش بخت غازیوں کے احوال شہادت سے بھی حضور اکرم ﷺ واقف ہیں اب روکا کیوں نہیں کیونکہ مختصر دنیا سے تمغہ شہادت لینے والوں کو اس نعمت سے کیوں روکیں بقول دانائے

راز علامہ اقبال" ؎

شہادت ہے مقصود و مطلوب مؤمن ۔۔۔ نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

دوسرے یہ کہ دنیا دیکھ لے کہ جس کی تقدیر میں بد بختی لکھی گئی ہو ان بد طینت و بد خصلتوں پر حجت بھی قائم ہو جائے جیسا کہ قران پاک کا ارشاد ہے ء انذرتهم ام لم تنذرهم لا يومنون ۔ چاہے تم ان کو ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان لانے کے نہیں۔

یعنی وہ ایمان تو نہیں لائیں گے لیکن ان پر حجت قائم ہو جائے گی اور آپ کو فریضہ تبلیغ ادا کرنے کا ثواب حاصل ہوگا اگر آپ ﷺ صحابہ کو نہ بھیجتے تو ان پر حجت قائم نہ ہو سکتی اور وہ قیامت کے روز کہہ سکتے تھے کہ یا اللہ ہم تو تیرے محبوب کے پاس قاریوں کو لینے گئے تھے لیکن انہوں نے ہمارے ساتھ کسی کو بھیجا ہی نہیں تھا۔ اس طرح حجت بھی قائم ہوئی اور خوش نصیب حضرات کے حصہ میں شہادت بھی میسر آئی۔

اب اگر آپکی بات مان لیں کہ صحابہ شہید ہو گئے آپ ﷺ نے روکا نہیں اسلئے آپ کو علم غیب نہیں ہے تو پھر یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو بھی لوگوں نے شہید کیا تو کیا اللہ تعالیٰ کے بارے آپ کے قاعدہ کے مطابق یہی کہا جائیگا کہ اللہ تعالیٰ کو علم نہ تھا معاذ اللہ، کیا کوئی مسلمان ایسا سوچ سکتا ہے اگر نہیں تو پھر حضور اکرم امام الانبیاء ﷺ کے بارے میں ایسا شنیع ذہن رکھنا تو میرے خیال میں ازلی بد بختی کے سوا کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس بد بختی سے محفوظ رکھے اور آقائے نامدار ﷺ کے دامن عظمت نشان کے ساتھ سدا وابستہ رکھے۔ آمین۔ ہمارے آقا ﷺ کی عظمتوں پر سورۃ النجم گواہ ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

؎ شش جہت سمت و مقابل شب و روز ایک ہی حال

دھوم والنجم میں ہے آپ کی بینائی کی

آیئے مفتی صاحب اب آپ اسی کتاب انفاس العارفین صفحہ ۱۳۷/۱۳۵/۱۳۶ سے کچھ اور واقعات من وعن ملاحظہ فرمائیں اسکے بعد آپ کے مذید اعتراضات پر بھی بات کریں گے انشاء اللہ

حکمت ایمانیاں راہم بخواں: فرمایا (حضرت والد ماجدؒ نے) ہدایت اللہ بیگ نے تجارت کے لئے اونٹ خریدے۔ میں نے اسے کہا کہ ان میں سے ایک ضرور مر جائے گا لیکن مجھے اس بات کا اختیار دیا گیا ہے کہ میں اپنی مرضی کے مطابق کسی ایک اونٹ کو موت کے لئے منتخب کر لوں۔ چنانچہ

میں نے ان میں سے ایک کمزور اور لاغر اونٹ کو متعین کر دیا اور یہ شرط لگا دی کہ اسے آخر تک محفوظ رکھا جائے۔ اس نے سارے اونٹ بیچ دیئے اور سب سے آخر میں اس اونٹ کو بھی فروخت کر دیا لیکن خریدار نے واپس لوٹا دیا اور پھر اسی کے ہاتھ مر گیا۔ صفحہ ۱۳۷ (انفاس العارفین)

حضرت شاہ ولی اللہ کی پیدائش کا قصہ: حضرت والد ماجد جب ساٹھ سال کے ہوئے تو ان پر منکشف ہوا کہ تقدیر کے فیصلے کے مطابق آپ کے ہاں ایک اور فرزند پیدا ہوگا۔ بعض خاص یاران طریقت سے یہ بھی سننے میں آیا کہ آپ کو بشارت دی گئی تھی کہ وہ نو مولود علمی اور روحانی بلند مقامات کو پہنچے گا۔ چنانچہ آپ کے دل میں شادی کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ جب مخدومی شیخ محمد نے یہ ماجرا سنا تو وہ اس کوشش میں رہنے لگے کہ یہ بچہ ان کی لخت جگر سے ہو۔ اس فقیر نے بعض ثقہ لوگوں سے سن رکھا ہے کہ جب اس شادی کی بات پکی ہو گئی تو بعض مخالفین اور منافقین نے کہا کہ اس عمر میں شادی مناسب نہیں رہے گی۔ حضرت والد نے ان کی باتیں سنی اور فرمایا کہ میری عمر کا ابھی کافی حصہ باقی ہے اور لڑکے بھی پیدا ہونگے چنانچہ آپ اس شادی کے سترہ سال بعد زندہ رہے اور دو بچے بھی پیدا ہوئے۔ فقیر (ولی اللہ) ابھی پیدا نہیں ہوا تھا کہ ایک رات حضرت والد ماجد نماز تہجد پڑھ رہے تھے اور میری والدہ بھی ان کے قریب تہجد میں مشغول تھیں۔ نوافل کے بعد حضرت والد نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور والدہ آمین کہتی رہیں اسی اثناء میں دو اور ہاتھ ظاہر ہوئے حضرت والد نے فرمایا یہ دو ہاتھ ہمارے بیٹے کے ہیں جو پیدا ہوگا وہ ہمارے ساتھ دعا مانگ رہا ہے اس کے بعد یہ فقیر پیدا ہوا اور سات سال کی عمر میں نماز تہجد میں والدین کا ساتھی بنا اور اسی خواب والی وضع میں ان دونوں کے درمیان ہاتھ اٹھائے

و هذا تاويل رؤياي من قبل قد جعلها ربي حقا" صفحه ۱۳۵ (انفاس العارفين)"

قبل از پیدائش شاہ اہل اللہ کی بشارت: نیز یہ فقیر ابھی ماں کے پیٹ میں تھا کہ اس وقت حضرت والد نے ایک بھکارن کو آدھی روٹی خیرات دی۔ وہ جانے لگی تو پھر اسے واپس بلا کر باقی آدھی بھی دے دی اور فرمایا کہ بچہ جو پیٹ میں ہے کہہ رہا ہے کہ خدا کی راہ میں ساری روٹی دینی چاہیئے ایک دن جب کہ یہ فقیر ابھی بہت کمسن تھا حضرت والا نے "اہل اللہ" کے نام سے کسی کو دوبار آواز دی ایک آدمی نے پوچھا۔ حضرت والا کسے بلا رہے ہیں میری طرف اشارہ کر کے فرمایا اہل اللہ اس کا بھائی ہے جو عنقریب پیدا ہوگا اس کا نام خود بخود میری زبان پر جاری ہو گیا۔ ص ۱۳۵ (انفاس العارفین)"

از علامہ اقبال" ۔

شہادت ہے مقصود و مطلوب مومن ۔۔۔۔ نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

دوسرے یہ کہ دنیا دیکھ لے کہ جس کی تقدیر میں بدبختی لکھی گئی ہو ان بدطینت و بدخصلتوں پر حجت بھی قائم ہو جائے جیسا کہ قران پاک کا ارشاد ہے ء انذرتهم ام لم تنذرهم لا يومنون۔ چاہے تم ان کو ڈرا دیا نہ ڈرا دو وہ ایمان لانے کے نہیں۔

یعنی وہ ایمان تو نہیں لائیں گے لیکن ان پر حجت قائم ہو جائے گی اور آپ کو فریضۂ تبلیغ ادا کرنے کا ثواب حاصل ہوگا اگر آپ ﷺ صحابہ کو نہ بھیجتے تو ان پر حجت قائم نہ ہو سکتی اور وہ قیامت کے روز کہہ سکتے تھے کہ یا اللہ ہم تو تیرے محبوب کے پاس قاریوں کو لینے گئے تھے لیکن انہوں نے ہمارے ساتھ کسی کو بھیجا ہی نہیں تھا۔ اس طرح حجت بھی قائم ہوئی اور خوش نصیب حضرات کے حصہ میں شہادت بھی میسر آئی۔

اب اگر آپکی بات مان لیں کہ صحابہ شہید ہو گئے آپ ﷺ نے روکا نہیں اسلئے آپ کو علم غیب نہیں ہے تو پھر یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو بھی لوگوں نے شہید کیا تو کیا اللہ تعالیٰ کے بارے آپ کے قاعدہ کے مطابق یہی کہا جائیگا کہ اللہ تعالیٰ کو علم نہ تھا معاذ اللہ، کیا کوئی مسلمان ایسا سوچ سکتا ہے اگر نہیں تو پھر حضور اکرم امام الانبیاء ﷺ کے بارے میں ایسا شنیع ذہن رکھنا تو میرے خیال میں ازلی بدبختی کے سوا کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس بدبختی سے محفوظ رکھے اور آقائے نامدار ﷺ کے دامن عظمت نشان کے ساتھ سدا وابستہ رکھے۔ آمین۔ ہمارے آقا ﷺ کی عظمتوں پر سورۃ النجم گواہ ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

شش جہت سمت و مقابل شب و روز ایک ہی حال
دھوم والنجم میں ہے آپ کی بینائی کی

آیئے مفتی صاحب اب آپ اسی کتاب انفاس العارفین صفحہ ۱۳۷/۱۴۵/۱۴۶ سے کچھ اور واقعات من وعن ملاحظہ فرمائیں اسکے بعد آپ کے مزید اعتراضات پر بھی بات کریں گے انشاء اللہ

حکمت ایمانیاں راہم بخواں: فرمایا (حضرت والد ماجدؒ نے) ہدایت اللہ بیگ نے تجارت کے لئے اونٹ خریدے۔ میں نے اسے کہا کہ ان میں سے ایک ضرور مر جائے گا لیکن مجھے اس بات کا اختیار دیا گیا ہے کہ میں اپنی مرضی کے مطابق کسی ایک اونٹ کو موت کے لئے منتخب کرلوں۔ چنانچہ

میں نے ان میں سے ایک کمزور اور لاغر اونٹ کو متعین کر دیا اور یہ شرط لگا دی کہ اسے آخر تک محفوظ رکھا جائے۔ اس نے سارے اونٹ بیچ دیئے اور سب سے آخر میں اس اونٹ کو بھی فروخت کر دیا لیکن خریدار نے واپس لوٹا دیا اور پھر اسی کے ہاتھ مر گیا۔ صفحہ ۱۳۷ (انفاس العارفین)

حضرت شاہ ولی اللہ کی پیدائش کا قصہ: حضرت والد ماجد جب ساٹھ سال کے ہوئے تو ان پر منکشف ہوا کہ تقدیر کے فیصلے کے مطابق آپ کے ہاں ایک اور فرزند پیدا ہوگا۔ بعض خاص یاران طریقت سے یہ بھی سننے میں آیا کہ آپ کو بشارت دی گئی تھی کہ وہ نومولود علمی اور روحانی بلند مقامات کو پہنچے گا۔ چنانچہ آپ کے دل میں شادی کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ جب مخدومی شیخ محمد نے یہ ماجرا سنا تو وہ اس کوشش میں رہنے لگے کہ یہ بچہ ان کی لخت جگر سے ہو۔ اس فقیر نے بعض ثقہ لوگوں سے سن رکھا ہے کہ جب اس شادی کی بات پکی ہوگئی تو بعض مخالفین اور منافقین نے کہا کہ اس عمر میں شادی مناسب نہیں رہے گی۔ حضرت والد نے ان کی باتیں سنی اور فرمایا کہ میری عمر کا ابھی کافی حصہ باقی ہے اور لڑکے بھی پیدا ہونگے چنانچہ آپ اس شادی کے سترہ سال بعد زندہ رہے اور دو بچے بھی پیدا ہوئے۔ فقیر (ولی اللہ) ابھی پیدا نہیں ہوا تھا کہ ایک رات حضرت والد ماجد نماز تہجد پڑھ رہے تھے اور میری والدہ بھی ان کے قریب تہجد میں مشغول تھیں۔ نوافل کے بعد حضرت والد نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور والدہ آمین کہتی رہیں اسی اثناء میں دو اور ہاتھ ظاہر ہوئے حضرت والد نے فرمایا یہ دو ہاتھ ہمارے بیٹے کے ہیں جو پیدا ہوگا وہ ہمارے ساتھ دعا مانگ رہا ہے اس کے بعد یہ فقیر پیدا ہوا اور سات سال کی عمر میں نماز تہجد میں والدین کا ساتھی بنا اور اسی خواب والی وضع میں ان دونوں کے درمیان ہاتھ اٹھائے

و هذا تاويل رويائي من قبل قد جعلها ربي حقا" صفحہ ۱۴۵ (انفاس العارفین)"

قبل از پیدائش شاہ اہل اللہ کی بشارت: نیز یہ فقیر ابھی ماں کے پیٹ میں تھا کہ اس وقت حضرت والد نے ایک بھکارن کو آدھی روٹی خیرات دی۔ وہ جانے لگی تو پھر اسے واپس بلا کر باقی آدھی بھی دے دی اور فرمایا کہ بچہ جو پیٹ میں ہے کہہ رہا ہے کہ خدا کی راہ میں ساری روٹی دینی چاہیئے ایک دن جب کہ یہ فقیر ابھی بہت کمسن تھا حضرت والا نے "اہل اللہ" کے نام سے کسی کو دوبار آواز دی ایک آدمی نے پوچھا۔ حضرت والا کسے بلا رہے ہیں میری طرف اشارہ کر کے فرمایا اہل اللہ اس کا بھائی ہے جو عنقریب پیدا ہوگا اس کا نام خود بخود میری زبان پر جاری ہوگیا۔

ص ۱۴۵ (انفاس العارفین)"

ان واقعات میں واضح ہوگیا کہ حضرت شاہ صاحبؒ کو موت کا اختیار اور فرزند کے پیدا ہونے کی بھی قبل از وقت خبر ہے تو اگر حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب کو یہ کمال حاصل ہے تو پھر حضرت شاہ صاحب کو اس کمال پر پہنچانے والے صاحب جمال پیغمبر آخر الزماں ﷺ کے کمالات کا کیا کہنا آیئے ذرا دیکھتے ہیں احادیث مبارکہ میں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان اللہ تعالیٰ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا و الی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیمۃ کانما انظر الی کفہ ھذہ ۔ (مواہب اللدنیہ مع شرح زرقانی جلد ۷ ص ۲۳۴)

بے شک اللہ تعالیٰ نے دنیا کو میرے لئے اٹھایا (یعنی ظاہر فرمایا) پس میں نے اس (یعنی دنیا) کی طرف دیکھا اور جو کچھ اس میں ہونے والا ہے قیامت تک اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو۔

بخاری شریف، کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی قول اللہ تعالیٰ، ۳/۱۱۶۶، حدیث نمبر ۳۰۲۰، حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ ایک روز ہمارے درمیان قیام فرما ہوئے اور آپ ﷺ نے مخلوقات کی ابتداء سے لیکر جنتیوں کے جنت میں داخل ہو جانے اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہو جانے تک ہمیں سب کچھ بتا دیا جس نے اسے یاد رکھا، یاد رکھا اور جو بھول گیا سو بھول گیا۔

اسی طرح حدیث مبارکہ بخاری شریف کتاب القدر، باب: و کان امر اللہ قدرا مقدورا، ۶/۲۴۳۵، حدیث نمبر ۶۲۳۰، حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ہمارے درمیان ایک مقام پر کھڑے ہو کر خطاب فرمایا: آپ ﷺ نے اپنے اس دن کھڑے ہونے سے لے کر قیامت تک کی کوئی ایسی چیز نہ چھوڑی، جس کو آپ نے بیان نہ فرمایا ہو۔ جس نے جو کچھ یاد رکھا اسے یاد رہ گیا اور جس نے بھلا دیا اسے بھول گیا۔

اسی طرح مسلم شریف کی ایک اور حدیث مبارکہ بھی ملاحظہ فرمائیں یہ کتاب الفتن و اشراط الساعۃ، باب: اخبار النبی ﷺ فیما یکون الی قیام الساعۃ، ۴/۲۲۱۷ حدیث نمبر ۲۸۹۲۔

حضرت عمر بن اخطب انصاریؓ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ہمیں نماز فجر پڑھائی اور منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور ہمیں خطاب فرمایا یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہوگیا پھر آپ نیچے

تشریف لے آئے نماز پڑھائی بعد ازاں پھر منبر پر تشریف لائے اور ہمیں خطاب کیا حتیٰ کہ عصر کا وقت ہوگیا پھر منبر سے اترے اور نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا پس آپ ﷺ نے ہمیں ہر اس بات کی خبر دیدی جو جو آجتک وقوع پذیر ہو چکی تھیں اور جو قیامت تک ہونے والی تھیں حضرت عمر بن اخطب فرماتے ہیں ہم میں زیادہ جاننے والا وہی ہے جس نے (اسے) زیادہ یاد رکھا ہے۔

ان احادیث مبارکہ کو غور سے پڑھیں اور پھر مفتی جی کے اپنے سب اعتراضات کو بھی سامنے لائیں اور امام مسلم کی پیش کی گئی مذکورہ بالا حدیث مبارکہ کا "عنوان الباب" "اخبار النبی ﷺ فیما یکون الی قیام الساعۃ" کا ترجمہ بھی کریں احقر کے نزدیک تو اس کا ترجمہ یوں ہوگا "نبی کا خبر دینا جو کچھ بھی قیامت تک ہوگا" جب محدث امام مسلمؒ حضور اکرم ﷺ کو قیامت تک کے حالات کی خبر رکھنے والا مانتے ہیں تو مفتی صاحب آف بلالیہ کس علم کی بناء پر منکر ہو گئے؟ کیا قیامت تک کا علم رکھنا غیب کا علم نہیں ہے؟ پھر وہ جو ہمیں یہ علم بتائے کیا وہ عالم غیب نہیں ہے؟ مفتی صاحب واقعی صحیح کہا ہے کسی اہل دل نے کہ

خدا جب دین لیتا ہے تو پہلے عقلیں چھین لیتا ہے

ورنہ سیدھی سی تو بات ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ہار گم ہوا حدیث مبارکہ میں یوں تذکرہ آیا ہے "سیدہ عائشہ فرماتی ہیں انہوں نے (اپنی ہمشیرہ) اسماء سے ہار مستعار لیا اور وہ (کہیں) گر گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے تلاش کرنے کیلئے کسی کو بھیجا، ہار تو مل گیا لیکن (اتنے میں) نماز کا وقت ہوگیا، لوگوں کے پاس (چونکہ) پانی نہیں تھا اس لئے انہوں نے بے وضو نماز پڑھ لی۔ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اُتاری (اس پر) اسید بن حضیر نے کہا عائشہ خدا آپ کو جزائے خیر دے قسم بخدا اگر کوئی ایسی چیز واقع ہوگئی جسے آپ بُرا سمجھتی تھیں تو اللہ تعالیٰ نے اس میں آپ اور جملہ اہل اسلام کیلئے بہتری (پیدا) کردی۔" (کتاب التیمم ۳۳۴ حدیث نمبر)

تو لیجئے! حضرت اسید بن حضیرؓ صحابی نے ہی جواب دیدیا یہ کہ حضرت عائشہؓ کے ہار کے گم ہونے میں حکمت یہ تھی کہ امت کو تیمم کا تحفہ دینا تھا اس تحفہ کیلئے سیدہ عائشہؓ کا ہر گم ہونا مقرر تھا اسی لئے میرے غیب دان نبی آخر الزماں ﷺ نے اپنے علم کا اظہار نہ فرمایا۔

اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہؓ پر جب تہمت لگائی گئی تو بقول مفتی آف بلالیہ کے، کہ آپ ﷺ ۴۰ دن تک پریشان رہے اور آپکو حقیقت کا علم نہ ہوسکا۔نعوذ باللہ ۔ھٰذا بھتان مبین من الحمقاء والمنافقین۔۔

دل پر ہاتھ رکھ کر اور ذہن کو تعصب سے پاک کر کے مندرجہ بالا احادیث اور واقعات ذرا پڑھیے اور پھر فیصلہ کیجئے کیا جس نبی ﷺ کو اولین و آخرین کائنات اس طرح دکھائی گئی ہو جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہے ہیں، جو نبی ﷺ اعلانا بیان کرے تخلیق کائینات سے جنت اور جہنم میں داخل ہونے تک کیا اس نبی مکرم کو اپنی زوجہ مطہرہ جسکو قرآن نے "لستن کاحد من النساء" ۔کا تاج شرافت و عظمت پہنایا ہو کی معصومیت اور پاکیزگی کا علم نہ ہو، احقر ایمان اور یقین کے ساتھ اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ اوپر کے بیانات کو ذہن میں رکھتے ہوئے یقیناً حضور اکرم ﷺ کو اولین و آخرین کا علم تھا تو لازمی طور پر حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ہار کے گم ہونے کا بھی بخوبی علم تھا تبھی تو آپ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ **فواللہ ما علمت علی اھلی الا خیرا و قد ذکروا رجلا ما علمت علیہ الا خیرا**۔(بخاری جلد ۱ صفحہ نمبر ۳۶۴) خدا کی قسم میں اپنی بیوی میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں دیکھتا نیز جس شخص کا ذکر کرتے ہیں اس کے اندر بھی بھلائی کے سوا اور کچھ نہیں دیکھتا۔

شرح صحیح مسلم میں ہے۔نبی ﷺ کو حضرت عائشہ صدیقہؓ کی پاک دامنی کا علم تھا اس پر ایک قوی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ کسی نبی کی بیوی نے کبھی بدکاری نہیں کی تو جب نبی ﷺ کو ہر نبی کی زوجہ کی پاک دامنی کا علم ہے تو اپنی زوجہ مطہرہ کی پاک دامنی کا علم کیسے نہیں ہوگا۔(حضرت ابن عباسؓ متوفی ۶۸ھ تنویر المقیاش علی ہامش درمنثور، ج۶، ص۱۰۱ مطبع میمنہ مصر ۱۳۱۴ھ)

حافظ ابن کثیر بھی مندرجہ بالا حدیث کا حوالہ دیتے ہیں: **قال الضحاک عن ابن عباس ما بغت امراۃ نبی قط** ۔ضحاک نے کہا کہ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ کسی نبی کی زوجہ نے کبھی بدکاری نہیں کی۔(تفسیر ابن کثیر ج۷ صفحہ ۶۳)

اب رہی بات کہ آپ ﷺ کو علم تھا تو پریشان کیوں ہوئے؟

اس کا جواب بھی صدیوں پہلے امام رازیؒ دے چکے ہیں وہ یہ کہ: قلنا انہ علیہ السلام کثیرا

ما کان یضیق صدرہ عن اقوال الکفار مع علمہ بفساد تلک الاقوال و قد قال اللہ تعالیٰ ،و لقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون ،فکان ھذا من ھذا الباب.

''ہم کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا سینہ کفار کے اقوال سے بھی تنگ ہوتا تھا۔
(یعنی آپ ﷺ پریشان ہوتے تھے)ان کے اقوال کے فاسد و لغو ہونے کے علم کے
باوجود اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا
''بے شک ہم جانتے ہیں کہ آپ رنجیدہ خاطر ہوتے ہیں بسبب اسکے جو وہ
کہتے ہیں (یعنی کفار کے اقوال کے سبب سے)پس یہ بھی (یعنی حضرت عائشہؓ پر تہمت
لگنے پر پریشان ہونا) اسی باب سے ہے'' (ماخوذ از صحاح ستہ اور علم غیب ،صفحہ نمبر
۱۷۸، از علامہ محمد اشفاق قادری صاحب)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ پریشان ہونا علم کے نہ ہونے کی دلیل نہیں نیز جیسے یہاں پریشانی علم کے نہ ہونے پر دلیل نہیں بنائی جاسکتی تو واقعہ حضرت عائشہؓ میں کیسے بنائی جاسکتی ہے دوسری بات یہ کہ اس سے پہلے حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام پر بھی تہمت لگائی گئی تھی تو اللہ تعالیٰ نے شیر خوار بچوں کے ذریعہ برأت کروائی لیکن یہاں معاملہ صدیقہ کائنات زوجہ حبیب کردگار حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگانے کا تھا تو غیب دان پیغمبر کریم ﷺ جانتے تھے کہ اب کے زوجہ حبیب کی برأت خود عالمین کا پروردگار فرمائے گا۔گویا منتظر تھے خالق کائینات کے ابدی فیصلے کے ،اس فیصلے کے تاخیر میں یہ حکمت تھی کہ دنیا دیکھے کہ ام المومنینؓ پر تہمت لگانے والے، ایمان والوں جیسا ہی چہرہ مہرہ رکھنے والے کتنے بے ایمان مسلمانوں کی صفوں میں چھپے ہوئے ہیں اور حضور اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے گھر والوں کی شان میں ادنی سی گستاخی بھی برداشت نہ کرنے والے جاں نثاروں کی ثابت قدمی کی بھی نمائش ہو، تاکہ قیامت تک آنے والے مسلمانوں کی حفاظت ایمان کا سامان تیار ہو الحمد للہ، مقررہ وقت پر اللہ تعالیٰ نے خود اپنے حبیب محترم ﷺ کی پاک زوجہؓ کی پاکدامنی کا اعلان فرمایا اور ایسا اعلان کہ جو قیامت تک اب کلام اللہ شریف میں موجود ہے۔**و قالوا ھذآ افک مبین** یہ مبارک الفاظ قرآنی ہر دور میں مومنین، غلامان شفیع المذنبین پر قصیدہ خوانی کرتے رہیں گے اور منافقین و مذبذبین پر سنگ باری کرتے رہیں گے۔

آیئے مفتی صاحب حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی کتاب انفاس العارفین سے ایک اور واقعہ انکے دادا شہید کا بھی سن لیجیے یہ واقعہ صفحہ نمبر ۱۱۶۔۱۱۵ پر ہے من و عن یہاں پیش کر رہا ہوں۔

علوم الاولیاء: والد ماجد (شاہ عبدالرحیم صاحبؒ) نے فرمایا کہ میرے والد شہید (وجیہ الدینؒ) شہادت کے بعد کبھی کبھار ظاہری شکل وصورت میں مجسم ہو کر میرے پاس تشریف لایا کرتے تھے اور حال واستقبال کی خبریں سنایا کرتے تھے ایک دفعہ مخدومی برادر گرامی کی دختر ''کریمہ'' بیمار ہوگئی۔ اس کی بیماری نے طول پکڑا۔ انہی ایام میں ایک دن تن تنہا میں (شاہ عبدالرحیم صاحبؒ) اپنے حجرے میں سو رہا تھا کہ اچانک والد شہید تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ میں چاہتا ہوں کہ کریمہ کو ایک نظر دیکھ لوں لیکن اس وقت گھر میں بہت سی دوسری مستورات کا وہاں سے اُٹھانا خلاف مصلحت تھا اس لئے میں نے ان کے اور کریمہ کے درمیان پردہ لٹکا دیا، اس کے بعد وہ اس طرح ظاہر ہوئے کہ کریمہ اور میرے علاوہ انہیں اور کوئی نہیں دیکھ رہا تھا۔ کریمہ نے انہیں پہچان لیا اور کہا۔ عجیب بات ہے لوگ تو انہیں شہید کہتے ہیں حالانکہ یہ زندہ ہیں فرمانے لگے۔ ''بیٹی! اس بات کو چھوڑو! تم نے بیماری میں کافی تکلیف برداشت کی ہے۔ انشاء اللہ کل صبح کی اذان کے وقت تمہیں مکمل نجات مل جائے گی۔ یہ بات فرما کر اٹھے اور دروازے کے راستے باہر نکلے میں بھی ان کے پیچھے روانہ ہوا۔ فرمایا تم ٹھہرو! اور پھر غائب ہو گئے دوسرے روز فجر کی اذان کے وقت کریمہ کی روح پرواز کر گئی اور اس نے ہر قسم کی تکلیف سے نجات حاصل کی۔ ''صفحہ نمبر ۱۱۵/۱۱۶'' انفاس العارفین''۔

جناب مفتی صاحب شہید وجیہ الدین صاحب کے واقعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شہید زندہ وجاوید ہوتے ہیں یہ شہادت ایک اونچا مقام ہے جو ہر ایک کے حصے میں نہیں آتا بقول شاعر۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

عالم الغیب اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ لوگ مختلف زمانوں میں وہ بھی آئیں گے جو ''انا ارسلنک شاھداً'' اور ''البنی اولیٰ بالمومنین من انفسھم''

(یعنی حاضر وناظر اور وہ آقا ﷺ جس کو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی جانوں سے بھی قریب رکھا ہے۔ اسکے باوجود حضور ﷺ کے صفت حاظر وناظر کے منکر ہونگے (یہاں ضمناً یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ دارالعلوم دیوبند کے بانی مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب اپنی متنازعہ کتاب ''تحذیر الناس'' کے صفحہ نمبر ۱۰ میں '' اولیٰ بالمومنین من انفسُھم '' کے بارے میں لکھتے ہیں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی اُمت کیساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ انکی جانوں کو بھی ان کیساتھ حاصل نہیں کیونکہ '' اولی'' بمعنیٰ اَقرب (یعنی قریب تر ہوا)۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے منکروں کا رد کرنے کیلئے اور حبیب مکرم ﷺ کی شان کو مزید بلند کرنے کے لئے اپنے حبیب ﷺ کو مقام شہادت بھی عطا کیا جسکے لئے بہانہ اور ذریعہ خیبر میں ایک لقمہ زہر آلود تناول فرمانا بنایا۔ مشکوٰۃ کی کتاب الفتن کے تیسری فصل میں بحوالہ بخاری شریف حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا جس مرض میں وصال ہُوا اُس میں فرمایا کرتے تھے اے عائشہ! میں ہمیشہ اُس کھانے کی تکلیف پاتا رہا جو خیبر میں کھایا تھا اور یہ وقت تو اس زہر سے میری شہ رگ کٹ جانے کا ہے۔

گویا خیبر میں زہر آلود گوشت کا ایک نوالہ تناول فرمانے سے حضور کا وصال اپنے وقت مقررہ پر بحیثیت شہید ہوا اور شہید مرتے نہیں بلکہ زندہ ہوتے ہیں قرآن پاک تو شہداء کے صفات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ **''ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون''** (ال عمران آیت ۱۶۹)

ترجمہ: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ خیال نہ کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ خیبر میں غیب دان پیغمبر ﷺ نے زہر آلود گوشت کا ایک نوالہ اس لئے تناول فرمایا تاکہ تقدیر ازل میں لکھی ہوئی شہادت کی تکمیل ہو سکے اور اسطرح منکرین حیات محمدی کا ایک اور رد ہو اب جب حضور ﷺ کی امت کا ایک ادنیٰ ترین عجمی غلام (شہید وجیہ الدین) اپنے گھر آتا ہے اور خبر بھی رکھتا ہے کہ گھر میں کون کیسے ہے پھر مستقبل کے بارے میں بھی آگاہ کرتا ہے تو خدارا بتایئے کہ شہیدوں کو مقام شہادت کا پتہ دینے والا، نبی الانبیاء سردار شہداء ﷺ کا کیا مقام ہوگا۔ طوالت کتاب کا خوف دامن گیر ہے اس لئے حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی اسی کتاب ''انفاس العارفین'' کے صفحہ نمبر ۱۲۶/۱۲۷ وصفحہ نمبر ۱۹۵ سے فقط ان واقعات کو من وعن پیش کرنے پر اکتفاء کرتا ہوں ذرا غور فرمائیں کہ حضور کی شان اقدس کیا ہے۔

دست پیر از غائباں کوتاہ نیست: فرمایا عبدالحفیظ تھانیسری نے اپنے وطن جانے کا ارادہ کیا اور میرے پاس رخصت کے لئے آئے۔ ایک دستار اور نصف روپیہ نذرانہ بھی لائے اور چاہا کہ دوسرا نصف روپیہ مخدومی محمد ابوالرضا کی خدمت میں پیش کرے۔ میں نے خوشدلی سے کہا کہ تمہیں اعظم آباد کے میدان میں بہت خوفناک مشکل پیش آئے گی۔ بہلی کا ایک پہیہ نکل جائے گا۔ میدان میں اسے ٹھیک کرانا بہت مشکل ہو جائے گا۔ جو شخص بہلی کی سواریوں کی حفاظت کرے گا چوروں اور

ڈاکوؤں کی مار دھاڑ سے بچانے اور ساز و سامان کی حفاظت میں کوشش کرے گا۔ مناسب ہے کہ اسے پورا روپیہ دیا جائے۔ اس نے پورا روپیہ مجھے دے دیا اور رخصت ہوگیا۔ ایک مدت کے بعد جب واپس لوٹا تو کہا کہ اس خوفناک وادی میں جہاں ڈاکوؤں کا بہت خطرہ تھا بہلی کا پہیہ جدا ہوگیا اور کچھ دور تک بغیر پہیے کے گاڑی چلتی رہی۔ ہمیں کوئی تکلیف بھی نہ پہنچی اور پھر اس بیابان میں آسانی کے ساتھ ٹھیک ہوگئی۔ یہاں تک کہ ہم ساتھ والے قافلے سے ذرا بھر پیچھے نہ رہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے عم بزرگوار شیخ ابو رضا محمدؒ کا واقعہ جو" انفاس العارفین" کے صفحہ نمبر ۱۹۵ پر درج ہے ملاحظہ فرمائیں:

علی مرتضیٰؓ وسیلہ بیعت ہیں: فرمایا میں نے بچشم حقیقت دیکھا کہ آنحضرت ﷺ اولیاء کرام کی صفوں کے درمیان تشریف لائے جو مربع شکل میں بیٹھے ہوئے تھے اور ہر صف میں ایک ہزار ولی تھے، یہ سب سیر روحانی کر رہے تھے اور ہر ایک کے ہاتھ میں مورچھل تھا۔ میں اس جماعت سے باہر ایک کونے میں کھڑا تھا میرے دل میں خیال گزرا جس پر آنحضرت ﷺ مطلع ہوئے اور ان صفوں میں سے ایک صف میں مجھے بھی داخل فرمایا اور اپنے دست اقدس کا مورچھل بھی مجھے عنایت فرمایا اس کے بعد مجھے ساتھ لے کر آپ ہوا میں اڑنے لگے باقی لوگ اسی مکان میں ٹھہرے رہے آنحضرت ﷺ نے تیسرے آسمان کی مسجد عالی میں نماز عصر ادا فرمائی۔

فرمایا دوسری بار ایک دفعہ میں نے انحضرت ﷺ کو بچشم حقیقت دیکھا اور عرض کی یا سیدی ! میری خواہش ہے کہ آپ کے طریقہ عالیہ کے فیض یافتہ کسی مرد حق سے بیعت کروں تا کہ اس سے ان حقائق کی تفصیل پوچھ سکوں جو آپ سے حاصل ہوئی ہیں۔ مجھے کسی ایسے مرد راہ کا پتہ دیجئے جو اس کا اہل ہو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیری بیعت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے ہوگی۔ کچھ دنوں بعد دیکھا کو گویا راستے میں جا رہا ہوں آس پاس کوئی شخص نظر نہیں آرہا، مگر راستے سے گزرنے والوں کے نقش قدم پائے جاتے ہیں تھوڑی دور بیچ راہ میں ایک مرد کو بیٹھا ہوا دیکھا میں نے اس سے راستہ پوچھا تو اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ ادھر آؤ اس سے مجھے انشراح قلب حاصل ہوا۔ اس نے فرمایا اے سست رفتار! میں علی ہوں اور مجھے رسول خدا ﷺ نے بھیجا ہے تا کہ میں تجھے ان کی بارگاہ میں لے چلوں، میں ان کے پیچھے پیچھے چل پڑا یہاں تک بارگاہ رسالت میں پہونچے، اور حضرت امیر علیہ السلام نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ کے نیچے رکھا اور اپنا ہاتھ حضرت رسالتمآب ﷺ

کے ہاتھ میں دے کر کہا یا رسول اللہ" هذا يد ابى الرضا محمد" (یہ ابو الرضا محمد کا ہاتھ ہے) یہ سن کر حضرت رسالتمآب ﷺ نے حضرت امیر علیہ السلام کی بیعت لی۔ اس موقعہ پر میرے دل میں ایک بات کھٹکی جس پر حضرت امیر علیہ السلام مطلع ہوئے اور فرمایا کہ میں اسی طرح اولیاء اللہ کے حق میں وسیلہ بیعت رہتا ہوں، ورنہ اصل میں تمام سلاسل کی بیعتوں کا مرکز اور مرجع تو آنحضرت ﷺ کا دست حق پرست ہوتا ہے۔ اس کے بعد مجھے اشغال واذکار کی تلقین فرمائی اور علوم واسرار سے نوازا اور مجھ پر ان سب کا حصول آسان ہوگیا۔ اس واقعہ سے پہلے میں ذکر قلبی وہبی میں مشغول تھا۔" انفاس العارفین" صفحہ نمبر ۱۹۵/۱۹۶"

جناب مفتی رشید صاحب اپنے تمام اعتراضات لایئے اور اوپر دیئے گئے قرآن و حدیث کی دلائل اور" انفاس العارفین" میں درج ان واقعات کے ساتھ پھر سے ملائیں اگر اس کے بعد بھی آپ منکر ہی رہیں گے تو پھر کم سے کم نبی ﷺ کے کلمہ پڑھانے کا احسان تو مان لیجئے، اعلیٰحضرت امام احمد رضا صاحبؒ نے کیا خوب فرمایا ہے

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی
ظالمو! کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

آیئے حضور اکرم ﷺ کے غیب دان ہونے، حاضر و ناظر ہونے، با اختیار ہونے پر اب کچھ اور تفصیل بیان کرتا ہوں جناب مفتی عبدالرشید صاحب آف بلالیہ مدرسہ کو تیرویں صدی کے مایہ ناز علامۃ الدھر، محدث و محقق، فرزند کشمیر جو کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے جانشین اعظم و فرزند اکبر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اور انکے وارث مسند درس و امام آفاق حضرت شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی مہاجر مدنیؒ کے شاگرد خاص عالم و فاضل و فقیہہ کامل، واقف علوم نقلیہ و کاشف رموز عقلیہ، محقق ربانی، محدث لاثانی، حضرت مولینا واعظ شیخ احمد کشمیری ہیں جن کے متعلق پیر عبدالقادر رویش کی تحقیق ہے کہ حضرت شیخ احمد واعظ نے تقریباً ۹۰ نوے کتب و رسائل تصنیف کئے ہیں اور آپ کو بصحت صحیح و سند عالی ایک لاکھ احادیث حفظ تھے آپؒ کا وصال ۱۲۹۰ھ میں ہوا آپ دباغ محلہ عالی کدل میں آسودہ ہیں۔ آپ کی مشہور کتاب "نجوم الشہابیہ رجوم للوہابیہ" جو آپؒ نے ردّ وہابیت میں تصنیف کی اس کتاب میں وہابی فکر کے تمام اشکالات کا جواب تفصیلاً دیا گیا ہے یہاں پر اسی کتاب کے پانچویں نجم سے آپؒ نے جو علم غیب نبوی پر مدلل و مکمل دلائل پیش کر کے وجوہ الوہابیہ

کو خوب خاک آلود کیا ہے اس بحث کا ابتدائی حصہ جو بہت ہی جامع ہے اور منکرین علم غیب کی ہدایت کیلئے قول فیصل کا درجہ رکھتا ہے پیش کرتا ہوں:

"نجوم الشهابيه رجوم للوهابيه" کے پانچویں نجم کی عبارت من وعن عربی میں قلمبند کی جارہی ہے جو کہ کتاب کے صفحہ نمبر ۷۷ پر موجود ہے۔

النجم الخامس فی بیان ان الغیب مختص باللّٰہ تعالیٰ ولکن اللّٰہ تعالیٰ یطلع الانبیاء و الاولیاء واھل الاختصاص علیٰ غیب الخاص قال تعالیٰ ان اللّٰہ عندہ علم الساعۃ(الخ)ان اللّٰہ علیم خبیر فی المرقاۃ معناہ مخبر بہ بعضھا من جزئیاتھا لبعض عبادہ المخصوصین و فی المرقاۃ ایضاًیخبر من شاء من عبادہ ما شاء من امورہ و فی الحرز الثمین الخبیر من الاسماء الحسنیٰ المخبر بما کان و بما یکون و فی التفسیر الاحمدی اما ما اشتھر من بعض الاولیاء من اخبار المغیبات فلک ان تقول ان العلم بھٰذہ الخمسۃ و انکان لا یملکہ الا اللّٰہ لکن یجوز ان یعلمھا من یشاء من محبیہ و اولیائہ بقرینۃ قولہ ان اللّٰہ علیم خبیر علی ان یکون الخبیر بمعنی المخبر ای کالبدیع بمعنی المبدع و یؤید ھذا لتوجیہ ما ذکرہ البیضاوی و فی قو لہ تعالیٰ فی سورۃ الجن فلا یظھر علیٰ غیبہ احدا ای فلا یطلع علی غیبہ المخصوص بہ علمہ الا من ارتضی بعلم بعضہ حتیٰ یکون معجزۃ و جعل قولہ من رسول بیاناًلمن و لعلہ اراد بالغیب المخصوص ھذہ الخمسۃ و علی ما سواھا یطلع الاکثر انتھی .و فی انموذج اللبیب فی خصایص الحبیب و کتاب الخصایص و شرح الصدور للسیوطی والمواھب للقسطلانی و فتح الباری للعسقلانی انہ صلی اللہ علیہ و سلم اوتی علم الخمس التی فی ھذہ الآیۃ ولکن امر بکتمھا و الخلاف.

ترجمہ: بیشک غیب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے لیکن اللہ تعالیٰ انبیاء کرام، اولیاء عظام اور خاصان خدا کو مطلع فرماتا ہے اپنے خاص غیب پر۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا بیشک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے، بارش ہونے کا علم ہے اور عورتوں کے حمل کا علم، کل کیا ہوگا اور دفن ہونے کی جگہ کا علم ہے۔ (یہاں پانچوں غیب کو لکھا گیا عبارت میں ایک ہی ہے باقی کیلئے "الخ" لکھا گیا ہے) بیشک اللہ تعالیٰ علیم وخبیر ہے۔

مرقاۃ میں "خبیر" کے معنی اس کے جزیات میں سے اسکے مخصوص بندوں کو بعض کی خبر

دینے والا اور مرقاۃ میں یہ بھی ہے کہ وہ خبر دیتا ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اور اُن باتوں میں سے جو چاہے اور حرز ثمین میں ہے کہ خبیر اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنٰی میں سے ہے المخبر کے معنی خبر دینے والا ما کان و ما یکون کی اور تفسیر احمدی میں ہے "لیکن بعض اولیاء کے بارے میں جو مغیبات کی خبر دینے کے سلسلے میں مشہور ہے جبکہ ان پانچوں کا علم اللہ ہی کے لئے ہے (یعنی اللہ کو ہے) اور تیرے لئے (جائز ہے) کہ تو کہے کہ ان علوم خمسہ کو اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا لیکن جائز ہے کہ وہ اس کا علم اپنے محبین اور اولیاء میں سے جسے چاہے دے۔

اللہ عزوجل کے اس قول کے اس قرینے کی وجہ سے کہ "**ان اللہ علیم خبیر**" میں خبیر بمعنی مخبر (خبر دینے والا) ہے یعنی جیسے کہ بدیع کے معنی مبدع یعنی پیدا کرنے والا ہے اور اس توجیہ کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے جسکو امام بیضاوی نے سورہ جن کی اس آیت کی تفسیر میں فرمایا "**فلا یظھر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رّسول**" یعنی اللہ تعالیٰ اپنے غیب پر قابو نہیں دیتا کسی کو مگر اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے۔

یعنی مطلع نہیں فرماتا ہے اپنے مخصوص علم غیب پر مگر اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے بعض علوم مخصوصہ (یعنی ان پانچ) میں سے حتیٰ کہ وہ اس نبی کیلئے معجزہ بن جاتا ہے اور اللہ نے اپنے قول "من رسول" کو حرف "من ارتضیٰ" کا بیان بنایا اور قوی یہی ہے کہ مراد غیب مخصوص سے یہی پانچ علوم ہے اور اسکے ماسوا اکثر علوم غیب پر بھی مطلع فرماتا ہے۔

انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب اور کتاب الخصائص اور شرح الصدور از علامہ سیوطی اور مواھب لدنیہ از امام قسطلانی اور فتح الباری از امام عسقلانی میں ہے کہ بیشک نبی اکرم ﷺ کو ان پانچ امور غیب کا علم دیا گیا ہے جو اس آیت میں مذکور ہے اگرچہ کوئی بات آپ ﷺ نے (بر بناء حکمت) اظہار نہ کی ہو۔

جناب مفتی صاحب کیا فرماتے ہیں آپ مندرجہ بالا دلائل کے بارے میں آخر پر حضرت شیخ احمد واعظؒ نے تفاسیر وکتب احادیث کا حوالہ دیتے ہوئے ثابت کیا کہ بیشک نبی اکرم ﷺ کو ان پانچ امور غیب کا علم دیا گیا ہے جو اس آیت میں مذکور ہے اگرچہ کوئی بات آپ ﷺ نے (بر بناء حکمت) اظہار نہ کی ہو۔

اب حضرت شیخ احمد واعظ" اس کتاب میں نجم پانچ صفحہ ۷۹/۸۰ کی نظم میں مندرجہ بالا نقاط کی تفصیل اس طرح بیان کر رہے ہیں یہاں پر اختصاراً چند اشعار پیش کر رہا ہوں ملاحظہ فرمائیں:

غیب اسم چیست مستور است ومخفی از خرد از حواس و از ادلہ نے بران راہے برد
غیب بر دو قسم آمد غیب مطلق زان یکے ہست آن مخصوص ذات حق تعالی بیشکے
نیست مخصوص خدا ہم اسم این غیب آمدہ قسم دیگر را اضافی نیز بے ریب آمدہ
یعنے آن نسبت بہ بعضے بندگان غیب است لیک نسبت بعضے شہادت کہ ہمیداند نیک
ہچو جوع و تشنگی کامد شہادت دائما نزد انسان لیک غیب آمد بہ املاک سما
نیست املاک حاضر ہست آں جنات ونار نسبت ما یومنون بالغیب گفتا کردگار
پنج چیز آمد مفاتح غیب را اندر بناء علم ساعۃ، علم باران، علم ارحام نساء
علم فردا، علم جایے مرگ، ہم این پنج چیز خاصہ ذات خداوان علم آن اے باتمیز
لیک ختم آیہ در لقمان بخواں لفظ خبیر ہست مخبر انبیاؤ اولیاء را آن قدیر
اینچنیں تفسیر در مرقاۃ و در شرح حصین نیز در تفسیر احمد کردہ از رائے رزین
چوں بدیع اسم خدا وزن فعیل آمد خبیر معنے آن مبدع است ومخبر اے روشضمیر
واسطہ اعلام حق واقف شوند آن انبیاء تابع ایشاں است اندر خرق عادۃ اولیاء
خوان فلا یظہر علے غیبہ ز سورہ جن بیں میکند بر غیب خاص خویش واقف مرسلین
گفت بیضاوے نسازد مطلع بر غیب خاص جز ہرانکو را پسندیدہ ز اہل اختصاص
بہر علم بعض آں غیبے کہ مخصوص وی است وان پسندیدہ رسول است وولی تبع وی است
گفتہ اندر احمدی کہ مراد حق از غیب خاص آن غیوب خمسہ در آیہ گرفتہ اختصاص
کردہ قید بعض بیضاوی برائے احتراز از قیامت اطلاعش نیست کس را ز اہل راز
در مواہب ہم بہ انموذج ذکر شرح الصدور گفتہ بودہ مطلع پر پنج آن صدر الصدور
اطلاعش داد بر آنجملہ رب العالمین لیک کردش امر کتمان کن زمان یوم دین
آنچہ وارد گشتہ از صدیقہ ام مومنان کہ بفرمودہ ہر انکو کرد اخبار و بیان
کہ ہمیداند نبی آن پنج چیز از علم غیب افتراء محض واعظم گفت او بیشک وریب
پس مراد او بہ استقلال جز رب ودود نیست علم خمس او را تانہ تعلیمش نمود
گفت علامہ خفاجی اندر آن شرح شفاء قول حق لا یعلم الغیب بقران بے خفاء
ہست منفی علم غیر حق بغیر واسطہ اطلاع بر آن بہ اعلام خداوان ضابطہ

فی بیان بعض ماورد من اطلاعہ صلی اللہ علیہ وسلم علی وینزل الغیث باظہار اللہ تعالی واعلامہ

آن سیوطی در خصائص این خبر آوردہ است کہ رسول اللہ روزے اینخبر فرمودہ است
کہ فلاں جا در فلاں آن بارد آن باران عام از منافقہا جماعہ زو شنیدہ اینکلام
منتظر ماندند تا زان جایگاہ آمد خبر کہ بباریدہ فلانی روز در انجا مطر
معترف گشتند نزد سروران اہل نفاق زاد کم ایمان خبرے گفت یا اہل الشقاق
(الخ)

فی بیان ماورد من اطلاعہ صلی اللہ علیہ وسلم علی مافی الارحام باعلام الملک العلام وکذا یطلع باعلامہ الاولیاء الکرام (صفحہ ۸۱/۸۲)

بونعیم از ابن عباس این خبر آوردہ است زوجہ عباس ام الفضل روزے آمد است
نزد پیغمبر ہماندم گفت آں خیر البشر شاد شو ای عامریہ در رحم دارے پسر
چوں بزاید نزد من او را بیاور آنزمان چوں تولد شد ببردش نزد شاہ انس و جان
خواند اذان در اُذن یمنی و اقامت ورد کرد پس بنوشانید او را ریق خود شہد وشکر
نامش عبداللہ نہاد و شد مبشر بعد ازین ازہبی بہ ام فضل کہ ابو الخلفاء است ایں
وان امام مالک آوردہ ز ام المومنین مر مرا صدیق اکبر گفت در روز یقین
وارثانم باتو دواخ تو و دیگر دو اخت سہم تو پس نیست ناقص لیست فضل ولیست بخت
گفتمش یک خواہرم اسماء است دیگر کیست آن گفت حمل بطن بنت خارجہ نیکو بدان
گشت روشن دردلم کہ دختر است آن بالیقین شد تولد بعد فوت آن امام المتقین
خواہر صدیقہ کانرا ام کلثوم است نام مطلع کردش چو بر مافی الرحم رب الانام

فی بیان ماورد من اطلاع علیہ ﷺ باظہار الحق علی وماتدری نفس ماذا تکسب غدا والمراد من الغد مطلق الاستقبال کمانص علیہ المفسرون

مسلم ازعمروابن اخطب این روایت کردوگفت — کہ پیمبر فجر روزے خواندہ وز وعظ سفت
بر سر منبر نشستہ ہمچنان تا ظہر ماند — پس فرود آمد ز منبر ظہر را با ما بخواند
پس بمنبر بر نشست و خواند تا وقت نماز — پس ز منبر باز آمد عصر خواند او با نیاز
بر سر منبر نشستہ تا غروب شمس باز — مخبر صادق شدہ مخبر درین خطبہ دراز
ہر چہ کاین ہست تا روز قیامت در وجود — کرد آگہ آں علیم السر ز تعلیم ودود

(الخ)

فی بیان ماوردان اللہ تعالی اطلع بنبیہ سید الانبیاء بای ارض تموت وہو غیرہ وکذا یطلع علیہ بعض الاولیاء (صفحہ ۸۳)

گفت ام المومنین میمونہ را کہ مرگ تو — ہست اندر سرف کان جائے زفاف وبرگ تو
بیہقی ابن ابی شیبہ روائت کردہ اند — تا یزید بن الاصم استاد خود را بردہ اند
گفت چون میمونہ در مکہ زعلت ثقل یافت — گفت بکشیدم ز مکہ کہ دلم زانروے تافت
زانکہ در مکہ نمیرم کہ خبر خیرالورے — مرمرا دادہ نمیرم من درین ام القرے
پس نیاوردند او را زیر شجرۂ در سرف — یافتہ بد زیر آن ز زفاف سرور او شرف

آیئے اب ان منظومات کا کشمیری ترجمہ بھی یہاں درج کرتا ہوں جو "نجوم الہدیٰ فی رجوم لاہل الطغیٰ" از علامہ ومولینا صدیق اللہ صاحب حاجنیؒ کے صفحہ ۴۵ سے لیا ہے یہ کتاب ۱۳۲۴ھ میں طبع ہوئی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

نجم پنجم در بیان علم غیب کہ خاصہ علام الغیوب است وانبیاء واولیا را از اعطای او تع علم غیب میباشد

علم غیبک بیان چھ پونژم نجم — سنگباران وہابین کیوت رجم
غیب چھی تت ونان یہ آسہ کھٹھ — عقل وحس زانہ تہ زانہہ تہ رٹھ
غیب چھوی بر دو قسم اکھ گو خاص — زان خاص خدائے گوک خلاص (۱)
بیاکھ گو غیب نسبتی تہ چھوی — غیب ژی نش مہ نش تہ نن آسی
نار و جنت اسہ نشہ چھوی غیب — ملکن نش چھونون بلاشک وریب
بو چھہ تہ ترلش نن چھہ انسانن — ملکن نش چھہ غیب کیاہ زانن
چھہ مفاتیح غیب در قرآن — پانژ چیز اوّلم قیامت زان
علم باران و علم حمل زنان — کارفردا و جای مرگ ونان
غیب یم از ملک و بشر — عالم الغیبی چھہ علم و خبر
آو لیکن بسورۂ لقمان — آخر آیتس "خبیر" عیان
تت بمرقات وشرح حصن وحصین — بیہ تفسیر احمدس ز رزین
یئ چھہ لیکھوت خبیر گو مخبر — حق چھہ باوان خاصنی یم سر
سورۂ جن ژہ پہ فلا یظہر — انبیاء تہ ولی چھہ واقف سر
درمواہب چھو ہم بشرح صدور — یم مفاتیح ز خلق چھی مستور
مطلع کر ھن تمن پانژن — مصطفیٰ امر آس کانسہ مہ ون
یئ ژہ بوزت ز عایشہ حمرا — دپہ لیس بو رسول ات وانا
وون تمی محض افترا یعنی — غیر اعلام حق نہ کانہ زانی
وچھ ژہ شرح شفاء چھوکھی سوانان — زانہ غیب کانہ خدا چھو ونان
گوو تہ کانہہ زانہ بجز اعلام — زانناویس خدا تہ زانہ تمام
در خصایص سیوطین اوسموت — دوہہ اکہ چھو حضرتن ووسموت
در فلان وقت در فلان مقام — والہ باران منافقو یہ کلام
بوز تہ رود منتظر یکسر — واتُژ بر وقت و بر مقام خبر
پیش حضرت گوھت کروک اقرار — معترف گی بصدق آن اخبار

(الخ)

ام فضل اُس زوجه عباس — آیه در حمل پیش سرور ناس ﷺ
حضرتن وون تمس زغیب خبر — در رحم چهوی نیچو ژه شادی کر

زیوه یامت مه نش ژه انزین تام — نیون ترووکھ تمس لعاب بکام
تس پرکھ پانه بانگ ته تکبیر — اده تراوکھ تمس لعاب چو شیر
تھو واس ناو پانه عبدالله — وون تمی اتھ چھ یو نعیم گواه
مالکن؁ دوپ یه عایشن؁ فرموو — بابه صابن بروز مرگ مه یوو
چھیکھ ژه وارث میه بیه چان زبائی — بیه چانه زه بینه شیخ ژه آی
دوپ میه چھیم اکی بنه دوہنم تیم — بیاکھ چھی بنت خارجس بشکم
ام کلثوم زایه بابه مرتھ — تس حقن تھاو برونہی خبر یه کرتھ
مسلمن وون ز عمر و اخطب آو — فجر پرتھی نبی بمنبر دراو
تا به پیشن چند و وعظ پروکھ — وتھ ز منبر ادای ظہر کروکھ
بیه کھست تا دگر پس از دگر — اس تم تا غروب پیه منبر
تا قیامت یه آسه مُرودکھ — سر منبر ته سوری فرمووکھ

دون یه میمونی رسولن صاف — ژه مرکھ ته بیتھ بنیی زفاف
بیہقی ین اُن ز ابن شیبه دلیل — گیه در مکه ناگہان سو علیل
تمه دوپکھ کڈیوم مکه نیبر — کس اندر مر ءنه چھیم میه خبر
در سرف کھڈ تھو کلس تل ڈاف — وتھ کرون نقل سو اس جایه زفاف

(۱) حضرت شیخ بابا داؤد خاکیؒ خلیفہ حضرت شیخ حمزہ مخدوم کشمیری قدس سرہ در رسالہ ضروریہ میفرماید

۔ خاصہ دانستن بذات حق تعالےٰ علم غیب — جز کہ از تعلیم او معلوم پیغمبر شد است

آگے بڑھنے سے پہلے مفتی صاحب آف مدرسہ بلالیہ کو ہندوستان کے ایک مایہ ناز عالم دین جناب مفتی احمد یار خان صاحب نعیمیؒ کی ایک تقریر کی طرف توجہ مبذول کروائیں جس میں "علم غیب" کے عنوان پر منکرین کے اعتراضات کا وافی وشافی جواب دیا گیا ہے جسکو "مواعظ نعیمہ" کتاب کے صفحہ نمبر ۱۸۴ سے اخذ کیا ہے۔

علم غیب کا بیان

ما كان الله ليذر المؤمنين علىٰ ما انتم عليه حتى يميز الخبيث من الطيب وما كان الله ليطلعكم على الغيب ولكن الله يجتبي من رسله من يشاء فامنوا بالله و رسله وان تومنو و تتقوا فلكم اجرا عظيم.

اس آیت کریمہ میں چند امور قابل غور ہیں۔ایک یہ کہ گزشتہ آیتوں سے اس کا تعلق کیا ہے دوم یہ کہ اس کا شان نزول کیا ہے،سوم یہ کہ اس سے فوائد ونکات کیا حاصل ہوئے۔چہارم یہ کہ ان پر مخالفین کے اعتراضات کیا ہیں اور ان کا جواب کیا۔

۱) گزشتہ آیتوں میں بتایا گیا تھا کہ کفار ومنافقین ہماری دی ہوئی مہلتوں کو اپنے لئے خیر نہ جانیں،ان کو اس لئے مہلت دی جارہی ہے، کہ اپنے گناہوں میں اضافہ کرکے پیالہ بھرلیں۔اب آگاہ کیا جارہا ہے کہ اے منافقو اور کافرو! یہ مہلت ہمیشہ نہ رہیگی اور تم مسلمانوں کو ظاہری کلمہ گوئی سے ہمیشہ دھوکہ نہ دیتے رہو گے۔بلکہ وقت امتیاز آنے والا ہے۔یا یوں کہا جائے کہ منافقین نے اپنی عمر ومال اور عزت ظاہری اور اولاد کو دیکھ کر سمجھا کہ اگر ہم اللہ کے محبوب بندے نہ ہوتے تو ہم کو یہ نعمتیں کیوں ملتیں۔دشمنوں کو عذاب دیا جاتا ہے نہ کہ انعام،لہٰذا ہم خدا کے پیارے ہیں نہ کہ دشمن۔ یہاں فرمایا گیا کہ تم نے محبوبیت کا معیار غلط قائم کیا،دنیاوی نعمتیں دشمنوں کو بھی دی جاتی ہیں،مگر وہ لعنتیں ہوتی ہیں نہ کہ نعمتیں،معیار تو آئندہ آنے والا ہے۔جس سے منافق اور مخلص ظاہر ہوجائیں گے کھیت میں بھوسہ اور گندم رلا ملا (اکٹھے) اگتا ہے۔مگر ایک فرق کا دن آتا ہے پھر فرمایا گیا کہ تفریق کس طرح ہوگی۔اس طرح نہیں کہ عام مسلمانوں کو غیب کا علم دے دیا جائے اور وہ قلوب کی حالت جان لیں۔بلکہ حق تعالےٰ اپنے خاص غیب پر محمد رسول اللہ ﷺ کو مطلع فرماوے گا۔ اور وہ رسول سب کو علیحدہ فرماویں گے۔اور پھر فرمایا "و ان تومنوا" یعنی اے منافقو! اس دن سے پہلے ہی ایمان لے آؤ تا کہ تمہارے راز نہ کھلیں اور تمہاری رسوائی نہ ہو۔

۲۔شان نزول یہ ہے کہ ایک بار رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ آفرینش سے پہلے میری امت جب کہ مٹی کی شکل میں تھی۔میرے سامنے اصلی صورت میں پیش کی گئی۔جیسے حضرت آدم علیہ السلام کو پیش ہوئی تھی،اور مجھے کفار ومومنین کا علم دیا گیا۔منافقوں کو اس فرمان کی خبر پہنچی تو مذاق کے طور پر کہنے لگے کہ حضور علیہ السلام تو دعویٰ کرتے ہیں کہ قبل پیدائش خلق وہ کافر ومومن کو جانتے

تھے۔ حالانکہ ہم ان کے پاس بیٹھتے ہیں ان کو ہماری اصلی حالت کی خبر نہ ہوئی اس پر سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منبر پر قیام فرما کر فرمایا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ میرے علم میں طعن کرتے ہیں آج سے لے کر قیامت تک کے واقعات میں سے کوئی شئے ایسی نہیں جس کا تم ہم سے سوال کرو اور ہم تم کو خبر نہ دیں۔

اس پر عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ اٹھ کر عرض کرنے لگے کہ میرے والد کون ہیں۔ فرمایا حذافہ، پھر حضرت عمرؓ نے عرض کیا، **رضینا باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد نبیا** سرکار علیہ السلام نے فرمایا تم باز آؤ گے! پھر منبر سے اتر آئے (تفسیر خزائن العرفان اس پر کہ آیت کریمہ نازل ہوئی)۔

۳۔ اس سے چند فوائد حاصل ہوئے۔ ایک یہ کہ جیسے انبیائے کرام خاص خاص نعمتوں سے مخصوص فرمائے جاتے ہیں مثلاً نبوت، وحی قرب الٰہی، وسیلہ الی اللہ، خلافت الٰہی وغیرہ اسی طرح انہیں علم غیب بھی عطا فرمایا جاتا ہے۔ دوم یہ کہ انبیاء کی بعثت سے مقصود منافقین و مومنین اور کافرین میں فرق کرنا ہے۔ **کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین و منذرین** اس پر شاہد ہے اگر انکو لوگوں کے قلوب کا حال معلوم نہ ہو اور سعید و شقی کو نہ پہچانیں تو یہ مقصد پورا نہیں ہوسکتا، یہ آیت یہ ہی مضمون بتا رہی ہے۔

نیز نبوت حقیقۃً خلافت الٰہی ہے **انی جاعل فی الارض خلیفہ** اور سلطان کی نیابت کے لے تین امور ضروری ہیں۔ علم سلطانی، جاہ و جلال، عظمت سلطانی۔ ان کے بغیر خلافت ہوسکتی ہی نہیں، وائسرائے کو ملک کے حالات کا علم، خصوصی اختیارات، عظمت و شوکت ضرور دی جاتی ہے۔ اسی لئے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خلافت دے کر **علم آدم الاسماء کلها** علم اشیاء دیا، سجدۂ ملائکہ سے بھی ممتاز کیا جس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی عظمت و قدرت کا یہ عالم ہے کہ خاص ملائکہ بھی ان کے سامنے جھکا دیئے گئے پھر انسان کیوں نہ جھکیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کو تھپڑ مار دیا اور ان کی آنکھ جاتی رہی یہ ہے قدرت انبیاء۔ نیز شفاعت کیلئے مشفوع لہ کا جاننا ضروری ہے تاکہ نا اہل کی شفاعت نہ ہو جائے اور اہل شفاعت سے محروم نہ رہ جائیں۔ چونکہ حضور شفیع ہیں۔ لہذا انہیں علم دیا گیا۔ اس آیت سے تیسرا فائدہ یہ حاصل ہوا کہ ہر نعمت نا اہل کو دینا اسراف یا تبذیر ہے اور اہل کو نہ دینا بخل، اس لئے فرمایا گیا کہ لوگوں کو غیب پر مطلع نہیں کیا جاتا، ہاں

رسولوں میں سے بعض کو اطلاع دی جاتی ہے کیونکہ حق تعالے اپنی نعمتیں اہل کو عطا فرماتا ہے نا اہل کو نہیں۔ انبیاء علم غیب کے اہل ہیں اسی لئے اس کے بعد بخل کی مذمت کی آیات بیان ہوئیں، عطائے علم غیب میں آیات واحادیث بے شمار ہیں۔

۴۔ اس آیت کریمہ سے مرزائیوں نے ثبوت مرزا پر دلیل پکڑی ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کے بعد خدا نبی بھیجے گا جو مومنوں و منافقوں میں فرق کریں گے۔ اس زمانہ حضور علیہ السلام میں تو خلط ملط رہا "**علیٰ ما انتم علیه**" صاف بتا رہا ہے **یجتبی** صیغہ مستقبل ہے جس سے ثابت ہوا کہ حضور کے بعد پیغمبر چنے جائیں گے۔ چانچہ مرزا جی آگئے۔ لیکن یہ صریح دھوکا ہے۔ پھر تو لازم آئے گا کہ اسلام مرزا جی کے زمانہ تک غیر مکمل رہا، مرزا جی نے مکمل کیا حالانکہ **الیوم اکملت لکم دینکم** اس کے خلاف ہے۔ نیز قرآن کریم کا نام ہے فرقان، حضور انور کے خدام کا لقب ہے فاروق، جب انہوں نے فرق ہی نہ کیا تو یہ لقب انہیں کیوں ملے۔

نیز لازم آیگا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تبلیغ پوری نہ فرمائی لہٰذا آیت کا مطلب وہ ہی ہے جو اوپر ذکر ہوا **یجتبی** سے مراد یہ نہیں کہ آئندہ نبی بن کر آئیں گے اور چنے جائیں گے بلکہ اللہ اپنے اس محبوب کو عطائے غیب کیلئے چن لے گا اور خود یہ ہی محبوب تمام کے راز فاش فرما دیں گے، بعد میں ایسا ہی ہوا کہ ایک جلسہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت سے منافقوں کو اپنی مجلس پاک سے نام بنام پکار کر اٹھا دیا کہ اے فلاں تو منافق ہے۔ مجلس سے اُٹھ جا۔

اس پر دیوبندی وغیرہ کے چند اعتراض، بعض اصولی اور بعض فروعی۔ اصولی حسب ذیل ہیں۔

اوّل: ۔ غیب خدا کی صفت ہے مخلوق میں نہیں پائی جاسکتی۔

دوم: ۔ دیگر آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ علم غیب خدا کے لئے خاص ہے۔

سوم: ۔ یہ کہ حضور علیہ السلام کو اپنی بھی خبر نہ تھی کہ مجھ سے کیا معاملہ ہوگا۔ **لا ادری ما یفعل بی ولا بکم** بخاری میں روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں نبی ہوں مگر مجھے خبر نہیں کہ مجھ سے معاملہ کیا ہوگا۔

چهارم: ۔ یہ کہ مرتدین کا علم تو حضور علیہ السلام کو قیامت میں بھی نہ ہوگا۔ کچھ لوگ حوض پر آتے ہوئے روکے جائیں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے **اصیحابی** یہ صحابہ ہیں، ملائکہ عرض کریں گے۔ **لا تدری ما احدثو بعدک** آپ کو خبر نہیں کہ آپ کے بعد انہوں

نے کیا کیا یعنی مرتد ہو گئے۔

پنجم:۔ہزار ہا واقعات میں آپ واقعہ سے بے خبر رہے۔جیسے کہ افک اور ہار کا گم ہونا ،یا یہ کہ صحابہ کرام کا عرض کرنا کہ کیا آپ نے بکریاں چرائی ہیں جس سے آپ کو علم ہے کہ پیلو کے سیاہ پھل اچھے ہوتے ہیں

جواب شبہ اول کا یہ ہے:۔کہ جیسے علم غیب صفت الٰہی ہے ایسے ہی علم شہادت بھی صفت الٰہی ہے۔ **عالم الغیب و الشھادۃ** بلکہ مطلقاً علم سمع بصر حیات وغیرہ صفات الٰہیہ ہی ہیں تو چاہیئے کہ کسی کو نہ علم غیب مانو، نہ علم شہادت، نہ سمیع، نہ بصیر، نہ علیم، نہ خبیر، نہ زندہ، حق یہ ہے کہ یہ الفاظ مشترک ہیں ۔ان کے معانی میں بڑا فرق ہے۔خدا تعالےٰ کے یہ تمام صفات ذاتی ہیں، مخلوق کے عطائی، خدا کے قدیم مخلوق کے حادث، خدا کے محیط، مخلوق کے محاط۔یہ ہی بات علم غیب میں ہے۔خدا کا نام ہے علی، حضرت علی کا نام بھی علی ہے۔مگر ان کے معانی میں بڑا فرق ہے۔

سوال ۲ کا جواب یہ ہے کہ قرآن فرماتا ہے۔**ان الحکم الا للہ** حکم خدا کا ہی ہے۔نیز فرماتا ہے۔تمام آسمان اور زمین کی چیزیں اللہ ہی کی ہیں **لہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض** ۔کہیے آپ اپنے گھر، لباس اور مملوکات کے مالک ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں، تو وجوب زکوٰۃ، فطرہ و جواز بیع وغیرہ کیسی؟ اور اگر مالک ہیں تو حصر کے خلاف ہوا نیز فرماتا ہے **واذا حکمتم فاعدلوا** نیز فرماتا ہے **فابعثو حکماً من اھلہ و حکما من اھلھا** جب حکم خدا کا ہی ہے تو یہ احکام کیسے؟ بادشاہ، مشائخ علماء کا حکم کیسا؟ یہ ہی کہا جائے گا کہ حقیقی ملکیت اور حکم خدا کے ہیں اور مجازی و عطائی مخلوق کے۔رب تعالےٰ نے کسی کو ملک کا، کسی کو شہر کا، کسی کو کوٹھی و مکانات کا مالک بنا دیا۔اسی طرح علوم غیبیہ مختلف طرح عطا ہوئے، لہذا ذاتی علم رب تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔عطائی مخلوق کو حاصل ہے۔

سوال نمبر ۳ کا جواب یہ ہے کہ اگر آیت مذکورہ اور حدیث مذکورہ کا تمہاری طرح مطلب کیا جائے تو بہت سی آیات اور احادیث کے متعارض ہوگا، قرآن کریم فرماتا ہے **و لسوف یعطیک ربک فتر ضیٰ** نیز فرماتا ہے **لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر. وما کان اللہ لیعذبھم و انت فیھم** حدیث میں ارشاد ہوا **انا سید ولد آدم الواء الحمد یومئذ بیدی** وحدیث شفاعت، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں جنتی و جہنمی لوگوں کو جانتے ہیں، عشرہ

مبشرہ کو جنت کی خوش خبری دی، ایک شخص سے کہا۔**ان اباک فی النار** کیونکر ممکن ہے کہ حضور کو اپنی خبر نہ ہو، وہ تو جس کے ایمان کی رجسٹری فرما دیں وہ جنتیوں کا سردار ہو جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ آیت **وما ادری ما یفعل بی ولا بکم** میں علم کی نفی نہیں، بلکہ درایت کی نفی ہے جس کے معنی ہیں قیاس اور اٹکل سے معلوم کرنا، یعنی میں اپنے اور تمہارے متعلق آئندہ کے معاملات اپنے اٹکل سے نہیں جانتا، آگے فرمایا گیا **ان اتبع الا ما یوحی الی..** صاف بتا رہا ہے کہ یہ علم وحی سے ہے حدیث بخاری کا بھی یہ ہی منشا ہے کہ تمام خلق میں انبیائے کرام کی عقل اعلیٰ ہے کہ ان کی عقل کے مقابلہ میں تمام دنیا کی عقلیں ہیچ ہیں۔جب ہم باوجود مکمل عقل کے عقل سے احوال آخرت نہ جان سکے وحی سے جانے، تو تم کوتاہ عقل والے کسی کا انجام اپنی عقلوں سے کیسے جان سکتے ہو۔اسی لئے بغیر نص کے بعد الموت کسی کے جہنمی و جنتی ہونے کا یقین نہیں کیا جا سکتا رہا کسی کو ولی ماننا وہ شہادت مومنین کی وجہ سے ہے **وانتم شھداء اللہ فی الارض** زبان خلق نقارۂ خدا **کما فی الحدیث**.

سوال ۴ کا جواب یہ ہے کہ دنیا میں حضور ہی تو خبر دے رہے ہیں کہ کل بروز قیامت یہ واقعہ ہوگا۔کیا قیامت میں خود بھول جائیں گے، قیامت میں تو ہر شخص جہنمی کو پہچانے گا۔جہنمیوں کے منہ کالے جنتیوں کے سفید، جہنمی کا نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں اور جنتی کا دائیں ہاتھ میں ہوگا۔مسلمانوں کا جسم آثار وضو سے پنج کلیان ہوگا۔یعنی ان کے منہ اور ہاتھ پاؤں سفید ہونگے۔جہنمی اس سے محروم۔حضور علیہ السلام نے فرمایا یہی ہے کہ ہم اپنی جماعت کو اس علامت سے جانیں گے، شفاعت کرنیوالے بچے اور علماء بھی کافر مومن کو پہچان کر شفاعت کریں گے۔تو کیا شفیع المذنبین نہ پہچانیں، ناممکن ہے۔بلکہ ان کو صحابی طعنہ کے طور پر کہا جائے گا کہ یہ میرے دوست ہیں، جیسے قرآن مجید میں ہے **ذق انک انت العزیز الحکیم** رب تعالیٰ جہنمی کافر سے فرمائے گا عذاب چکھ۔تو بڑی عزت و عظمت والا ہے۔

پنجم ۔اعتراض فروعی ہے۔وہابی بہت سے واقعات کے متعلق کہتے ہیں کہ فلاں چیز حضور نے نہ بتائی، اگر علم ہوتا تو کیوں نہ بتاتے۔ان کا جواب اجمالی اور جامع یہ ہے کہ نہ بتانے میں علم کی نفی نہیں بلکہ اعلام کی نفی ہے۔بسا اوقات علم ہوتا ہے۔ہزار ہا اسرار کی وجہ سے اعلام نہیں ہوتا، سوال کیا گیا کہ چاند کیوں گھٹتا بڑھتا ہے؟ جواب یہ نہ دیا بلکہ گھٹنے بڑھنے کے فائدے بتا دیئے۔کیا خدا کو بھی علم نہ تھا

بلکہ اگر ہار فوراً بتا دیا جاتا تو بواسطہ صدیقہ تیمم کی آیت نہ آتی۔ بہت سے احکام اسباب کی وجہ سے آئے۔ مشیت الٰہی یہ ہی تھی کہ آیت تیمم کے نزول کا سبب حضرت صدیقہ ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تراویح متواتر جماعت سے نہ پڑھی۔ علم تھا کہ ہمیشگی سبب فرضیت بن جائے گی۔ اگرچہ خدا بغیر سبب بھی فرض فرمانے پر قادر ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ کی برأت میں گواہی قرآن میں آنے والی تھی جس سے قیامت تک کے مسلمان عصمت صدیقہ کے گواہ بن جائیں اور آئندہ قاضی لوگ ایسے امور میں اپنے علم سے فیصلہ نہ کر دیا کریں۔ نیز صحابہ کرام کا پوچھنا کہ کیا حضور نے بکریاں چرائی ہیں۔ اس میں علم غیب کا انکار نہیں بلکہ ذریعہ علم دریافت کرتے ہیں کہ آیا بذریعہ وحی یہ علم ہوا یا تجربہ سے۔ صدیقہ کا ہار اور جگہ تلاش کرانا یہ تدبیر تھی دیر لگانے کی۔ جیسے یوسف علیہ السلام نے شاہی پیانہ بنیامین کے سامان میں پیچھے اور بھائیوں کے سامان میں پہلے تلاش کیا حالانکہ جانتے تھے کہ وہ ان کے سامان میں ہے۔ یہ تدبیر تھی بنیامین کو روکنے کی تدبیر اختیار خلاف علم نہیں۔ نیز علم کے لئے ہر وقت حضور ضروری نہیں علم مخلوق علم حصولی ہوتا ہے اور حادث حصولی حادث کا ذہول اور اس سے بے توجہی ممکن ہے۔ بڑا عالم جب کسی اور طرف متوجہ ہو اس وقت ایک مسئلہ بھی اسے حاضر نہیں ہوتا **لکیلا یعلم بعد علم شیئا** حضرت یعقوب علیہ السلام نے چاہ کنعان میں یوسف علیہ السلام کو محسوس نہ فرمایا۔ مگر مصر سے یوسف کی خوشبو پائی، فرمایا **واعلم من اللہ مالا تعلمون** اور فرمایا **عسی اللہ ان یاتینی بھم جمیعا** حالانکہ صرف بظاہر بنیامین اور یہودا مصر میں رہے تھے۔ مگر فرمایا وہ تینوں آئیں گے۔ بات یہ ہے۔

بگفت احوال ما فرق جہاں است　　　دمے پیدا و دیگر دم نہاں است

گہے بر طارم اعلیٰ نشینم　　　گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

گلستان میں ہے۔

گہے با حفصہ و زینب بہ پرداختے　　　گہے با جبریل و میکائیل نہ ساختے

دیوبندی یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم کو علم نہیں۔ اور ہمارے پاس ترازو نہیں جس سے تول کر بتا دیں کہ کتنا علم حضور کو دیا گیا، پھر وہ کل کی نفی اور بعض کا ثبوت کس ترازو میں تول کر کرتے ہیں۔ نیز خدا کو بھی علم غیب مانتے ہیں یا نہیں، وہ کس ترازو سے تول کر یہ بھی کہتے ہیں کہ اس مسئلہ کی اب ضرورت کیا ہے، لیکن اب کہ بحث چھڑ چکی۔ لوگ دیوار کے پیچھے کا علم بھی حضور کو نہیں مانتے، تو

رستی اعتقاد ضروری ہے۔ امام احمد ابن حنبل نے قرآن کریم کے قدیم ہونے کے مسئلے پر کوڑے کھائے۔

۵۔ انبیاء پیدائش کے وقت ہی عارف باللہ ہوتے ہیں اور علم غیب رکھتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی ساق عرش کی تحریر پڑھ لی۔ عیسٰے علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی اپنی نبوت وغیرہ کی خبر دی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیدا ہوتے ہی امت کی شفاعت کی، زندگی میں ان کے علوم بڑھتے رہتے ہیں۔ حضور کو **ما کان و ما یکون** تو معراج میں عطا فرمائے گئے، کہ ایک قطرہ منہ میں ٹپکایا گیا۔ جس سے تمام علوم منکشف ہو گئے۔ جیسا کہ حدیث معراج میں ہے نیز مشکوٰۃ باب المساجد میں ہے کہ رب تعالےٰ نے اپنا دست قدرت ہمارے سینہ پر رکھا۔ جس سے تمام کائنات منکشف ہو گئے اور سب کو ہم نے پہچان لیا بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ اگر معراج میں علوم غیبیہ عطا ہو گئے تھے تو اس آیت کے کیا معنی **نزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیئی** جب قرآن کریم کے نزول سے پہلے علوم عطا ہو چکے تو قرآن سے علوم دینا تحصیل حاصل ہے۔ جواب یہ ہے کہ قرآن کریم کی شان **تبیان** ہے، یعنے واقعات کا بیان کرنا معراج وغیرہ میں علوم بطور کشف عطا ہوئے۔ قرآن کریم میں بطریق بیان۔ اسی لئے واقعہ معراج میں فرمایا گیا **فتجلی لی کل شیئی** یعنی اس وقت بھی تجلی تھی اور اب بیان ہوا۔ تجلی اور ہے بیان کچھ اور۔ سورہ فاتحہ دو بار نازل ہوئی، ہر رمضان میں پورا قرآن حضرت جبریل حضور علیہ السلام کو سناتے تھے، ظاہر ہے کہ ہر دفعہ تبیان نہیں ہو سکتا مگر اس کی شان تبیان ہے۔

۶۔ کفار بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کے معتقد تھے چنانچہ جنگ بدر کے لئے امیہ بن خلف نہیں جاتا تھا۔ بی بی نے کہا تو تو بہادر ہے بزدل کیوں ہو گیا؟ کہا کہ میرے ایک یثربی دوست نے خبر دی ہے کہ محمد نے فرمایا ہے کہ امیہ ہمارے ہاتھ سے مارا جائے گا۔ اور ان کی خبر جھوٹی نہیں ہوتی۔ نیز ابوجہل نے کنکریاں ہاتھ میں چھپا کر پوچھا کہ اس میں کیا ہے۔

گر رسولی چیست در دستم نہاں　　　تو خبر داری ز راز آسمان

حضور علیہ السلام نے یہ نہ فرمایا کہ مجھ سے روزے نماز کے مسائل پوچھ۔ یہ میں کیا جانوں فرمایا کہ تُو تو میرے فقط علم کو جانچنا چاہتا ہے۔ میں تجھے اپنا علم وقدرت دونوں دکھا دوں۔

گفت شش پارہ حجر در دست تست　　　بشنو از ہر یک تو تسبیح درست

مگر افسوس کہ مسلمان کہلانے والے حضور کے علم میں شک کرتے ہیں۔

لطیفہ: مخالفین یہ تو مانتے ہیں کہ تمام مخلوق کے مجموعی علوم سے علم مصطفٰے زیادہ ہے مگر پھر دو چیزوں کا انکار کرتے ہیں۔ علم جمیع ما کان و ما یکون اور علم امور خمسہ، حالانکہ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام ہی اعراض و جواہر کا علم دیا گیا و علم آدم الاسماء کلها اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملکوت السموات والارض کی سیر کرائی گئی۔ ادھر جو فرشتہ شکم مادر میں بچہ کی تقدیر لکھتا ہے۔ اسے علوم خمسہ کا علم دیا جاتا ہے کہ سعید ہے یا شقی، کہاں مرے گا، کب مرے گا، کتنا کھائے گا، لڑکا ہے یا لڑکی۔ اسی طرح جب کسی مسلمان سے اس کی بیوی جنگ کرتی ہے تو جنت سے حور پکارتی ہے کہ اس سے نہ لڑ، یہ ہمارے پاس آنیوالا ہے۔ تیرے پاس مہمان ہے دیکھو حور نے جنت میں سے گھر کی لڑائی دیکھ لی اور اسے یہ خبر بھی ہے کہ یہ شخص مر کر جنت میں پہنچے گا۔

تابیر نخل کی حدیث سے جو اعتراض کیا جاتا ہے کہ فرمایا انتم اعلم بامور دنیا کم یہ غلطی ہے۔ یہ کلمہ زجر کے لئے فرمایا کہ اچھا تم جانو۔ اگر وہ لوگ صبر سے کام لیتے تو بغیر شادی ہی درختوں میں پھل خوب آتے حضرت یوسف علیہ السلام نے کبھی بھی کھیتی نہیں کی تھی اور بچپن میں وطن سے آکر مصر میں شاہی محل اور جیل میں قیام فرمایا، کسی کسان سے ملاقات کا موقع نہ ملا۔ مگر قحط سالی کے لئے غلہ پیدا کرنے اور اس کو محفوظ رکھنے کی ضرورت پیش آئی تو ایسی ترکیب بتائی جو آج تک کار آمد ہے فذروہ فی سنبله نیز فرمایا انی حفیظ علیم جب یوسف علیہ السلام کو کھیتی باڑی کے ایسے راز معلوم تھے تو نبی کریم ﷺ نے مسجد نبوی شریف میں وضو کے لئے اپنے موزے اتارے، اچانک ایک عقاب موزہ لے اڑا اور ہوا میں لے جا کر وہاں سے اوندھا کر کے پھینکا۔ جس میں سے بڑا سانپ نکلا۔ جو مار لیا گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا عقاب کو ہماری بارگاہ میں حاضر کرو وہ حاضر ہوا، فرمایا تو نے ہماری بے اجازت ہمارا موزہ کیوں اٹھایا؟ عرض کرنے لگا کہ حضور میں نے موزے میں سانپ دیکھا چاہا کہ اس پر حضور کو مطلع کر دوں۔ تا کہ آپ بے توجہی میں پہن نہ لیں اور سانپ سے ایذا نہ پائیں۔ اس اطلاع کے لئے میں نے یہ تدبیر کی، فرمایا کہ سانپ تو موزے میں تھا اور تو ہوا میں۔ اتنی دور سے چھپی چیز تو نے کیسے دیکھی؟

اس نے عرض کیا۔

نیست از من عکس تست اے مصطفٰی　　　مار موزہ من بہ بینم از ہوا

حضور آپ کے سر مبارک سے ایک نورانی شعاع نکل رہی تھی جو آسمان پر پہنچی ہوئی تھی جب میں اس نورانی شعاع میں آیا تو چودہ طبق مجھ پر روشن ہو گئے اسی روشنی میں یہ سانپ میں نے دیکھ لیا یہ میرا کیا کمال ہے۔ مولانا (رومی) فرماتے ہیں۔

عکس نور از حق ہمہ نوری بود!　　　عکس دور از حق ہمہ دوری بود

نور کا سایہ بھی نور ہوتا ہے۔ اور دور کا سایہ بھی دور۔ حضور نے فرمایا۔

گرچہ ہر غیبے خدا ما را نمود!　　　دل درین لحظہ بحق مشغول بود!

اگرچہ ہر غیب سے خدا نے باخبر کیا ہے مگر اس وقت میرا دل حق تعالیٰ کے ساتھ مشغول تھا۔

حکایت: مثنوی شریف میں ہے کہ ایک بار نبی کریم ﷺ ایک انصاری کے دفن سے واپس ہوئے۔ تو عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا کہ یا حبیب اللہ آج بہت زور کی بارش آئی تھی راستہ میں کوئی پناہ کی جگہ بھی نہ تھی، حضور کا جسم پاک تر کیوں نہ ہوا۔ فرمایا اے عائشہ تم نے کیا اوڑھا ہوا ہے؟ عرض کیا آپکا تہبند شریف میرے سر پر ہے۔ تو فرمایا۔

گفت بہر آں نمودا ے پاک جیب　　　چشم پاکت را خدا باراں غیب!

ہست باراں دیگر و دیگر سما!　　　نیست ایں باراں ازیں ابر شما

اے عائشہ اس تہبند کی برکت سے تمہاری آنکھوں سے غیب کے پردے کھل گئے۔ یہ بارش غیب کی تھی، پانی کی بارش نہ تھی، جس پر نبی کا کرم ہو جائے اسے علم غیبیہ مل جاتے ہیں۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین۔ (ختم ہوئی تقریر علم غیب پر)

زمانہ موجودہ کے منکرین کو جب ایسی حقیقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس سے تسلیم لازم اور فرار ناممکن بنتا ہو تو شیطان انکو گمراہیوں میں مزید غرق کرنے کیلئے انکے دماغ میں یہ بات ڈالتا ہے کہ ارے یہ تو بریلوی ہے اس طرح منکر کو فرار کی جرأت ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی پکڑ ان بطش ربک لشدید کے سامنے یہ منکرین بے بس ہیں کیا اچھا ہوتا کہ آج ہی خوب پرکھ کر راہ مستقیم کا انتخاب کر لیتے اور آج ہی اس دامن مصطفےٰ ﷺ کے سایہ میں اپنی جگہ بنا لیتے جس میں محشر کے دن انبیاء کرام علیہم السلام اپنی جگہ تلاش کریں گے اعلحضرت نے کیا خوب کہا ہے۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے　　　پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

یہ گذارش اس لئے کی کہ کہیں اوپر کے دلائل پڑھ کر کوئی بہانہ بنا کر دامن چھڑانے کی جرأت نہ کرے

کیونکہ اب کی بار تو منکرین کو توبہ کرانے کی ٹھان لی ہے بقول شاعر۔

لاؤ قتل نامہ ذرا میں بھی دیکھ لوں کس کس کی مہر ہے سر محضر لگی ہوئی

آیئے اب ذرا مفتی عبدالرشید صاحب کو ماضی قریب سے تعلق رکھنے والے علماء کرام کے چند فتاویٰ کی طرف توجہ مبذول کرائیں جو ان علماء کرام نے اُسوقت صادر فرمائے تھے جب وقتاً فوقتاً یہاں وادی کشمیر میں چند فتنہ پروروں کی طرف سے ایسے ہی مسائل اُٹھائے گئے تھے جیسے مفتی رشید صاحب اور مفتی نزیر صاحب جیسے لوگ آج بھی اُٹھا رہے ہیں مثلاً حضور اکرم ﷺ کے علم غیب کی نفی، حضور ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کی نفی وغیرہ جیسے اُٹھائے تھے تو ان مندرجہ ذیل فتاویٰ نے مخالفین کے منہ بند کر دئے فتویٰ دینے والوں کا تعلق یا تو اسی مکتب فکر دیوبند سے ہے یا جو دلائل اپنے فتویٰ میں لائے ہیں ان میں اکثر علمائے دیوبند ہی کے دلائل ہیں یعنی اب مفتی رشید صاحب کے گھر کی شہادتیں پیش کر رہا ہوں۔

(۱)

حضرت نبی کریم ﷺ اعلم اولین و آخرین ہیں (علامہ انور شاہ کشمیریؒ)

نقل فیصلہ

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد انور شاہ صاحب

مصدقہ عدالت بارہمولہ کشمیر

دربارۂ وظیفہ "شیئاً للہ" بحاضری فریقین بمقام بارہمولہ، جسکو فریقین نے تسلیم کر کے عدالت وزیر وزارت صاحب بارہمولہ میں پیش کیا ہے درج ذیل ہے۔

(۴) اولیائے کرام کو ہر وقت حاضر ناظر سمجھنا درست ہے۔ البتہ استحضار خیالی سے ندا آسکتی ہے۔

(۵) خداوند کریم کے بغیر کسی کو علم کلی نہیں ہے۔ حضرت نبی کریم ﷺ اعلم اولین و آخرین ہیں۔ لیکن علم محیط حق تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ (دستخط محمد انور)

مفتی صاحب کیا فرماتے ہیں آپ حضرت شاہ صاحبؒ کے اس فتویٰ کے بارے میں، حضرت شاہ صاحب تو اولیاء کرام کو بھی حاضر و ناظر مانتے ہیں اور حضور ﷺ کو اولین و آخرین کا علم جاننے والا مانتے ہیں۔ تو کیا فرماتے ہیں جناب مفتی صاحب آف بلالیہ کیا علامہ شاہ صاحب کشمیری نے وہ کتابیں نہ پڑھی تھیں جو آپ نے پڑھی ہیں، اور جن کے ذریعہ آپ نے یعنی مفتی آف بلالیہ نے حضور ﷺ کو علم غیب نہ جاننے والا اور حاضر و ناظر کی صفت سے عاری جانا ہے؟

(۲)

آیئے اسی سلسلے میں اور ایک تاریخی ثبوت بھی دکھاتے ہیں وہ یہ کہ جب حضرت شاہ صاحب کشمیریؒ کا سایہ سر سے اُٹھا تو پھر سے فتنوں نے سر اُٹھایا تو عوام اہل سنت نے میر واعظ کشمیر مولانا محمد یوسف شاہ صاحب تک معاملہ پہنچایا تو حضرت میر واعظ نے مسلمانان بارہمولہ کے درمیان صلح کرانے کیلئے علماء کرام کا وفد بارہمولہ روانہ کیا بارہمولہ میں مسلسل تین دن تک آپسمیں مجلسیں اور تبادلہ خیالات ہوتا رہا حالات معمول پر آنے لگے بالآخر خواجہ محمد مقبول لکرو صاحب کی طرف سے گیارہ سوالات مولوی شاہ ولی صاحب تاراتھلی کو پیش کئے گئے کہ وہ جواب دیں اور اپنا عقیدہ ظاہر کریں۔ سوالات مولوی ولی شاہ صاحب کو پہنچ گئے انہوں نے ان سوالات کو جنکے بارے میں پہلے ہی شاہ صاحب کشمیری اپنے فتاویٰ دے چکے تھے انہی کو اپنا بھی جواب مانا اور جو باقی سولات تھے انکے جوابات دیدئے۔ قارئین کرام یہاں پہلے سوالات لکھتے ہیں اسکے بعد جوابات۔

نقل مطابق اصل

سوال (۱): کیا علم اولین و آخرین جو حضرت محمد ﷺ کو عطا ہوا تھا واپس لیا گیا، غیب کے متعلق اپنا اعتقاد ظاہر کریں؟

جواب: (۱) آنحضرت ﷺ اعلم اولین آخرین ہیں حضور ﷺ سے یہ علم (نعوذ باللہ) واپس نہیں لیا گیا۔ علم غیب کلی خاصہ خدا ہے، اور اطلاعی آنحضرت ﷺ کو حاصل ہے۔

سوال (۴): "ایاک نستعین" کے تحت طلب از انبیاء کرامؑ اور اولیائے عظامؒ جائز ہے یا نہ؟ اور امداد طلب کرنے والا مسلمان ہے یا کافر؟

جواب (۴): اولیاء کرام سے "ایاک نستعین" کے ماتحت وسالت اسطرح جائز ہے کہ "یا اللہ بحرمت فلاں صاحب میری حاجت برآری کر" یہ متفق علیہ صورت ہے اور انہی کو خطاب کرنا مختلف فیہ ہے۔ (شاہ صاحب کا فیصلہ)

سوال (۵): حضرت نبی کریم ﷺ کا حیات کس طریقہ پر ہے کیا وہ دور سے کوئی ندا سن سکتے ہیں؟ اس کا قائل مسلمان ہے یا نہ؟

جواب (۵): "نبی اللہ حی یرزق" (اللہ کے نبی زندہ ہیں رزق دیئے جاتے ہیں) پر میرا کامل ایمان ہے۔

سوال (۹): التحیات میں السلام علیک ایھا النبی پڑھنے کے وقت اخبار و انشاء دونوں میں سے کون جائز ہے اور حضرت نبی کریم ﷺ کو حاضر و ناظر سمجھ کر سلام کہنا اُسوقت جائز ہے یا نہ؟ سمجھنے والے کو کیا کہتے ہیں؟

جواب (۹): التحیات میں السلام علیک ایھا النبی میں اخبار و انشاء ہر دو جائز ہیں۔

(سیرت البخاری صفحہ ۱۲۹ تا ۱۳۲)

(۳)

اب آیئے آپکو مضبوط دلائل پر مبنی مفتی اعظم ریاست جموں وکشمیر کا ایک تاریخی فتویٰ دکھاتا ہوں

استفتاء ملاحظہ فرمائیں:

جناب نبی کریم ﷺ پوری کائنات میں حیات اور حاضر و ناظر ہیں آپ ﷺ کیساتھ یہ عقیدہ رکھنے والا مومن ہے۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ، بسم اللہ الرحمن الرحیم

" یا ایھاالنبی انا ارسلنک شاھداً و مبشراً و نذیرا "

(ترجمہ) ''اے نبی بیشک ہم نے آپ کو بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا''۔

نص قرآنی سے ثابت ہے کہ جناب رسول مقبول ﷺ حاضر و ناظر ہیں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی جتنی بھی صفات بیان فرمائی ہیں ان صفات کے اعتبار سے اور ذات مقدسہ کے اعتبار سے آپ ﷺ کو ابدی حیات عطا کی گئی ہے شاہداً کے معنی گواہ کے لے لیجئے تو گواہ کیلئے بھی موجود ہونا اور دیکھنا لازمی ہے تو اسی موجود ہونے کو حاضر کہتے ہیں اور دیکھنے کو ناظر کہتے ہیں۔ آپ ﷺ مومنوں کے جانوں سے زیادہ نزدیک ہیں جیسا کہ قرآن مجید کا ارشاد ہے

'النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم'

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اسطرح ترجمہ فرماتے ہیں۔ ''نبی پاک ﷺ مسلمانوں کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں۔'' (مدارج النبوۃ) قسط ۲، ۱۳۔

تحذیر الناس میں دارالعلوم دیوبند کے بانی مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب ۱۶ میں ''اولیٰ بالمومنین من انفسُھم '' کے بارے میں لکھتے ہیں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی اُمت کیساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ انکی جانوں کو بھی ان کیساتھ حاصل نہیں کیونکہ اولیٰ بمعنی اَقرب (یعنی قریب تر) ہوا۔ یعنی اپنی جانوں سے قریب تر جناب نبی برحق ﷺ ہیں۔

دُرمختار جلد سوم باب المرتد بحث کرامات اَولیاء میں ہے۔

" یاحاضر یاناظر لیس بکفر"

''اے حاضر اے ناظر کہنا کفر نہیں ہے۔'' اور دونوں لفظوں (حاضر و ناضر) کا استعمال اسکے حقیقی معنوں میں حضور اکرم شاہدِ عالم ﷺ کیلئے نہ صرف جائز بلکہ اسلاف اُمت کے درمیان

شائع ومقبول ہے کیونکہ اُنکی روحانیت مقدسہ اور علم خداداد ہر گھر میں موجود اور تمام اُمت کے احوال واعمال پر مطلع ہے۔

قرآن پاک کا ارشاد ہے ''فاذا دخلتم بیوتا فسلموعلیٰ انفسکم" (النور) کہ جب تم گھروں میں داخل ہو تو اپنوں کی سلامتی کی دعا کرو۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے ''وَان لم یکن احدٌ فی البیت فقل السلام علیک ایھا النبی ورحمتہ اللہ و برکاتہ" کہ جب گھر میں کوئی بھی آدمی موجود نہ ہو تو اپنے نبی ﷺ کو سلام پیش کرو۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ مجمع البرکات میں فرماتے ہیں: وے علیہ السلام براحوال و اعمال اُمت مطلع است و بر مقربان و خاصان درگاہِ خود مفیض و حاضر و ناظر است۔

حضورِ اکرم ﷺ اُمت کی تمام حالتوں اور عملوں سے باخبر ہیں اور اپنے مقربین خاص پر انوار و فیوض کی بارش برساتے ہیں کہ وہ حاضر و ناظر ہیں۔ اسی طرح ہر نمازی اپنی نماز میں التحیات پڑھتا ہے اور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں اسطرح سلام عرض کرتا ہے۔ السلام علیک ایھا النبی.

''سلام ہو تم پر اے نبی ﷺ "

''علیک'' میں جو ضمیر ہے وہ حاضر کیلئے ہے اور ایھا حرف ندا نزدیک کیلئے استعمال ہوتا ہے گویا ہر نمازی جناب سرورِ کائنات ﷺ کو حاضر مانے۔

احیاء العلوم جلد اول باب چہارم فصل سوم میں نماز کی باطنی شرطوں کے بارے میں حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں! اپنے دل میں نبی اکرم ﷺ کی ذات کو حاضر و ناضر جانو اور کہو

" السلام علیک ایھا النبی "

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اشعة اللمعات شرح مشکواة پر لکھتے ہیں :

''پس آنحضرت درذوات مصلیان موجود و حاضر است، پس مصلی را باید کہ ازیں شہود غافل نہ بود تا انوارِ قرب واسرار معرفت متنور وفائز گردد۔''

''پس آنحضرت ﷺ نمازیوں کی ذاتوں میں موجود اور حاضر ہیں۔ پس نمازی اسے باخبر اور آگاہ رہے تا کہ قرب کے انوار اور معرفت کے اسرار سے فیضیاب ہو۔''

دُرمختار جلد اول باب کیفیۃ الصلواۃ میں ہے :ویقصد بالفاظ التشھد الا نشاء کانہ یحی علی اللہ ویُسلم علی نبیہ نفسہ.

التحیات کے لفظوں میں خود کہنے کی نیت کرے گویا نمازی رب کو تحیۃ اور خود نبی علیہ السلام کو سلام عرض کر رہا ہے۔

حضرت امام نور الدین حلبی تعریف اہل اسلام والایمان بان محمداً ﷺ بحوالہ سعادۃ الدرین صفحہ (۴۶۱) پر فرماتے ہیں:

بیشک حضرات انبیاء کرام علیہم السلام دنیا میں سیر کرتے ہیں اپنی ارواح اشباح کیساتھ حج وعمرے کرتے ہیں جب اللہ تعالیٰ اُنکو اذن عطا فرماتا ہے اور وہ اس عمل میں بالکل زندوں کی طرح زندہ ہیں اور بیشک نبی اکرم ﷺ سے تمام جہان علویہ وسفلیہ بھرے پڑے ہیں (یعنی آپ سے کوئی جگہ خالی نہیں ہے۔ آپ ہر جگہ حاضر وناضر ہیں) کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے تمام بندوں سے افضل ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ (الحاوی للفتاوی) ۲۲۵۲ پر فرماتے ہیں کہ ان تمام دلایل اور احادیث سے یہ حاصل ہوا کہ حضور اکرم ﷺ اپنے جسد انور اور روحِ پاک کیساتھ زندہ ہیں اور زمین کے اقطار اور ملکوت علویہ وسفلیہ میں جہاں چاہیں سیر کرتے اور تصرف فرماتے ہیں اور آپ ﷺ کی ہیئت مبارکہ ظاہری زندگی جیسی ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اور وہ آنکھوں سے اوجھل ہیں جس طرح کہ فرشتے اپنے اجساد کیساتھ زندہ ہونے کے باوجود آنکھوں سے اُوجھل ہیں۔

علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ نے فیض الباری شرح بخاری ۲۰۴ ج جلد ۱ میں لکھا ہے۔

اور میرے نزدیک رسول اللہ ﷺ کو جاگتے ہوئے بیداری کی حالت میں دیکھنا ممکن ہے جسکو اللہ یہ نعمت عطا فرمائے جیسے کہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ سے منقول ہے کہ اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو (۲۲) مرتبہ بیداری میں دیکھا ہے اور آپ ﷺ سے بعض احادیث کے متعلق سوال کیا پھر آپ ﷺ کی تصحیح کے بعد سیوطیؒ نے ان احادیث کو صحیح کیا۔

اس عبارت سے دو چیزیں ظاہر ہوئیں ایک تو یہ کہ حضور ﷺ کو دنیا میں کہیں بھی بیداری کی حالت میں دیکھنا حق ہے۔ دوسری یہ کہ آپ ﷺ مدد بھی کرتے ہیں یہ آپ ﷺ کی حیات عالمی اور حاضر وناظر ہونے پر دلیل ہے۔

غرض مذکورہ بالا نص قرآنی واحادیث ودیگر دلائل ائمہ، محدثین ومجتہدین سے یہ بات ثابت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ ہر جگہ حیات اور حاضر وناضر ہیں۔

(مہر ودستخط: مفتی اعظم ریاست جموں وکشمیر)

(۴)

''کپوارہ کلاروس کے ایک جلیل القدر عالم دین کا عظیم الشان فتویٰ''

استفتاء

حضرت مفتی محمد امین صاحبؒ کلاروس کپواڑہ

کا مسئلہ حاضر وناظر اور حیات النبی ﷺ پر تاریخ ساز فیصلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین.

(۱) حق تعالیٰ جل شانہ کے حمد وتقدیس اور بے شمار درود اس ذات بابرکات پر ہدیہ پیش کرنے کے بعد جسکی ذات بابرکات کے بدولت یہ کائنات وجود میں آئی ہے اور ''**لولاک لما خلقت الافلاک**'' اس کا واضح ثبوت ہے کہ ذات بابرکات ہی باعث تکوین عالم ہے۔ پس اولاً یہ بات ذہن نشین ہونی لازمی ہے کہ حضور ﷺ کی حیات دنیاوی اور حیات برزخی میں کچھ فرق نہیں ہے حضور ﷺ کی حیاتِ طیبہ آج بھی ایسی ہی ہے جیسے حیاتِ دنیاوی تھی اُس میں ذرہ برابر فرق نہیں ہے یہ حیات اکمل وافضل تر ہے اس سلسلے میں آئندہ صفحات میں قدرے بیان ہوگا انشاء اللہ۔ ہمارا ایمان ہے کہ حضور پرنور ﷺ آج بھی اپنے فیوض وبرکات سے اپنے عاشقانِ پاک طینت کے دل ودماغ اور قلوب کو نور نبوت سے فیضیاب فرماتے ہیں اور ظاہراً اپنے دیدار سے نوازتے ہیں۔

حیات النبی ﷺ

تمام انبیاء کرام صلوٰۃ اللہ علیہم کی حیات پر تمام علماء ملت متفق ہیں اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے اور انبیاء کرام کی حیات صدیقین، شہداء، صالحین سے کامل تر ہے انبیاء علیہ السلام خاص حضرت نبی مکرم ﷺ کی حیات حسی دنیاوی ہے ''محض بقاء وارواح کیساتھ نہیں'' اس وجہ سے جو مال حضور ﷺ کی ملکیت میں تھا وہ آج بھی اُنہی کی ملکیت میں ہے تو معلوم ہوا کہ حضور پرنور ﷺ کی حیات، دنیاوی حیات کی طرح ہے اُس میں کوئی ذرہ برابر فرق نہیں آیا ہے۔ چنانچہ شیخ علاؤ الدین قونویؒ جو کہ شافعی المذہب تھے اور ارباب تصوف میں سے تھے فرماتے ہیں کہ ہمارا اعتقاد ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ جل شانہ کے حضور ﷺ میں حیات سے اشرف واکمل ہے (بحوالہ

مدراج) صوم وصال کے سلسلہ میں حدیث مبارک "ابیت عند ربی یطعمنی و یسقینی" میں اپنے رب کے پاس ہوتا ہوں وہی مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے حیات النبی ﷺ کیلئے کافی ہے۔

ایک اور حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو چالیس دن کے بعد قبر انور میں نہیں رکھتے ایک اور حدیث مبارکہ میں اسطرح آیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے میں حق تعالیٰ کے نزدیک اس سے بزرگ تر ہوں کہ تین دن کے بعد مجھے قبر انور میں رکھے تو اس سے ظاہر ہوا کہ حضور ﷺ اپنی قبر انور میں اس حیات کیساتھ مذکورہ مدت کے بعد قطعی طور پر اقامت گزین نہ ہوسکیں گے بلکہ علامہ سیوطی علیہ الرحمہ کے تحقیقات کے مطابق ذات بابرکات آسمانوں اور اطراف واکناف عالم میں گردش فرماتے ہیں اور اپنے صلوٰۃ پڑھنے والوں کے صلوٰۃ وسلام عرض کرنے والوں کو جواب بھی دیتے ہیں۔

حضرت محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

اثباتِ حیات حقیقی ودنیاوی اسکے بعد اگر کوئی کہے کہ حق تبارک وتعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کے جسد اقدس ایسی حالت اور ایسی قدرت بخشی ہے کہ جس جگہ چاہیں بذاتِ خود تشریف لے جائیں یا مثالی صورت میں آسکتے ہیں خواہ آسمان پر یا زمین پر ایسی بات پر اکتفانہ کرتے ہوئے صاحب الحصن الحصین کی یہ حدیث پاک حضور ﷺ کے حیات وحاضر پر واضح دلیل ہے جب کوئی مسجد شریف میں داخل ہو تو **فلیسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم** تو ذات بابرکات پر سلام عرض کرے زیادہ واضح ہوگیا ہے کہ حضور ﷺ ہر جگہ مسجد میں حاضر ہیں تب ہی تو صلوٰۃ وسلام کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اب ہم قرآن حکیم کی روشنی میں یہ بات واضح کرنا چاہتے ہیں کہ کیا حضور ﷺ کا جسدِ مبارک ہر جگہ موجود ہے اور پایا جاتا ہے۔

"ویکون الرسول علیکم شهیداً" (سیقول)

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں حضرت شاہ عبدالعزیز اپنی تفسیر فتح العزیز میں تحریر فرماتے ہیں۔ "تمہارا رسول تم پر گواہی دے گا کیونکہ وہ جانتے ہیں اپنی نبوت کے نور سے اپنے دین کے ہر ماننے والے کے رُتبہ کو کہ میرے دین میں اسکا کیا درجہ ہے اور اسکے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور وہ کون سا پردہ ہے جس سے اسکی ترقی رُکی ہوئی ہے پس وہ تمہارے گناہوں کو بھی پہچانتے ہیں

تمہارے ایمان کے درجوں کو تمہارے نیک اور بد سارے اعمال کو اور تمہارے اخلاص اور نفاق کو بھی خوب پہچانتے ہیں اور یہ سب تب ہی ممکن ہے جب ذات بابرکات ہر جگہ موجود وحاضر ہے کیونکہ گواہ وہی ہوسکتا ہے جو کسی واقعہ کا چشم دید گواہ ہو۔ بغیر چشم دید گواہ کے کوئی شہادت مقبول نہیں ہوتی ہے۔ اسی طرح

"انا ارسلناک شاهداً ومبشراً ونذيراً وداعياً الى الله باذنه وسراجاً منيرا"

(۱۲: احزاب) اس آیت مبارکہ کی تفسیر فرماتے ہوئے حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اُمت پر شاہد ہونے کا ایک مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی اُمت کے سب افراد کے اچھے بُرے اعمال کی شہادت دیں گے"۔ آگے چل کر فرماتے ہیں "قیامت کے روز آپ اُمت کے ایک ایک فرد کو اسکے اعمال کے ذریعہ پہچانتے ہیں۔ اسلئے آپ اُمت کے شاہد بنائے جائیں گے تو صاف ظاہر ہے اُمت کے ہر ہر فرد کو جاننا تب ہی ممکن ہے جب آپ ﷺ اُمت کو جگہ جگہ دیکھتے ہیں اور یہی دلیل جناب رسالتمآب ﷺ کی ہر جگہ حاضر ہونے کی دلیل ہے۔"

علامہ آلوسیؒ اس آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضور ﷺ گواہی دیں گے اپنی اُمت پر کیونکہ حضور ﷺ اُنکے احوال کو دیکھ رہے ہیں اور اُنکے اعمال کا مشاہدہ فرمارہے ہیں اور اُنکے حق میں یا ان کیخلاف گواہی دیں گے۔ آگے چل کر علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ صوفیائے کرام نے اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو بندوں کے اعمال پر آگاہ فرمادیا ہے اور حضور ﷺ نے انہیں دیکھا ہے اس قول کی تائید میں علامہ آلوسیؒ نے مولانا جلال الدین رومیؒ قدس سرہ کا یہ شعر نقل کیا ہے۔

در نظر بودش مقامات العباد زیں سبب نامش خدا شاہد نہاد

اور حضرت شبیر احمد صاحب عثمانیؒ نے اُس مقام پر جو حاشیہ لکھا ہے اُس سے بھی اُسکی تائید ہوتی ہے۔ ان تمام دلائل سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ حاضر وناظر ہیں۔ باذن اللہ تعالیٰ عزوجل۔

پھر یہ کہنا کہ حضور ﷺ کو حاضر جاننے والا کافر ہے بدترین کلام ہے اور کفر کا حکم کفر دینے والے کی طرف واپس ہوتا ہے اور یہ سراسر حضور ﷺ کے شان میں گستاخی ہے۔ چنانچہ حضرت مفتی اعظم پاکستان علیہ الرحمہ نے اپنے مشہور "**معارف القرآن**" میں تحریر فرمایا ہے کہ "یہ کہنا حضور ﷺ غیب نہیں جانتے تھے سوء ادب ہے" اتنا کہنا جب سوء ادب ہے تو حضور ﷺ کے عشاق کو کافر کہنا

خبث باطن کی دلیل ہے۔ایسے شخص پر لازم ہے کہ جب تک زندہ رہے حق تعالیٰ سے طلب مغفرت کرتا رہے ممکن ہے کہ اللہ بخش دے مگر حق تعالیٰ اپنے معشوق کی بے ادبی گوارا نہیں فرماتے ہیں اور واضح طور پر فرمایا ہے" ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون "حضور ﷺ کی شان اقدس میں بے ادبی کرنے والوں کو حق تعالیٰ تنبیہ فرماتا ہیں تمہارے سب اعمال غارت کردے جائیں گے جب کہ تمہیں اس کا شعور بھی نہیں ہے۔

از خدا خواہیم توفیق و ادب — بے ادب ہرگز نہ داشت از فضل رب
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد — بلکہ آتش درہمہ آفاق زد

ھٰذاما عندی

محمد امین عفاللہ عنہ

کلاروس،لولاب "مہر"

(۵)

جناب مولینا مفتی محمد شفیع صاحب سابق مفتی اعظم پاکستان اپنی تفسیر قرآن "معارف القرآن" میں علم غیب مصطفےٰ ﷺ پر یوں رقم طراز ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے علم غیب کے متعلق تقاضائے ادب: جناب رسول اللہ ﷺ کے علم غیب کے متعلق تقاضائے ادب یہ ہے کہ یوں نہ کہا جائے کہ آپ غیب نہیں جانتے تھے بلکہ یوں کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو امور غیب کا بہت بڑا علم دیا تھا۔جو انبیاء میں سے کسی دوسرے کو نہیں ملا۔(از تفسیر معارف القرآن جلد:۷:صفحہ نمبر:۷۹۶)

جناب مفتی عبدالرشید صاحب یہ ہیں ثبوت علم غیب مصطفےٰ ﷺ حاضر و ناظر مصطفےٰ ﷺ کے بارے میں جو قران و حدیث کی روشنی میں علمائے کرام نے پیش کئے ہیں فرمایئے کیا ہے آپکا ارادہ،کیا یہ سب دلائل جھوٹ کا پلندہ ہیں نعوذ باللہ اور کیا یہ سب حضرات (حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ وغیرھم) سب علم سے کورے ہیں اور علم کل فقط آپ ہی نے حاصل کیا ہے دانائے رازؒ نے کیا خوب فرمایا ؎

ہائے کس ڈھنگ سے اچھوں کو برا کہتے ہیں

آئینے اب آپ ہی کے مکتب فکر کی کتب سے مزید دلائل دیکر آپکے علم کا پندار وزرا اور توڑتے ہیں ہاں آپکی اس نری جہالت کو دیکھ کر یہ شعر زبان پر آتا ہے۔ ؎

ان عقل کے اندھوں کو اُلٹا ہی نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

سب سے پہلے کتاب "**سیرت النبی بعد از وصال النبی**" جو کہ دیوبند مکتب فکر کے ہی سیرت نگار جناب محمد عبدالمجید صدیقی صاحب نے مرتب کی ہے جس پر مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحب وغیرھم اور مولانا عبدالماجد دریابادی صاحب جیسے اکابرین فکر دیوبند نے اپنی آراء لکھیں ہیں یوں تو پوری کتاب ہی قابل مطالعہ ہے طوالت کے خوف سے چند ہی واقعات پر اکتفاء کرتا ہوں۔"فاعتبروایا اولولا بصار"۔

کتاب سیرت النبی بعد از وصال النبی

کتاب کا پھلا واقعہ

(۱)

نومسلم خالد لطیف گابا کو جیل سے چھڑانے کیلئے حضور ﷺ نے اپنے محبّ کو حکم کیا۔

کے۔ایل۔گابا نام کے مشہور وکیل جن کا پورا نام کنہیالال گابا ۱۹۳۲ء میں اسلام قبول کیا اور نام رکھا خالد لطیف گابا یعنی کے۔ایل۔گابا آپ کے اسلام قبول کرنے سے ہندو سماج میں زلزلہ آگیا جناب گابا صاحب نے حضور ﷺ کی حیات مبارکہ پر ایک کتاب انگریزی زبان میں لکھی جس کا نام (Prophet of the Desert) "پیغمبر صحرا" (ﷺ) ہے اس کتاب کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے گابا صاحب نے اپنی خودنوشت سوانح حیات بھی لکھی جس کا نام (friends and foes) ہے اس کتاب میں گابا صاحب اپنا ایک واقعہ یوں بیان کرتے ہیں۔

"پنجاب ہائی کورٹ کے چیف جسٹس سر ڈگلس ینگ کسی بات پر مجھ سے ناراض ہوگئے اور ایک جھوٹے مقدمے میں مجھے ملوث کرکے پابند سلاسل کردیا۔ضمانت پر رہائی کیلئے انگریز ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج لاہور میں ڈیڑھ لاکھ روپیہ زرضمانت مقرر کیا۔روزنامہ "زمیندار" اور "احسان" نے مسلمانان ہند سے بار بار اپیل کی کہ اس نومسلم کو قید سے رہائی دلائی جائے مگر پورے ہندستان میں ایک مسلمان بھی اتنی رقم بطور ضمانت پیش نہ کرسکا جس کی وجہ سے مجھے چند ہفتے جیل میں گزارنے

پڑے۔ اسی اثناء میں سیالکوٹ کے ایک ٹھیکیدار الحاج ملک سردار علی کو خلاصہ کائنات حضرت نبی آخر الزماں ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ نے حکم فرمایا "سردار علی اُٹھو اور صبح لاہور جا کر ایک نو مسلم قیدی خالد لطیف گابا کی سیشن کورٹ میں ڈیڑھ لاکھ روپے کی ضمانت دے آؤ اور اسے قید سے رہائی دلاؤ۔ اس میں کوتاہی ہرگز نہ کرنا۔ اس نے میرے متعلق ایک کتاب "پیغمبر صحرا" ﷺ لکھی ہے جو مجھے بہت پسند آئی ہے۔

ملک سردار علی اس زیارت بابرکت سے بے حد مسرور ہوئے صبح کاغذات کی تصدیق کیلئے عدالت پہنچے مگر ہندو ڈپٹی کمشنر مسٹر چندرا آئی سی ایس نے آپ کو ڈرایا دھمکایا اور کہا گابا باہر بھاگ جائے گا اور رقم ضبط ہو جائے گی۔ تم ضمانت نہ دو۔ ملک صاحب نے جواب دیا کہ جس بزرگ و برتر ہستی نے اس کام کیلئے حکم فرمایا ہے اس پر اگر میری جان قربان ہو جائے تو مقام مسرت ہوگا ڈیڑھ لاکھ روپیہ کیا چیز ہے! میں نہیں جانتا خالد لطیف گابا کون شخص ہے میں نے اسکو کبھی نہیں دیکھا مجھے تو خواب میں اس کا نام بتایا گیا ہے۔ ہندو ڈپٹی کمشنر نے کاغذات کی تصدیق نہ کی۔ مجبوراً ملک صاحب نے دو تین دوستوں سے ڈیڑھ لاکھ روپیہ جمع کیا اور لاہور آ کر انگریز سیشن جج کی عدالت میں نقد زر ضمانت پیش کر کے مجھے رہائی دلائی۔

(ماخوذ از: سیرت النبی بعد از وصال النبی صفحہ: ۹۳،۹۴)

مفتی صاحب حضور ﷺ تو اس واقعہ کی رو سے پردہ فرمانے کے بعد بھی جانتے ہیں کہ نو مسلم گابا کے ساتھ کیا ہو رہا ہے پھر اپنے غلام کے پاس آ کر حکم کریں کہ گابا کی ضمانت کیلئے اتنے پیسے لیکر فلاں عدالت میں جائے اور یہ بھی فرمائیں کہ مجھے گابا صاحب کی سیرت پر لکھی گئی کتاب "پیغمبر صحرا" بہت پسند ہے ایسے پیغمبر عظیم ﷺ کی حیات ظاہری کا عالم کیا ہوگا۔ سبحان اللہ۔

(۲)

حضور اکرم ﷺ نے دار العلوم دیوبند آ کر عصاء مبارکہ سے نشان ڈالا

مصنف لکھتا ہے کہ مدرسہ دار العلوم دیوبند (ہندوستان) ایک الہامی مدرسہ ہے۔ ۱۵ ماہ محرم ۱۲۸۳ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۸۶۶ء کو اس ادارے کا آغاز کیا گیا۔ زمین مل جانے کے بعد عمارت مدرسہ کیلئے بنیاد رکھ دی گئی جب وقت آیا کہ اسے بھرا جائے اور اس پر عمارت تعمیر کی جائے تو مولانا رفیع الدین رحمہ اللہ مہتمم ثانی دار العلوم دیوبند نے خواب دیکھا کہ اس زمین پر نبی آخر الزماں ﷺ تشریف

فرما ہیں ہاتھ میں عصاء ہے۔ آپ ﷺ نے مولانا سے فرمایا "شمالی جانب جو بنیاد کھودی گئی ہے اس سے صحن مدرسہ چھوٹا اور تنگ رہے گا اور آپ ﷺ نے عصائے مبارک سے دس گز شمال کی جانب ہٹ کر نشان لگایا کہ بنیاد یہاں ہونی چاہئے تا کہ مدرسہ کا صحن وسیع رہے (جہاں تک اب صحن کی لمبائی ہے) خواب دیکھنے کے بعد مولانا علی الصبح بنیادوں کے معائنہ کیلئے تشریف لے گئے تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا لگایا ہوا نشان بدستور موجود پایا۔ اسی نشان پر بنیاد کھدوائی اور مدرسہ کی تعمیر شروع ہو گئی (الہامی مدرسہ از مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی مہتمم دار العلوم دیوبند۔ یہ مضمون ماہنامہ "الرشید" لاہور کے دار العلوم دیوبند نمبر: فروری مارچ ۱۹۷۶ء جلد نمبر: ۴: شمارہ: ۲-۳ صفحہ ۱۳۸ تا ۱۳۹ پر موجود ہے۔) (ماخوذ از: سیرت النبی بعد از وصال النبی صفحہ: ۹۴،۹۵)۔

اس واقعہ کا تذکرہ تو دار العلوم کے ترانہ میں کچھ اس طرح سے موجود ہے۔

خود ساقی کوثر ﷺ نے رکھی میخانے کی بنیاد یہاں
تاریخ مرتب کرتی ہے دیوانوں کی روداد یہاں

ہاں تو مفتی صاحب کیا خیال ہے حضور ﷺ کے بارے میں کہ آپ ﷺ دیوبند آئے بھی، نشان بھی لگا گئے اور جانتے بھی تھے کہ مدرسہ دیوبند کے ذمہ داران کب بنیاد ڈالیں گے یہ تو بعد انتقال ظاہری کا کمال ہے پھر حیات حقیقی کا عالم کیا ہوگا۔ لیکن پھر بھی آج فارغ دیوبند اپنی کور نگاہی کی وجہ سے یہ خیال یہ عقیدہ رکھیں کہ حضور ﷺ کو علم غیب نہیں۔۔ افسوس اس کم عقلی پر۔ اہل سنت کا عقیدہ یہی ہے کہ ہمارا نبی ﷺ زندہ ہے حاضر و ناظر ہے اور تمام حالات سے واقف ہے۔

(۳)

حضور اکرم ﷺ نے بیگم حسرت موہانی کے ہاں تشریف لا کر اسکی دستگیری کی

نشاط النساء بیگم غالباً ۱۸۸۵ء میں پیدا ہوئیں۔ والد وکیل تھے رشتہ میں مولانا حسرت موہانی کی ماموں زاد بہن تھیں۔ مولانا سے ان کی شادی ۱۹۰۳ء میں ہوئی۔ میاں بیوی میں بے حد محبت تھی۔ بیگم کی شدید علالت کی وجہ سے مولانا ۱۹۳۷ء میں حج کو نہ جا سکے۔ آخر ۲۵ محرم الحرام ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۸ اپریل ۱۹۳۷ء بیگم حسرت موہانی نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ مولانا حسرت موہانی "حیات بیگم حسرت موہانی" میں تحریر کیا ہے کہ ریڑھ کی ہڈی میں کچھ ایسی خرابی پیدا ہو گئی تھی جو ڈاکٹر کی رائے میں لا علاج تھی اور جس کی وجہ سے انکے جسم کا نصف حصہ اسفل کئی ماہ سے بالکل بے حس

ہوگیا تھا۔ پلنگ پر پڑے پڑے کئی زخم نہایت درجہ تکلیف دہ پیدا ہوگئے تھے پسلیوں میں شدید درد رہنے لگا تھا مگر ان کی زبان سے اس کے سوا کہ "جو اللہ کی مرضی" اور "اس کی مصلحت کا تقاضا" کسی نے بھی کوئی حرف شکایت نہ سنا۔ کبھی اتنا کہہ دیتی تھیں کہ جب بیماری میں تکلیف کی یہ شدت ہے تو افتراق جسم وجاں کے وقت کیا حال ہوگا؟ مگر انتقال سے ایک روز قبل نماز فجر کے اول وقت ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں کہا کہ "اب مجھے کسی تکلیف کا اندیشہ نہیں ہے اسلئے کہ ابھی ابھی حضرت نبی پاک ﷺ تشریف لائے تھے تو میں نے دامن تھام لیا اور عرض کیا کہ مجھ کو بھی مدینہ لے جائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ گھبراؤ نہیں، ہم تم کو جلد بلالیں گے اور تکلیف جان کنی کی نسبت بھی فرمایا کہ ہم ذمہ دار ہیں تم کو ایسی کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ چنانچہ اب مجھے کوئی تکلیف نہیں۔ الحمد اللہ کہ نتیجہ بھی واقعی اسی شکل میں ظاہر ہوا۔ (ماخوذ از: سیرت النبی بعد از وصال النبی صفحہ: ۱۰۲۔۱۰۱)

لیجئے مفتی صاحب اس واقع میں حضور ﷺ تشریف آور بھی ہوئے مریضہ کو انتقال کی خبر بھی دیدی تکلیف نزع سے خلاصی کا وعدہ بھی کیا اس طرح اپنا مختار ہونا بھی ثابت کیا، یوں فرمایا کہ "ہم ذمہ دار ہیں تم کو ایسی تکلیف نہیں ہوگی" اور الحمد للہ کوئی تکلیف ہوئی بھی نہیں۔ سبحان اللہ۔

(۴)

امام احمد بن حنبلؒ کو آنے والی آزمائش کے بارے میں حضور ﷺ نے پہلے ہی خبردار کیا

حضرت امام شافعیؒ جب مصر تشریف لے گئے تو وہاں آپ سے حضرت صاحب رحمت یزداں ﷺ نے خواب میں فرمایا کہ احمد بن حنبلؒ کو بشارت دو کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے بارے میں ان کی آزمائش کرے گا۔ ربیع بن سلیمان فرماتے ہیں کہ حضرت امام شافعیؒ نے ایک خط لکھ کر میرے حوالے کیا کہ میں فوراً اس خط کو حضرت احمد بن حنبل کو دوں مجھے خط پڑھنے کی ممانعت فرمائی میں خط لے کر عراق پہنچا۔ مسجد میں فجر کے وقت امام حنبلؒ سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ سلام کرنے کے بعد خط پیش کیا۔ خط پاتے ہی امامؒ حضرت امام شافعیؒ کے متعلق دریافت کرنے لگے اور پوچھا کہ تم نے خط کو دیکھا۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ خط کی مہر توڑی اور پڑھنا شروع کیا اور آبدیدہ ہوکر فرمایا "میں اُمید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرت امام شافعیؒ کے قول کو سچ کردکھائے"۔ ربیع نے پوچھا خط میں کیا لکھا ہے تو فرمایا "حضرت امام شافعیؒ نے حضرت محمد رسول ﷺ کو خواب میں یہ فرماتے دیکھا کہ اس نوجوان ابو عبداللہ احمد بن حنبل کو بشارت دو کہ اللہ تعالیٰ دین کے بارے میں

اس کو آزمائش میں ڈالے گا اور اس کو مجبور کیا جائے گا۔ کہ قرآن کو مخلوق تسلیم کرے مگر اس کو چاہیے کہ ایسا نہ کرے جس پر اسکے تازیانے لگائے جائیں گے آخر اللہ تعالیٰ اس کا علم ایسا بلند کرے گا جو قیامت تک نہ لپیٹا جائے گا"۔ ربیع نے کہا اس بشارت کی خوشی میں آپ مجھے کیا انعام دیتے ہیں۔ آپؒ نے جسم کا ایک کپڑا ان کو عنایت کیا اور وہ خط کا جواب لے کر امام شافعیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام واقعہ بیان کیا۔ حضرت امام شافعیؒ نے فرمایا تم اس کپڑے کو تر کرکے اس کا متبرک پانی مجھے دو۔ میں نے تعمیل حکم کی اور امام شافعیؒ نے اس کو ایک برتن میں رکھ لیا اور روزانہ اس کو اپنے رخسار مبارک پر تبرکاً مل لیتے تھے (المقریزی) (سیرت آئمہ اربعہ صفحہ ۵۷۳) (خیر المونس جلد دوم صفحہ ۲۴۶) (تاریخ الفقہ از مولانا عبدالصمد صارم الازہری صفحہ ۱۲۴۔ ادارہ علمیہ، دھنی رام روڈ لاہور) (کتاب الصلوٰۃ از حضرت امام احمد بن حنبلؒ مترجمہ شیخ علی جواد، ناشر نور محمد، کارخانہ تجارت کتب، رام باغ کراچی، صفحہ ۲۸ تا ۳۰)۔ (ماخوذ از: سیرت النبی بعد از وصال النبی صفحہ: ۱۱۵)

کیا خیال ہے مفتی صاحب حضور ﷺ نے امام حنبلؒ کے بارے میں پہلے ہی اطلاع دی کہ "خلق قرآن" کے فتنہ میں حق کا دفاع کرنے والے ہیں ساتھ میں یہ بھی فرمایا کہ کہہ دیں کہ ثابت قدم رہیں کیا یہ علم غیب نہیں ہے؟ ذرا سوچئے۔

اب کچھ اور واقعات اسی ایڈوکیٹ عبدالمجید صدیقی کی ایک اور کتاب سے جس کا نام ہے

"زیارت نبی ﷺ بحالت بیداری"

"۱"

حضور کریم ﷺ نے گستاخ وبدبخت سوامی شردھانند کے گھر سے ہی ایک بدبخت کو نیک بخت بنایا۔

مئی ۱۹۸۲ء میں (مصنف کتاب عبدالمجید صدیقی) رشید بھائی کی علالت کی خبر سن کر آپ سے ملنے سکھر گیا۔ ایک روز فرمانے لگے "سیرت النبی بعد از وصال النبی" کے بعد اب کون سی کتاب لکھ رہے ہو؟ میں نے جواب دیا "زیارت نبی بحالت بیداری" یہ سن کر چونک پڑے اور فرمایا کاش مجھے علم ہوتا تو زیادہ تفصیلات یاد رکھنے کی کوشش کرتا، بہر حال جتنا یاد ہے سنو۔ میں بسلسلہ ملازمت اورئی (ضلع جالون۔ یوپی، بھارت) میں تھا کہ ۲۸۔۱۹۲۷ء میں وہاں علامہ واسد یو تشریف لائے۔

عمر ۴۵-۴۰ برس کے قریب ہوگی۔ دراز قد، گورے چٹے، چھریرہ بدن، شرم و حیا کے پیکر، لمبی ڈاڑھی، نورانی چہرہ، لمبا کرتا، تہ بند، سر ہر وقت ڈھکا رہتا تھا۔ غرض کوئی دیکھ کر یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ آپ نو مسلم ہیں۔ ہمیں ان کا اسلامی نام نہیں معلوم، ہم سب ان کو علامہ واسدیو کہتے تھے۔ کوئی ایک ہفتہ اورئی میں قیام فرمایا۔ ہندوؤں کو بلا کر ان کو سمجھانے کی کوشش کی کہ کیوں بیوقوف بنے ہوئے ہو اور سچائی کیوں اختیار نہیں کرتے؟ دیکھو فلانے وید میں پانچ ہزار سال قبل واضح الفاظ میں حضرت نبی آخر الزماں ﷺ کی تشریف آوری کی پیشن گوئی مع علامات و اوصاف آج بھی موجود ہے۔ مسلمانوں میں چھوٹے چھوٹے پمفلٹ تقسیم کیے اور فرمایا کہ میں سوامی شاردھانند کا داماد ہوں۔ (مشہور ہندو آریہ سماج لیڈر اور شدھی تحریک کا بانی، جس نے اپنی ایک کتاب میں حضرت رسول اللہ ﷺ کے متعلق توہین آمیز کلمات لکھے تھے، جنہیں پڑھ کر اٹاوہ (یوپی) کے ایک خوش نویس غازی عبدالرشید جو دہلی میں کتابت کا کام کرتے تھے، نے ۱۹۲۲ء میں اسے واصل جہنم کر دیا تھا اور خود ناموس رسول اللہ ﷺ کے تحفظ کی خاطر تختہ دار پر چڑھ گئے تھے)۔ انگلستان سے جب بیرسٹری کا امتحان پاس کر کے دہلی آیا تو میرے سسر نے میرے سپرد یہ کام کیا کہ میں اسلام کے خلاف کتابیں لکھوں (آپ انگریزی، اردو، فارسی، عربی، ہندی اور سنسکرت پر کامل عبور رکھتے تھے اور ہندو مت اور اسلام کا بھی گہرا مطالعہ کیا ہوا تھا)۔

جاڑے کی ایک سرد رات تھی۔ رات کے بارہ بجے میں مکان کی تیسری منزل میں بیٹھا اسلام کے خلاف زہر اُگلنے میں مصروف تھا۔ میز کرسی کے اوپر بلب روشن تھا۔ تحریر کے دوران کلمہ طیبہ آیا جس پر میں نے نہایت بیہودہ انداز میں روشنی ڈالنی شروع کی۔ یکدم بلب کی روشنی مدھم پڑ گئی اور میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ میرے روبرو ایک نہایت نورانی بزرگ ایستادہ ہیں۔ میں کانپ گیا اور گھبرا کر دریافت کیا کہ آپ کون ہیں، یہاں تک کیسے پہنچے؟ جس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ "میں وہی ہوں جس کا تم تذکرہ کر رہے ہو، (یعنی حضور اکرم ﷺ) اگر مجھے نہیں مانتے ہو تو برا بھلا بھی مت کہو۔" اور یہ فرما کر غائب ہو گئے۔ سخت جاڑے کے باوجود میں پسینے میں شرابور ہو گیا اور میرے خیالات میں انقلاب آ گیا۔ صبح کا انتظار کرنے لگا۔ جوں ہی اذان کی آواز سنی، مسجد میں جا کر امام صاحب کے دست مبارک پر مسلمان ہو گیا اور علی الصبح دہلی سے پنجاب کی طرف روانہ ہو گیا، کیونکہ ہندو مسلم فساد کا خطرہ تھا۔ پنجاب آ کر بیوی کو خط لکھا، مگر اس نے مسلمان ہونے سے

صاف انکار کر دی۔ علامہ کے اس زمانے میں دو چھوٹے چھوٹے بیٹے تھے۔ پنجاب میں تبلیغ میں مشغول ہو گئے اور بہت کامیاب ہوئے۔ ایک نوجوان اور ایک عالم ہر وقت ان کے ساتھ رہنے لگے۔ پنجاب کے ایک شہر میں ایک دوپہر یہ تینوں حضرات فٹ پاتھ پر چلے جا رہے تھے کہ یکا یک وہی رات والے بزرگ (حضور ﷺ) عین اسی حلیہ مبارک میں ظاہر ہوئے اور فرمایا کہ "تم لوگ پنجاب میں تبلیغ کر رہے ہو، حالانکہ تمہیں گجرات (کاٹھیاواڑ، بھارت) میں فلاں شہر میں جا کر تبلیغ کرنی چاہیے، جہاں ایک شاہی مسجد ہے جو ویران ہو چکی ہے اور وہاں کے مسلمان مرتد ہو گئے ہیں۔" (رشید بھائی کو اس شہر کا نام یاد نہیں رہا) یہ تینوں حضرات فوراً اس شہر کے لیے روانہ ہو گئے۔ اس شہر میں واقعی ایک پرانی شاہی مسجد ویران ہو چکی تھی۔ حالت ناگفتہ بہ تھی۔ قد آدم گھاس اُگی ہوئی تھی اور دیواروں پر کائی جم رہی تھی۔ انہوں نے اسی وقت اس کی صفائی شروع کر دی۔ عصر کے وقت تک کافی صفائی ہو گئی۔ نماز عصر کے لئے جو اذان دی تو قرب و جوار سے بہت سے لوگ نماز کیلئے جمع ہو گئے (الی الآخر)۔

(ماخوذ از، زیارت نبی ﷺ بحالت بیداری، حصہ اول، صفحہ نمبر ۱۱۶-۱۱۵-۱۱۴، واقعہ نمبر ۱۱۴)

توجناب مفتی صاحب کیا یہ واقعہ بھی آپ کیلئے چشم کشا نہیں ہے؟ حضور اکرم ﷺ گستاخ کے پاس آئے گستاخی کرنے سے روکا پھر وہ مسلمان بنا تو آپ ﷺ حاضر ہو کر علامہ واسدیو کو اس جگہ روانہ کر رہے ہیں جہاں ضرورت تھی

"۴"

حضور اکرم ﷺ اپنی لخت جگر، خاتون جنت، فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہا و حضرت امام حسن علیہ السلام کے ساتھ تشریف فرما ہوئے اور مٹھائی بھی پیش کی۔

ڈاکٹر غلام جیلانی برق۔ ایم اے۔ پی ایچ ڈی، نے مجھے (مولف کتاب ہذا کو) خود یہ واقعہ سنایا جب میں کیمبل پور (پنجاب، پاکستان) کسی کام سے گیا تھا۔ فرمانے لگے ۱۹۲۰ء میں کیمبل پور میں ایک کپتان صاحب تھے۔ ان کی بارہ تیرہ سال کی صاحبزادی کوئی بارہ بجے دن اپنی کوٹھی کے ایک کمرے میں تنہا بیٹھی تھی کہ یکا یک ایک نہایت حسین و جمیل شخص ظاہر ہوا۔ لڑکی نے گھبرا کر بھاگنا چاہا مگر اس نے اس کو پکڑ لیا اور تسلی و تشفی دے کر کہا کہ میں تم کو خوش خبری سنانے آیا ہوں کہ کل ٹھیک اسی وقت اسی کمرے میں تم سے ملاقات کرنے کے لئے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ،

حضرت بی بی فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائیں گے، تم کل اسی وقت کمرے میں موجود رہنا، کوئی دوسرا تمہارے ساتھ نہ ہو۔ یہ کہہ کر وہ شخص غائب ہوگیا۔ بچی نے والدین سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ کیپٹن صاحب ڈاکٹر برق کے پاس آئے اور واقعہ کا تذکرہ کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا: یہ تو اللہ تعالیٰ کی دین ہے جسے چاہے، جو چاہے جب چاہے، جتنا چاہے دے۔ میرا مشورہ صرف اتنا ہے کہ بچی کے پاس کسی قسم کی کوئی دنیاوی چیز نہ ہو۔ دوسرے دن والدین نے لڑکی کو نہلا دھلا، صاف کپڑے پہنا، خوشبو لگا کر وقت مقررہ پر کمرے میں داخل کردیا۔ وقت معینہ پر کمرہ کی چھت ایک جانب سے شق ہوئی اور ایک سیڑھی برآمد ہوئی جس کے ذریعے یہ تینوں بزرگ اتر کر تشریف لائے رخصت ہوتے وقت حضرت رحمۃ للعلمین ﷺ نے لڑکی کو گود میں کچھ مٹھائی ڈال دی پھر یہ تینوں بزرگ اسی راستے سے تشریف لے گئے۔ سیڑھی غائب ہوگئی اور چھت اپنی اصل حالت پر آگئی۔ بچی نے مٹھائی اپنے والد کو دی۔ والد نے مٹھائی ڈاکٹر صاحب کو پیش کی ڈاکٹر صاحب نے اس میں سے کچھ مٹھائی چکھی، بالکل عام مٹھائی جیسی تھی اور فرمایا کہ مجھے یقین تھا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ ضرور کچھ نہ کچھ تحفہ اس بچی کو عطا فرمائیں گے۔ اس لئے میں نے کیپٹن صاحب سے کہہ دیا تھا کہ اس بات کی احتیاط کی جائے کہ بچی کے پاس دنیاوی قسم کی کوئی چیز نہ ہو۔ میرے دریافت کرنے پر ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ کافی وقت گزر جانے کی وجہ سے مجھے کچھ یاد نہیں کہ بچی اور ان بزرگوں کے درمیان کیا گفتگو ہوئی۔ (الی الآخر) (ماخوذ از زیارت نبی ﷺ بحالت بیداری، صفحہ نمبر ۱۰۳،۱۰۴)

جناب مفتی صاحب ان واقعات پر ذرا غور کریں گے تو حقیقت آپ پر آشکارا ہو ہی جائیگی کہ اللہ کے نبی، اللہ کے ولی سب زندہ ہیں یہ مقربان بارگاہ الٰہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو صفات الہیہ کا وافر حصہ بقدر رُتبہ عطا فرمایا ہے۔ اس بات کو سمجھنے کیلئے قرآن بار بار "افلا تعقلون" کہہ کر انسانوں کو ہوشیار کر رہا ہے لیکن ہوشیاری بھی جس کے نصیب میں ہوگی اسی کو ملے گی۔ شاعر نے کیا خوب تعریف کی ہے آقاء نامدار ﷺ کی

مدحت انکی کیوں نہ کریں ہم مدحت کا حقدار ہے وہ
بعد خدا جو اپنی حدوں میں مالک اور مختار ہے وہ

"۳"

آیئے اب اسی کتاب میں حضور اکرم ﷺ کے زندہ و جاوید ہونے کے بارے میں دانائے رازؒ کا عقیدہ بھی دیکھئے۔ خان محمد نیاز الدین خان مرحوم کو ۱۴ جنوری ۱۹۲۲ء کو شاعر مشرق حضرت علامہ اقبال نے جو خط لکھا، اس میں تحریر ہے "حضرت نبی کریم ﷺ کی زیارت مبارک ہو۔ اس زمانہ میں یہ بڑی سعادت ہے۔ میرا عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ زندہ ہیں اور اس زمانہ کے لوگ بھی آپ ﷺ کی صحبت سے اسی طرح مستفیض ہو سکتے ہیں جس طرح صحابہ کرامؓ ہوا کرتے تھے لیکن اس زمانہ میں اس قسم کے اعتقاد کا اظہار بھی اکثر دماغوں کو ناگوار ہوگا، اس لئے خاموش رہتا ہوں (مکاتیب اقبال بنام نیاز الدین خان، خط نمبر ۱۲ صفحہ نمبر ۴۰)" ماخوذ از زیارت نبی ﷺ بحالت بیداری" صفحہ نمبر ۱۹۔۱۸۔

آیئے علم غیب کے متعلق شاعر اسلام علامہ اقبالؒ کا عقیدہ بھی سنائیں

مولینا مرتضیٰ احمد خان میکشؔ راوی ہیں کہ جب مسجد وزیر خان لاہور میں علمائے اہل سنت اور علمائے دیوبند کے مابین حضور ﷺ کے علم غیب کے موضوع پر مناظرہ ہونا طے پایا اور فریقین میں شرائط مناظرہ طے نہ ہونے کی وجہ سے بحث زیادہ طویل ہوگئی تو معززین لاہور کے ایک وفد نے علامہ اقبالؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہم چاہتے ہیں کہ فریقین کے چیدہ چیدہ علماء آپ کی خدمت میں آکر مناظرہ کریں اور آپ جو فیصلہ فرمائیں وہ عوام الناس کو سنا دیا جائے۔ علامہ مرحوم نے جب معززین لاہور سے یہ بات سنی تو بے اختیار ہو کر زار زار رونے لگ گئے۔ جب آپ کی طبیعت بحال ہوئی تو حاضرین نے رونے کا سبب دریافت کیا۔ مرحوم فرمانے لگے کہ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ آج علمائے دیوبند، حضور ﷺ کے علم پاک کو ناقص ثابت کرنے کے لیے آئے ہیں۔ مجھے آپ لوگوں کے ایمان پر تعجب ہے کہ آپ مجھ سے یہ فیصلہ چاہتے ہیں کہ حضور ﷺ کا علم ناقص ہے یا کامل۔ میرا تو یہ ایمان ہے۔

چشم او بر زشت و خوب کائنات
در نگاہ او غیوب کائنات

(ماہنامہ شمس المشائخ مدراس ماہ نومبر ۱۹۳۸ء ماخوذ از ماہنامہ کنز الایمان مارچ ۲۰۰۸ء)

جناب مفتی صاحب آف بلالیہ! دیکھئے اوپر کی تصویریں اور پھر اپنا عقیدہ بھی، یہ اکثر واقعات آپ کے گھر کے ہیں جن سے حضور اکرم ﷺ کا عالم غیب ہونا، مختار ہونا اور حاظر و ناظر ہونا روز روشن کی طرح عیاں ہوتا ہے کیا فرماتے ہیں آپ، اب اپنی فکر اور سوچ کے بارے میں، اب بدل دیجئے اپنی سوچ اور حق تسلیم کیجئے اسی میں آخرت کی نجات اور دنیا کی سرخروئی ہے۔

مزید اطمینان کیلئے اب چند واقعات آپ ہی کے مکتب فکر دیوبند کی مشہور تبلیغی جماعت کے تبلیغی نصاب ''فضائل اعمال'' کے باب ''فضائل درود'' سے پیش کر رہا ہوں۔

(۱)

''حضور ﷺ نے ایک مومن مسافر کی راستے میں دستگیری کی''

امام غزالیؒ نے ''احیاء العلوم'': میں عبدالواحد بن زید بصریؒ سے نقل کیا ہے کہ میں حج کو جا رہا تھا ایک شخص میرا رفیق سفر ہو گیا وہ ہر وقت چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے حضور اقدس ﷺ پر درود بھیجا کرتا تھا میں نے اس سے اس کثرت درود کا سبب پوچھا اس نے کہا کہ جب میں سب سے پہلے حج کیلئے حاضر ہوا تو میرے باپ بھی ساتھ تھے، جب ہم لوٹنے لگے تو ہم ایک منزل پر سو گئے، میں نے خواب میں دیکھا مجھ سے کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ اُٹھ تیرا باپ مر گیا اور اُسکا منہ کالا ہو گیا میں گھبرایا ہوا اُٹھا تو اپنے باپ کے منہ پر سے کپڑا اُٹھا کر دیکھا تو واقعی میرے باپ کا انتقال ہو چکا تھا اور اُسکا منہ کالا ہو رہا تھا مجھ پر اس واقعہ سے اتنا غم سوار ہوا کہ میں اس کی وجہ سے بہت ہی مرعوب ہو رہا تھا اتنے میں میری آنکھ لگ گئی میں نے دوبارہ خواب میں دیکھا کہ میرے باپ کے سر پر چار حبشی کالے چہرے والے جنکے ہاتھ میں لوہے کے بڑے بڑے ڈنڈے تھے تسلط ہیں اتنے میں ایک بزرگ نہایت حسین چہرہ دو سبز کپڑے پہنے ہوئے تشریف لائے اور اُنہوں نے ان حبشیوں کو ہٹا دیا اور اپنے دست مبارک کو میرے باپ کے منہ پر پھیرا اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اُٹھ اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ کے چہرہ کو سفید کر دیا میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میرا نام محمد ہے (ﷺ) اسکے بعد سے میں نے حضور اقدس ﷺ پر درود کبھی نہیں چھوڑا۔

(ماخوذ از: فضائل اعمال اول، فضائل درود شریف عکسی صفحہ ۱۰۶)

ذرا دیکھیں مفتی صاحب حضور ﷺ تشریف آور ہوئے زندہ بیٹے کو باپ کے مرنے کی خبر دی پھر جب مرے باپ کا منہ کالا ہوا تو ایک دم کالے چہرے کو اپنے دست مبارک سے اُجلا کر دیا ثابت ہوا کہ حضور ﷺ اپنے اُمتیوں کے حالات سے باخبر ہیں نیز حضور ﷺ بعد وصال بھی اپنے اُمتی کی مدد کیلئے پہنچ گئے۔ سبحان اللہ۔

(۲)

حضور اکرم ﷺ حضرت شبلیؒ کے وظائف پڑھنے سے واقف ہیں اور واقف کرتے بھی ہیں علامہ سخاویؒ ابوبکر بن محمدؒ سے نقل کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر بن مجاہدؒ کے پاس تھا کہ اتنے میں شیخ المشائخ حضرت شبلیؒ آئے انکو دیکھ کر ابوبکر بن مجاہدؒ کھڑے ہو گئے ان سے معانقہ کیا ان کی پیشانی کو بوسہ دیا میں نے ان سے عرض کیا کہ میرے سردار آپ شبلی کیساتھ یہ معاملہ کرتے ہیں حالانکہ آپ اور سارے علماء بغداد یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ پاگل ہیں اُنہوں نے فرمایا کہ میں نے وہی کیا کہ جو حضور اقدس ﷺ کو کرتے دیکھا پھر اُنہوں نے اپنا خواب بتایا کہ مجھے حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی کہ حضور ﷺ کی خدمت میں شبلی حاضر ہوئے حضور اقدس ﷺ کھڑے ہو گئے اور انکی پیشانی کو بوسہ دیا اور میرے استفسار پر حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ہر نماز کے بعد ''لقد جآ کم رسول من انفسکم'' پڑھتا ہے اور اسکے بعد تین مرتبہ ''صلی اللہ علیک یا محمد'' پڑھتا ہے ابوبکرؒ کہتے ہیں کہ اس خواب کے بعد جب شبلیؒ آئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ نماز کے بعد کیا درود پڑھتے ہو تو اُنہوں نے یہی بتایا۔

(ماخوذ از: فضائل اعمال اول: فضائل درود شریف عکسی صفحہ ۱۰۵)

حضرت شبلیؒ نماز میں کیا آیت قرانی پڑھتے ہیں پھر اسکے بعد کیا درود شریف پڑھتے ہیں؟ میرے غیب دان نبی آخر الزماں ﷺ کو یہ بھی پتہ ہے اب آپ ﷺ عالم غیب نہیں تو اور کیا ہیں پھر ذرا غور تو کیجئے کہ جو درود شریف (''صلی اللہ علیک یا محمد'') حضرت شبلیؒ کا ہر نماز کے بعد معمول ہے اس میں یا ندا بھی ہے اور ضمیر صیغیہ واحد حاضر ہے یعنی حضرت شبلیؒ کے نزدیک بھی حضور ﷺ حاضر و ناظر اور حیات ہیں پھر یہ بات آپکے مکتب فکر کی کتاب ''فضائل اعمال'' میں ہی درج ہے تو اب آپکے انکار کی حیثیت کیا رہی ذرا غور کریں۔

(۳)

حضور ﷺ درود پڑھنے والوں کو سلام بھیجتے ہیں

ابوالفضل قومانیؒ کہتے ہیں کہ ایک شخص خراسان سے میرے پاس آیا اور اس نے یہ بیان کیا کہ میں مدینہ پاک میں تھا میں نے حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت کی تو حضور ﷺ نے مجھ سے یہ ارشاد فرمایا جب تو ہمدان جائے تو ابوالفضل بن زیرک کو میری طرف سے سلام کہہ دینا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیا بات؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ مجھ پر روزانہ سو (۱۰۰) مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ یہ درود پڑھا کرتا ہے۔ "اللھم صلی علیٰ محمد النبی الامی وعلی ال محمد جزی اللہ محمدا صلی اللہ علیہ وسلم عنا ماھوا ھلہ۔"

ابوالفضلؒ کہتے ہیں کہ اس شخص نے قسم کھائی کہ وہ مجھے یا میرے نام کو حضور اقدس ﷺ کے خواب میں بتانے سے پہلے نہیں جانتا تھا۔ ابوالفضلؒ کہتے ہیں میں نے اسکو کچھ غلہ دینا چاہا تو اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں حضور اقدس ﷺ کے پیام کو بیچتا نہیں (یعنی اسکا کوئی معاوضہ نہیں لیتا) ابوالفضلؒ کہتے ہیں کہ اسکے بعد پھر میں نے اس شخص کو نہیں دیکھا۔ (ماخوذ از: فضائل اعمال اول: فضائل درود شریف عکسی صفحہ ۴۵)

کیا فرماتے ہیں مفتی صاحب مندرجہ بالا واقعات کے بارے میں! اللہ مغفرت کرے مدیر ماہنامہ "تجلی" عامر عثمانی کو، اُس نے ۱۹۷۳ء میں علامہ ارشد القادریؒ کی کتاب "زلزلہ" کو پڑھ کر ماہنامہ تجلی میں لکھا تھا" ہمارے نزدیک جان چھڑانے کی ایک ہی راہ ہے یہ کہ اپنے اسلاف کی کتابوں کو چوراہے پر رکھ کر آگ لگا دی جائے اور صاف اعلان کر دیا جائے کہ ان کے مندرجات قرآن وسنت کیخلاف ہیں"۔

جناب مفتی صاحب یہ ہیں ثبوت علم غیب مصطفےٰ ﷺ، حاضر و ناظر اور اختیار مصطفےٰ ﷺ کے بارے میں جو قرآن وحدیث اور اکابرین دیوبند کے ہیں امید ہے کہ آپ اپنی سوچ اب بدل دیں گے۔ بس شاعر کا یہ شعر یاد آتا ہے ؎

لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں
اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا

اب آیئے پھر سے آپکی توجہ ایک طرف اور پھیرتا ہوں۔ "تذکرۃ الرشید" تو آپ کے پاس ہوگی ہی اور مجھے یقین ہے آپ نے وہ بھی پڑھی نہیں ہوگی۔ چلئے آج پڑھاتے ہیں۔

اس کتاب کے مؤلف نے " (تذکرۃ الرشید: جلد: دوم، صفحہ نمبر ۱۷۵)" پر یہ شعر فارسی میں مولٰنا روم کا درج کیا ہے آپ ذرا اسکا ترجمہ کریں ۔

در جہانِ جاں جو اسیس القلوب   بندگان خاص علام الغیوب
دردرون دل در آید چوں خیال   پیش او مکشوف باشد سر حال

(تذکرۃ الرشید: جلد: دوم، صفحہ نمبر ۱۷۵)

میرے خیال میں تو مذکورہ بالا اشعار کے معنی یوں ہیں: کہ خدا تعالیٰ کے خاص بندوں کو غیب کا علم ہوتا ہے وہ خاص بندے انسانوں کی جانوں کے اندر جاسوسی کرتے ہیں ان کے سامنے تمام راز کھلتے ہیں جو دلوں کے اندر بھی خیال آتے ہیں تو وہ بھی معلوم پڑتے ہیں۔

یہ اشعار ہیں آپ کے مکتب فکر کی کتاب کے، اول تو ان اشعار سے براہ راست یہ بات سمجھ میں آ گئی کہ "اللہ کے خاص بندوں کو غیب کا علم ہوتا ہے" جیسا کہ لکھا ہے ۔

"بندگان خاص علام الغیوب"

اگر اللہ کے خاص بندوں کو علم غیب ہو سکتا ہے تو کیا اُس پیغمبر خاص ﷺ کو علم غیب نہیں ہوگا جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمام عالمین پیدا فرمائے اور جس کی آمد سے ہی ہر خاص وعام نے وجود کی نعمت پائی۔

آیئے اب اسی شعر کے ذیل میں "تذکرۃ الرشید" میں لکھے اپنے اکابر خصوصاً جناب رشید احمد گنگوہی صاحب کے علم غیب، اختیار اور حاضر و ناظر کے کچھ واقعات سن لیجئے! پھر بتایئے کہ کیا حضور پاک ﷺ کو علم غیب نہیں ہے، کیا حضور ﷺ کو اختیار نہیں ہے؟ **نعوذ باللہ من ذالک۔**

(۱)

مولوی رشید احمد کو کوئی پھانسی نہیں دے سکتا (تذکرۃ الرشید: جلد: اول، صفحہ نمبر ۱۲۸/۱۲۷)

مولوی ولایت حسین صاحب کی روایت ہے کہ حکیم صاحب جو اعلیٰ حضرت کے مرید انبالہ کے رہنے والے بندہ کیساتھ سفر حج میں شریک تھے فرماتے تھے کہ جس زمانہ میں مولانا گنگوہی جیل خانہ میں تھے اعلیٰ حضرت حاجی صاحب ایک دن فرمانے لگے کہ "میاں کچھ سنا کیا مولوی رشید

حمد کی پھانسی کا حکم ہو گیا؟ خدام نے عرض کیا کہ حضرت کچھ پتہ نہیں ابھی تک تو کوئی خبر آئی نہیں فرمایا ''ہاں حکم ہو گیا چلو'' یہ فرما کر اُٹھ کھڑے ہوئے حکیم صاحب کا بیان تھا کہ برسات کا زمانہ تھا مغرب کے بعد اعلیٰ حضرت اور میں غالباً مولوی مظفر حسین صاحب کاندھلوی، غرض تین آدمی چلے، شہر سے نکل کر تھوڑی دور جا کر اعلیٰ حضرت زمین کی گھاس کے قدرتی سبز مخملی فرش پر بیٹھ گئے اور کچھ دیر سکوت فرما کر گردن اُوپر اُٹھائی اور فرمایا ''پھر چلو مولوی رشید احمد کو کوئی پھانسی نہیں دے سکتا خدا تعالیٰ کو ان سے ابھی بہت کچھ کام لینا ہے'' چنانچہ چند روز بعد اس کا ظہور ہو گیا والحمد للہ علی ذلک۔

(تذکرۃ الرشید: جلد: اول، صفحہ نمبر ۱۲۸/۱۲۷)

جناب مفتی صاحب! کیا یہ خبر مستقبل کے بارے میں نہیں ہے؟ مفتی صاحب غور کیجئے ذرا، اعلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ مستقبل کی خبر دے رہے ہیں لیکن یہ کون سا انصاف ہے کہ کائنات کے سردار، حبیب پروردگار صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو آپ نہ مانیں اور یہ بھی دیکھئے کہ آپ کی کتب میں آپ نے اپنے پیر کو اعلیٰ حضرت کا لقب بھی دیا ہے اگر یہ لقب کسی اور کے ساتھ ہوتا تو آپ کی ڈکشنری میں یہ شرک تعبیر کیا جائے گا چلئے آگے بڑھتے مزید شواہد پڑھئے۔

(۲)

حضرت رشید احمد گنگوہی کو اپنے مرید کی موت کے بارے میں بھی پتہ ہے اسی لیے کہہ دیا کہ ''میاں وہ ابھی نہیں مریں گے'' (تذکرۃ الرشید: جلد: دوم، صفحہ نمبر ۲۶۸)

''حضرت مولانا صادق الیقینؒ ایک بار سخت علیل ہوئے واقفین احباب بھی یہ خبر سن کر پریشان ہو گئے اور حضرت سے عرض کیا کہ دعا فرماویں حضرت خاموش ہو رہے اور بات کو ٹال دیا جب دوبارہ عرض کیا گیا تو آپ نے تسلی دی اور یوں فرمایا ''میاں وہ ابھی نہیں مریں گے اور اگر مریں گے تو میرے بعد'' چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس مرض سے صحت حاصل ہو گئی۔'' (تذکرۃ الرشید: جلد: دوم، صفحہ نمبر ۲۶۸)

آپ کے جناب گنگوہی صاحب کو یہ پتہ ہے کہ مرید ابھی نہیں مرے گا اور یہ بھی پتہ ہے کہ پہلے گنگوہی صاحب کا انتقال ہو گا اسکے بعد مرید انتقال کرے گا۔ واہ رے مفتی صاحب آپ کے علم کی شاباش گنگوہی صاحب مرید کے مرنے کا زمانہ بھی بتائیں لیکن آقائے دو جہاں کو کچھ پتہ نہیں نعوذ باللہ۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

نگہ کا وار تھا دل پر پھڑکنے جان لگی   چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی

(۳)

شیعہ مذہب رکھنے والے شخص کو قبر میں رشید احمد گنگوہی نے آ کر ہاتھ پھیرا جس سے وہ عذاب سے آزاد ہو گیا۔ (تذکرۃ الرشید: جلد: دوم، صفحہ نمبر ۳۰۵/۳۰۴)

''حافظ امیر حسن صاحب کے والد منشی امیر احمد صاحب گنگوہی جس زمانہ میں آگرہ کے مجسٹریٹ نہر تھے ایک روز حافظ عبدالحی صاحب دیوبندی سرشتہ دار چھاونی مجسٹریٹ آگرہ سے فرمانے لگے کہ ''بزرگوں سے ملنے کا بہت شوق رہا ہے اتفاق سے ایک بزرگ نے مجھے عمل بتایا کہ اگر خواب میں کسی مردہ کو دیکھو تو اسی حالت میں اسکے دونوں ہاتھ کے انگوٹھے پکڑ لو اسکے بعد جو کچھ اس سے دریافت کرو گے وہ عالم برزخ کی دیکھی بھالی ساری باتیں سچ سچ بتلا دیگا اسکے ساتھ ہی یہ بھی کہا مگر اکثر خواب میں یاد نہیں آتا کہ یہ شخص جسکو دیکھ رہے ہیں مر چکا ہے اور اسکی روح عالم برزخ میں ہے، اگر کسی کو یاد آ جاوے تو وہ اس عمل سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے'' ڈپٹی صاحب فرماتے تھے کہ مجھے یہ عمل بہت پسند آیا اور میں نے اُسکو دل میں بٹھا لیا اول اول تو حقیقت میں کسی مردہ کو خواب میں دیکھا تو یاد ہی نہ آیا یہ شخص مردہ ہے اور اسکے انگوٹھے پکڑ کر کچھ پوچھنا چاہئے مگر چونکہ عمل دل میں بیٹھا ہوا تھا اور ہر وقت اسکا خیال رہتا تھا اسلئے کچھ دنوں بعد حافظ اور ذہن سونے کی حالت میں کام دینے لگا اب میری یہ حالت ہے کہ جب کسی مردہ کو خواب میں دیکھتا ہوں معاً سمجھ جاتا ہوں کہ یہ مردہ ہے اور پھر انگوٹھے پکڑ کر جو کچھ پوچھنا چاہتا ہوں پوچھ لیتا ہوں اتفاق سے گنگوہ کا ایک شخص شیعہ مذہب مر گیا اور میں نے اُسے خواب میں دیکھا فوراً اس کے ہاتھ کے دونوں انگوٹھے میں نے پکڑ لئے وہ گھبرا گیا اور پریشان ہو کر بولا'' جلدی پوچھو جو پوچھنا چاہو مجھے تکلیف ہے'' میں نے کہا اچھا بتاؤ کہ مرنے کے بعد تم پر کیا گذرا اور اب کس حال میں؟ اس نے جواب دیا کہ عذاب الیم میں گرفتار حالت بیماری میں مولانا رشید احمد صاحب دیکھنے تشریف لائے تھے جسم کے جتنے حصہ پر مولوی صاحب کا ہاتھ لگا بس اتنا جسم تو عذاب سے بچا ہے باقی جسم پر بڑا عذاب ہے اسکے بعد آنکھ کھل گئی۔'' (تذکرۃ الرشید: جلد: دوم، صفحہ نمبر ۳۰۵/۳۰۴)

جناب مفتی صاحب! آپ کے گنگوہی صاحب تو مردے کے پاس قبر میں بھی حاظر ہو جائیں پھر اپنے اختیار کا استعمال بھی کریں جہاں سے اپنا ہاتھ پھیریں وہاں سے عذاب دور ہو وہ بھی شیعہ مذہب رکھنے والے ایک شخص کو، یہ باتیں آپ کے اکابر کی کتب میں لکھی ہیں آپ خود مشاہدہ فرمایئے ان تحریروں کو، پھر اپنی پریشان فکر کی سیر بھی کریں بس یہی بات اپنے بارے میں زبان پر آ جائے گی کہ۔

یہ کس ظالم ادا کا غمزۂ خوں ریز ہے ساقی

(۴)

”میاں گھبراتے کیوں ہو جہاز چوتھے روز روانہ ہوگا، اور مرے گا بھی کوئی نہیں“

”حضرت امام ربانی قدس سرہ (یعنی مولینا رشید احمد گنگوہی) کو بہ معیت رامپوری جماعت کثیرہ کے اس پہلے سفر حج کا اتفاق ہوا جسکو حج فرض کہا جاتا ہے۔ جہاز آیا اور کرایہ طے ہوگیا سب نے ٹکٹ لے لئے اور جہاز پر سوار ہو گئے سواریاں سوار ہو کر منتظر تھیں کہ جہاز لنگر اُٹھائے آفتاب غروب ہوگیا مگر جہاز نے لنگر اُٹھایا۔ انتظار کی تکلیف برداشت ہوئی آسان نہیں ہے روانگی میں اتنی تاخیر کا ہونا تھا کہ چاروں طرف پریشانی چھاگئی کہ دیکھئے جہاز کب لنگر اُٹھائیگا اور کب روانہ ہوگا اسی حالت پر کئی دن گزر گئے اور لوگوں کا انتشار پر انتشار بڑھتا رہا کئی دن تک کنارے پر بندھے ہوئے جہاز میں بیٹھے بیٹھے سب اُکتا گئے حضرت امام ربانی کے سوائے جہاز کا کوئی مسافر ایسا نہ تھا جو کم وبیش پریشان خاطر نہ ہوا ہو۔ حضرت امام ربانی نے جب رفقاء کی یہ حالت دیکھی تو فرمایا“ میاں گھبراتے کیوں ہو جہاز چوتھے روز روانہ ہوگا“ خدا خدا کر کے چوتھا دن آیا تو اسکے پل پل اور لحظہ لحظہ پر مسافروں کی نگاہ تھی کہ دیکھئے آج بھی روانگی ہوتی ہے یا نہیں آخر آدھا دن گزرنے پر بھی جب روانگی کا کوئی اثر ونشان نہ پایا لوگوں نے حضرت سے عرض کیا کہ آج تو چوتھا دن تھا لیجئے آج بھی رہے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ کپتان نے لنگر کھلوا کر جہاز چھوڑ دیا اور ”بسم اللہ مجریھا ومرسٰھا“ کی آوازیں جہاز میں گونج اٹھیں ۔۔۔۔۔ چھوٹا سا جہاز یعنی بغلہ جس وقت کراچی سے روانہ ہو کر بسوئے بمبئی جارہا تھا کنارہ چھوڑے ہوئے عرصہ گزر گیا تھا کہ دفعتاً غلیظ اَبر آسمان پر نظر آیا جو آگے بڑھتا اور اوپر چڑھتا بغلہ کے سر پر آٹھہرا اور برسنا شروع ہوا تند ہوا کے تھپیڑوں نے بغلہ کو ہلایا اور ٹھنڈے پڑے ہوئے پانی میں جوش پیدا کر دیا سمندر میں تلاطم پیدا ہوگیا اور اطمینان سے بیٹھی ہوئی سواریوں کو ایک سخت طوفان نے آدبایا۔ جہاز کے ناخدا نے اول تو بادبانوں کے ذریعہ سے ہوا کی روک تھام کی مگر جب جہاز کی حفاظت قابو اور اختیار سے باہر ہوگئی تو مایوس ہوگیا تھک گیا اور یہ الفاظ کہے کہ ”حاجیو دعا مانگو طوفان آگیا“ کراچی بمبئی کے مابین طوفان کا آنا تھا کہ جہاز والوں کے چھکے چھوٹ گئے اور ناخدا تک کے ہاتھ پاؤں پھول گئے سواریوں میں ہلچل پڑ گئی کسی طرف آہ وبکا اور گریہ وزاری اور کہیں وحشت وسراسیمگی اور سکوت وتحیر جسکو دیکھئے پریشان حال اور جسے خیال کیجئے مضطرب وخائف اُسوقت حضرت امام ربانی قدس سرہ نے ارشاد فرمایا“ بھئی کوئی مریگا تو نہیں ہم تو کسی کے بلائے ہوئے جارہے ہیں خود نہیں جارہے ہیں“ یہ اطمینان کے کلمات حضرت نے غایت طمانیت کیساتھ رفقاء سفر کو سنائے مگر وہ تسکین وتسلی جو خداداد آپ کو حاصل تھی دوسروں کو حاصل ہوئی

دشوار تھی اسلئے اضطراب رفع نہ ہوا یہاں تک کہ تیسرے دن بادل پھٹ گیا ہوا تھم گئی تلاطم کمزور پڑ گیا اور جہاز اپنی اصلی رفتار پر چلنے لگا سنا ہے کہ طوفان کی سخت شدت کے وقت جسکی تھوڑی دیر سکون کے آثار پیدا ہوئے حکیم ضیاالدین صاحب یا کسی دوسرے شخص نے عالم رویا یا عالم واقعہ میں دیکھا تھا کہ متلاطم سمندر میں ایک جانب اعلیٰ حضرت حاجی صاحب اور دوسری جانب حضرت حافظ ضامن صاحب جہاز کو کندھے پر رکھے ہوئے آگے کو ڈھکیلتے اور موجوں کے تھپیڑوں سے اسکی حفاظت فرماتے جارہے ہیں اور کہتے ہیں“ گھبراؤ نہیں“ الغرض حق تعالیٰ نے اس مصیبت کو دنیاوی رحمت بھی بنایا اور طوفان آپ کو بحری سفر کے جلد قطع ہونے کا ذریعہ گردانا چنانچہ بخیر وعافیت سارا قافلہ کئی بندرگاہوں پر ٹھہر کر جدہ پہونچا اور وہاں سے حضرت امام ربانی قدس سرہ تمام ہمراہیوں سمیت اونٹوں پر سوار ہو کر مکہ معظمہ روانہ ہوئے۔“

(تذکرۃ الرشید: جلد: اول، صفحہ نمبر ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳،)

گنگوہی صاحب کو غیب کا اتنا علم ہے کہ جہاز کے جانے کے بارے میں پہلے ہی بتادیتے ہیں کہ کب چلے گا نیز اعلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ حافظ ضامن شہید کو ساتھ لیکر طوفان میں پھنسے ہوئے جہاز کو کندھا دیکر نکال لیں یوں مسافروں کی دستگیری کریں لیکن جب اسطرح کی بات سید الانبیاء، آقائے دوجہاں ﷺ کے ساتھ بھی ثابت ہو تو دیوبندی نہ جانے کیوں بھول جاتے ہیں ”زمیں جنبد نہ جنبد گل محمد“ کے مصداق انکار پر اڑے رہتے ہیں اور اپنے انکار کو علمی دلائل کا جامہ بھی پہناتے ہیں، جناب مفتی صاحب! آپ کی فکر پر جتنا بھی ماتم کیا جائے کم ہے۔ آیئے ملاحظہ کیجئے اپنے گنگوہی صاحب کے مزید واقعات علم غیب۔

(۵)

جناب رشید احمد گنگوہی صاحب بن دیکھے اپنے رشتہ داروں کے دشمنوں کے حالات کے بارے میں پہلے سے باخبر ہیں اور دشمن کی آنکھ نکالنے پر مختار بھی ہیں۔

ایک دن حضرت امام ربانی دولت کدہ میں تشریف فرما تھے صاحبزادی صاحبہ پاس کھڑی تھیں کہ آپکی اہلیہ مرحومہ نے نہایت افسوس ناک لہجہ سے کہا کہ ”دیکھئے میرے بھائی (مولوی ابو النصر) کی جان بھی رہے گی یا نہیں ان کو تو دشمنوں نے سحر کرادیا“ اس کلمہ کے سننے سے یکا یک حضرت نے اوپر گردن اُٹھائی اور خلاف عادت ایک تیز نظر سے دیکھ کر یوں ارشاد فرمایا کہ ”پھر کیا؟

گر کروایا ہے تو وہ خود ہی نہیں رہے گا اور دوسرا اندھا ہو گیا۔"

"اندھا ہو گیا" ماضی کا صیغہ تھا جو گزشتہ زمانہ میں وقوع کی اطلاع دے رہا تھا حالانکہ صادق علی بالکل تندرست اور سالم الاعضاء تھا البتہ بھولو کی ایک آنکھ تھی تاہم کانے کو بھی اندھا نہیں کہا جاتا اسلئے صاجزادی صاحبہ نے تعجب کے لہجہ میں عرض کیا کہ "اندھا؟ ابا اسکے ایک آنکھ یوں ہے" حضرت قدس سرہ نے جواب دیا "اجی وہ بھی گئی سمجھو اور دوسرا ابھی گیا۔"

حضرت کے یہ جوشیلے الفاظ جو پیارے جان نثار اور سفر کے مخلص خدمت گزار بھائی پر دشمن کی ایذا رسائی کے صدمہ سے نکلے تھے خدائی تیر تھے جو نشانہ سے چوکنا جانتے ہی نہ تھے چنانچہ جس روز کا یہ واقعہ ہے اس سے اگلے دن صادق علی کو دفعتا ہیضہ ہوا جس سے جانبری نہ ہو سکی اس دن زندہ مگر مرض میں مبتلا رہا اسہال واستفراغ نے چین نہ لینے دیا آنکھیں گڑ گئیں، چہرہ اور تمام بدن پر سمیت پھیل گئی اور اگلے دن منوں مٹی کے نیچے پہنچ گیا۔ صادق علی کا ہیضہ میں دفعتہً انتقال کہ چند گھنٹوں میں زمین زیر وزبر ہو گئی کہ آج بالائے زمین تھا اور کل زیر زمین ایسے موسم میں واقع ہوا کہ بستی بھر میں اس وبائی مرض کا کہیں نام نشان بھی نہ تھا۔ ایک ماہ گزرنے نہ پایا تھا کہ صادق علی کا رفیق بھولو جو ایک آنکھ سے معذور تھا دوسری بھی کھو بیٹھا اور چٹ اندھا ہو گیا۔"

(تذکرۃ الرشید: جلد: اول، صفحہ نمبر ۳۱۳/۳۱۲)

مفتی عبدالرشید صاحب اوپر کا واقعہ بار بار پڑھیے کیا گنگوہی صاحب کو دشمن کے ہلاک کرنے کی طاقت ہے اور بھولو کی آنکھ نکالنے پر بھی قادر ہیں مگر انبیاء کے سردار فخر کائنات ﷺ کو یہ صفات نہیں کیا یہ ممکن ہے؟

(۶)

"جناب گنگوہی صاحب نے طوفان سے جہاز نکالا"

مولانا محمود حسین صاحب بریلوی جب سفر حج سے وطن واپس ہوئے سمندر میں طوفان عظیم آیا پانی کا تموج وتلاطم الامان الحفیظ اب بھی خیال وتصور سے رونگٹا کھڑا ہوتا ہے، تمام جہاز میں ایک کہرام بپا تھا بجز چیخنے دہاڑنے اور رونے چلانے کے دوسری آواز نہ آتی تھی، جس وقت یہ طوفان آیا ہے دوپہر کا وقت تھا ناخدا نے مایوس ہو کر اطلاع دیدی کہ حاجیو دعاء کرو نجات ہو ورنہ جہاز کی تباہی میں شبہ نہیں، مولانا ممدوح تحریر فرماتے ہیں کہ اس وحشت ناک حالت میں جس کے سننے سے

بدن کانپ اٹھتا ہے الحمد اللہ اپنے حضرات کی اقدام بوسی کے طفیل حق تعالیٰ نے میرے قلب کو ایک خاص اطمینان عطا فرمایا کہ نہ ہول تھی نہ ہراس البتہ اسی جہاز میں ایک حاجی جاوا کے رہنے والے سوار تھے ان کا میں چند دام کا مقروض تھا سو اسکا فکر مجھے ضرور تھا کہ کاش اس حق العبد سے سبکدوشی نصیب ہو جائے کہیں سے کچھ مل جائے کہ ان کو ادا کر دوں یا معاف کرالوں اس سوچ کے علاوہ جزع فزع مطلق نہ تھا ہاں بہ توسل بزرگان دعا ضرور تھا کہ یا اللہ ہمارے حال پر رحم فرما اور بلائے بے درماں سے نجات دے اسی حالت میں شام ہو گئی طوفان کی تیزی بدستور اور طلاطم کا زور شور اسی حال پر قائم تھا کہ کبھی یہ کنارا اوپر جائے اور وہ کنارا پانی میں ڈوبے اور کبھی اس کا برعکس، آخر رات ہوئی تو کس کا سونا اور کیسا آرام جہاز کے تمام مسافر دن سے ہراساں اور گریاں جیسے بیٹھے تھے اسی طرح تمام رات گذاردی آخر شب میں مجھ پر کچھ غنودگی کی ایسی حالت طاری ہوئی جس کو خواب و بیداری کے بین بین کہنا چاہیے کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مولینا رشید احمد صاحب قدس سرہ (گنگوہی) دریا میں کھڑے ہیں اور ایک کشتی کو جو گہری دلدل میں پھنسی ہوئی ہے نکالنے کیلئے سہارا دے رہے ہیں اور زور لگا رہے ہیں فوراً ہی مجھے ہوش آ گیا ایک ڈھارس بندگئی کہ اب انشاء اللہ نجات ملی۔ خدا کی شان کہ چند لحظہ کے بعد ہی طوفان رفع ہو گیا اور جہاز اپنی اصلی حرکت پر آ گیا اس وقت کپتان نے کہا کہ جہاز میرے اختیار سے باہر ہو کر راستے سے ڈھائی میل علحیدہ ہو لیا ہے تم لوگوں کی خوش نصیبی ہے کہ سمندر میں کسی پہاڑ سے ٹکرایا نہیں ورنہ ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتا۔

(صفحہ نمبر ۲۷۷-۲۷۶ تذکرۃ الرشید حصہ دوم)

مفتی جی! یہ آپ کے گھر کے واقعات ہیں یعنی علماء دیوبند کے واقعات، لائیے اپنی تحریر اور دیکھ لیجئے اپنے "ہفوات رشیدیہ" کو غور سے اور بتایئے اب یہ کون سا قلم، کون سا منہ اور کون سی زبان ہے جو سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کے علم غیب وحاضر و ناظر اور اختیار کی نفی کرتا ہے۔ یوں سمجھ آتی ہے کہ اس دیدہ دلیری کے پیچھے کوئی سخت اسلام دشمن ہاتھ ہے جو چاہتا ہے کہ مسلمانوں کے دلوں سے عظمت مصطفےٰ ﷺ کو غیر محسوس انداز سے نکالا جائے یہ کوششیں تو فرنگی زمانہ قدیم سے کرتے آرہے ہیں بقول دانائے راز علامہ اقبالؒ ؎

وہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا — روح محمد اسکے بدن سے نکال دو
فکر عرب کو دے کے فرنگی تخیلات — اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

لیکن میں یقین کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ اب یہ کارِ فرنگ علماء دیوبند ثواب سمجھ کر کر رہے ہیں ورنہ اتنی بھی کیا لاعلمی اور جہالت ہے۔ ہاں آپ یہ بھی جان لیجئے کہ اگر اب گستاخان رسول اعلانًا گستاخیاں کر رہے ہیں لیکن غازی علیم الدین شہیدؒ جیسے شمع رسالت ﷺ کے پروانے آخری سانس تک ناموس رسالت ﷺ کی حفاظت کیلئے اپنی زور آزمائی بھی کرتے رہیں گے اور اپنے محاذ پر ڈٹ کر بقول شاعر اعلان کرتے ہیں۔

سنبھل کر پاؤں رکھنا میکدے میں شیخ جی صاحب یہاں پگڑی اُچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں

مندرجہ بالا تمام دلائل و براہین از قران و حدیث، مفتیان کرام کے فتوٰی جات، واقعات از کتب اسلاف کرام و کتب اکابر دیوبند سے یہ بات صاف اور عیاں ہوئی ہے کہ حضور پرنور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اولین و آخرین کا علم عطا کیا ہے آپ ﷺ حاظر و ناظر ہیں، حیات ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مالک و مختار بنایا ہے یہی عقیدہ اہل سنت والجماعت کا ہے جس کو زمانہ نبوی ﷺ سے امت میں مسلمانوں کے سواد اعظم نے تسلیم کیا ہے چونکہ طوالت کے خوف سے ابھی مخاطب مفتی عبدالرشید آف مدرسہ بلالیہ وابستہ مکتب فکر دیوبند کو مختصراً چند نمونے پیش کیے ہیں جن میں سے اکثر انہی کے مکتب فکر (دیوبند) کے نمونے ہیں ان سب نمونوں کو اپنی تحریر سے ملالیں تو مفتی صاحب کو اپنی تحریر میں آوارہ پن، بغاوت اور جہالت کے سوا کچھ بھی دکھائی نہ دیگا ہاں اگر ضرورت پڑی تو آگے اکابر دیوبند کے اس سلسلے میں اور بھی دلائل پیش کیے جائینگے اسکے علاوہ متقدمین و متاخرین جمیع علماء دین مفسرین و محدثین کے تفصیلی دلائل پیش کیے جائینگے یہ سب فقط اس لئے کر رہا ہوں کہ حضور پرنور، شافع یوم نشور ﷺ کا دامن رحمت الزامات، اتہامات و ابہامات سے پاک رہے ساتھ ہی مسلمانان سواد اعظم کے اُس مسلک حق کا دفاع ہو جسکو حضور اکرم ﷺ، حضرات صحابہ کرامؓ، اہل بیت اطہارؓ، اولیاء عظامؒ اور علماء ذوی الاحترام نے عظیم جانی، مالی قربانیاں دیکر حفاظت کر کے ہم تک پہنچایا اب یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم دین حق کے تحفظ کی علم کو اپنی اگلی نسلوں تک پہنچانے کا سامان کریں تا آنکہ اس مقدس کاروان کا آخری سرا حضرت سیدنا امام محمد مہدی علیہ السلام کے پاک باز کاروان عشاقان مصطفٰے ﷺ سے بعافیت مل سکے آیئے اپنی اس عظیم آرزو کی تکمیل کیلئے شیخ سعدیؒ شیرازیؒ کی اس الہامی نعتیہ رباعی

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ و الہ

سے اپنے دل و دماغ کو معطر کرتے ہوئے تعمیر کعبۃ اللہ کے وقت خلیل اللہ ابراہیمؑ کے لبہائے مبارکہ سے نکلنے والے ان دعائیہ الفاظ "ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم" کی نبوی التجا کو اپنی التجا بنائیں تا کہ خداوند قدوس ہمیں ذبیح اللہ اسماعیلؑ کے آمین میں شریک فرما کر اپنے حبیب ﷺ کا دامن عافیت عطا کرے (آمین بجاہ شفیع المذنبین وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین)

❁ ❁ ❁

باب پنجم

اربعین فی شان شفیع المذنبین ﷺ

عزیز القدر انجینیر طفیل احمد گڈھا صاحب کے ذریعے مفتی عبدالرشید صاحب سے حاصل کی گئی بخاری شریف (جس کا شان حصول قارئین ابتدا میں پڑھ چکے ہیں) جلد اول سے جو کتاب بدء الخلق سے کتاب الصلوٰۃ تک ہے میں سے عظمت مصطفٰے ﷺ، علم غیب مصطفٰے ﷺ و حاضر و ناظر اور اختیار مصطفٰے ﷺ کے ثبوت میں یہاں چالیس (۴۰) احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔ یوں تو ان مندرجہ بالا عنوانات پر اور بھی بہت سارے احادیث مبارکہ اسی بخاری شریف حصہ اول سے جمع کیے ہیں مگر یہاں پر مفتی جی کو فقط ۴۰ چالیس ہی احادیث مبارکہ اسلئے پیش کر رہا ہوں کیونکہ حضرت نبی کریم ﷺ کے فرمان مبارکہ کے مطابق جو صاحب ایمان ۴۰ چالیس احادیث مبارکہ یاد کرے گا وہ قیامت کے دن فقہاء کرام کے ساتھ اٹھایا جائے گا

مشکوٰۃ شریف کتاب العلم میں حدیث شریف اس طرح ہے۔

و عن ابی الدرداء قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما حد العلم الذی اذا بلغہ الرجل کان فقیھا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حفظ علیٰ امتی اربعین حدیثا فی امر دینھا بعثہ اللہ فقیھا و کنت لہ یوم القیٰمۃ شافعا و شھیدا.

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ علم کی وہ حد کیا ہے جس کو حاصل کر کے انسان فقیہہ (دین کی سوجھ بوجھ رکھنے والا) بن سکے سرکار ﷺ نے فرمایا جس نے میری امت کو اس کے دین کے معاملہ میں چالیس حدیثیں یاد کرائیں اللہ تعالیٰ اسکو ایک فقیہہ بنا کر اٹھائیگا اور میں اس کیلئے قیامت کے روز شفاعت کرنیوالا اور گواہ ہوں گا۔

امید ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب لبیب ﷺ کی عظمت کے یہ ۴۰، احادیث مبارکہ پڑھنے پڑھانے والوں کو اور ان کی اشاعت کرنے والوں کو اس بشارت نبویہ سے نوازے گا۔ (آمین)

نوٹ: ان احادیث مبارکہ کے صفحہ نمبر، حدیث نمبر وغیرہ مفتی جی کی ہی بخاری شریف جو بدء الخلق کے شروع سے کتاب الصلوۃ تک ہے کے ہی مطابق اس کتاب کے آخر میں درج کئے گئے ہیں۔

حدیث: ۱

اے حبیب مکرم! ﷺ کلام اللہ کو یاد کرنے کیلئے اپنی زبان مبارک نہ ہلائیں رب تعالیٰ آپ ﷺ کے سینہ مبارک میں خود جمع فرمائیگا (سورۃ القیامۃ گواہ ہے)۔

حَدَّثَنَا مُوْسَى ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اَبِيْ عَائِشَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَالِجُ مِنَ التَّنْزِيْلِ شِدَّةً وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَاَنَا اُحَرِّكُهُمَا لَكَ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَرِّكُهُمَا وَقَالَ سَعِيْدٌ اَنَا اُحَرِّكُهُمَا كَمَا رَاَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُحَرِّكُهُمَا فَحَرَّكَ شَفَتَيْهِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ قَالَ جَمْعَهٗ لَكَ صَدْرُكَ وَتَقْرَءُهٗ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ قَالَ فَاسْتَمِعْ لَهٗ وَاَنْصِتْ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا اَنْ تَقْرَءَهٗ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ اِذَا اَتَاهُ جِبْرِيْلُ اِسْتَمَعَ فَاِذَا انْطَلَقَ جِبْرِيْلُ قَرَاَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا قَرَاَهٗ.

ترجمہ: عبداللہ بن عباس ﷺ "لاتحرک به لسانک لتعجل به" (وحی کو یاد کرنے کے سلسلے میں زبان کو جلد نہ ہلایئے) کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نزول قرآن کے وقت سخت مشقت اُٹھاتے تھے ازاں جملہ یہ بھی تھا کہ آپکے ہونٹ مسلسل ہلتے رہتے تھے، سعید کہتے ہیں کہ ایسے ہونٹ ہلا کر دکھاتا ہوں جسطرح عبداللہ بن عباس اپنے ہونٹوں کو ہلایا کرتے تھے چنانچہ اپنے دونوں ہونٹ ہلا کر دکھائے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (اے حبیب!) وحی کے یاد کرنے میں اپنے ہونٹوں کو زیادہ جنبش مت دیا کرو، بیشک اسکا (آپ کے سینہ مبارک میں) جمع کرنا اور اسے (آپ کی زبان سے) پڑھانا ہماری ذمہ داری ہے، حضرت ابن عباس کہتے ہیں قرآن کو آپ کے سینہ مبارک میں محفوظ کر دیا اور اسکو تمہارا پڑھنا پھر جب ہم پڑھ لیں تو اسکو پیروی کرو، ابن عباس مزید فرماتے ہیں یعنی اُسکو سنو اور خاموش رہو، پھر اسکا مفہوم سمجھانا یقیناً ہمارے ذمہ ہے پھر بلاشبہ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ تم اسے پڑھو، چنانچہ بعد میں جب کبھی جبرئیل آپکے پاس آئے تو آپ نہایت توجہ سے سنتے جبرئیل علیہ السلام جب چلے جاتے تو اسے نبی ﷺ پڑھتے جیسا کہ جبرئیل علیہ السلام نے اسے پڑھایا تھا۔

اُس صورت نوں میں جاں آکھاں — جاں آکھاں تے جانِ جہاں آکھاں
سچ آکھاں کہ ربّ دی شان آکھاں — جس شان نوں شاناں سب بنیاں

حدیث: ۲

قربان جایئے جوادِ عالم ﷺ پر کہ تیز ہوا بھی آپ ﷺ کی سخاوت وفیاضی کو نہ پہنچ سکی۔

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ . وَحَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ وَمَعْمَرٌ نَحْوَهٗ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ اَجْوَدَ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرَئِيْلُ فَكَانَ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْاٰنَ فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ."

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی رمضان کے دنوں جب جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات ہوتی تھی تو غیر معمولی سخی ہوتے اور جبرئیل رمضان میں ہر رات آپ سے ملتے اور قرآن مجید کا دور کرتے رسول اللہ ﷺ خیر خواہی میں تیز ہوا سے بھی زیادہ فیاض تھے۔

جود وسخا سراپا یٰسین خطاب طٰہٰ — خلق عظیم شاہا صلواۃ اللہ علیک
یانبی سلام علیک یارسول سلام علیک — یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

حدیث: ۳

مومن وہ ہے جو والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے آپ ﷺ کو عزیز رکھے

حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ ثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنَا اٰدَمُ ابْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسکے والد (یعنی والدین) اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

نور الٰہ کیا ہے محبت حبیب کی — جس دل میں یہ نہ ہو وہ جگہ خوک وخر کی ہے

حدیث : ۷

ایک خدا پر ایمان لانے کا مطلب اللہ تعالیٰ اور رسول پاک ﷺ پر ایمان لانا ہوا

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ جَمْرَةَ قَالَ كُنْتُ اُتَرْجِمُ بَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ النَّاسِ فَقَالَ اِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ اَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنِ الْوَفْدُ اَوْمَنِ الْقَوْمُ قَالُوْا رَبِيْعَةُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ اَوْبِالْوَفْدِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامٰى قَالُوْا اِنَّا نَاْتِيْكَ مِنْ شُقَّةٍ بَعِيْدَةٍ وَّبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هٰذَا الْحَیُّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ وَلَا نَسْتَطِيْعُ اَنْ نَاْتِيَكَ اِلَّا فِیْ شَهْرٍ حَرَامٍ فَمُرْنَا بِاَمْرٍ نُخْبِرْ بِهٖ مَنْ وَّرَآءَنَا نَدْخُلْ بِهِ الْجَنَّةَ فَاَمَرَهُمْ بِاَرْبَعٍ وَنَهَاهُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اَمَرَهُمْ بِالْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءُ الزَّكٰوةِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ وَتُؤْتُوا الْخُمُسَ مِنَ الْمَغْنَمِ وَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَّآءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ قَالَ شُعْبَةُ وَرُبَّمَا قَالَ النَّقِيْرُ وَرُبَّمَا قَالَ الْمُقَيَّرُ قَالَ احْفَظُوْهُ وَاَخْبِرُوْهُ مَنْ وَّرَآءَكُمْ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ عبدالقیس کے قاصد رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ کس کے بھیجے ہوئے ہیں وہ بولے ہم (قبیلہ) ربیعہ سے تعلق رکھتے ہیں آپ نے فرمایا وہ وفد خوش آمدید جنہیں رسوائی اور ندامت نہیں اُنہوں نے عرض کیا ہم لوگ دور سے آئے ہیں اور ہمارے اور آپکے درمیان ایک کفار کا مضر (قبیلہ) حائل ہے ہمارے لئے ممکن نہیں کہ ماہ حرام کے علاوہ آپ کے پاس آسکیں لہٰذا ہمیں کوئی ایسی باتیں بتائیں جو ہم اپنے پیچھے والوں کو بتاسکیں اور ہم جنت میں داخل ہو جائیں آپ نے اُنہیں چار چیزوں کا حکم دیا ایک خدا پر ایمان لانے کا (یہ کہہ کر) آپ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے ایک خدا پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟ اُنہوں نے کہا اللہ اور رسول بہتر جانتے ہیں آپ نے فرمایا (ایک خدا پر ایمان کا مطلب ہے) اس بات کی گواہی کہ اللہ کے علاوہ معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور (انہیں حکم دیا نماز پڑھنے زکوۃ دینے اور رمضان کے روزے رکھنے کا اور (یہ بھی فرمایا) کہ مال غنیمت کا خمس (پانچواں حصہ) نکالیں اور انہیں دباء ، حنتم ، اور مزفت سے منع فرمایا شعبہ فرماتے ہیں اُبو حمزہ کبھی نقیر اور کبھی مقیر کہتے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے یاد کرلو اور اس کی اپنے قبیلے والے کو بتادو۔

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

حدیث :۸

جس نے حضورِ اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا اُس نے بے شک حق دیکھا

حدثنا موسیٰ قال ثنا ابو عوانۃ عن ابی حصین عن ابی مالع عن ابی ھریرہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال تسنوا باسمی ولا تکتنو ابکنیتی ومن رانی فی المنام فقدر ایہ فان الشیطن لا یتمثل فی صورتی ومن کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہٗ من النار

ترجمہ: حضرت اُبو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ روایت کرتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو لیکن کنیت اختیار نہ کرو اور جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے (واقعی) مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میرا روپ اختیار نہیں کرسکتا اور جو جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں سمجھے۔

من رانی قدر الحق جو کہے کیا بیان اس کی حقیقت کیجئے
کھلے کیا راز محبوب و محب مستانِ غفلت پر
شرابِ قدر الحق زیبِ جامِ من رانی ہے

حدیث :۹

جب آپ ﷺ کے موئے پاک تمام کائنات سے پیارے ہیں
تو پھر آپ ﷺ کے وجود مسعود کا عالم کیا ہوگا۔

حَدَّثَنَا مَالِكُ ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ ثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ عَاصِمٍ عن ابن سيرين قَالَ قُلْتُ لِعُبَيْدَةَ عِنْدَنَا مِنْ شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَبْنَاهُ مِنْ قِبَلِ اَنَسٍ اَوْمِنْ قِبَلِ اَهْلِ اَنَسٍ فَقَالَ لَاَنْ تَكُوْنَ عِنْدِیْ شَعْرَةٌ مِّنْهُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا.

ترجمہ: حضرت ابن سیرین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس حضور اکرم ﷺ کے کچھ موئے مقدس ہیں ہم نے انہیں انس کے پاس سے یا ان کے گھر والوں سے پایا ہے اُبو عبیدہ نے فرمایا اگر ان بالوں میں سے مجھے ایک بال بھی مل جائے تو وہ مجھے دنیا و مافیہا سے عزیز ہوگا

اللہ کی سرتا بہ قدم شان ہیں یہ
اُن سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے اُنہیں
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہے یہ

❁ حدیث : ۱۰ ❁

حضور اکرم ﷺ نے خوش نصیبوں میں موئے مبارکہ تقسیم فرمائے۔

حدثنا محمد بن عبد الرحیم قال ثنا سعید بن سلیمان قال ثنا عباد عن ابن عون عن ابن سیرین عن انس ان رسول اللہ ﷺ لما حلق راسہ کان ابو طلحۃ اول من اخذ من شعرہ.

ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اپنا سر مبارک حلق کروایا تو پہلا (خوش نصیب) ابوطلحہ تھا جس نے آپ ﷺ کے مقدس موئے مبارکہ پالئے۔

آخری حج غم امت میں پریشاں ہوکر
تیرہ بختوں کی شفاعت کو سدھارے گیسو

❁ حدیث: ۱۱ ❁

آپ ﷺ کے وضو کا غسالہ حضرات صحابہؓ

اپنے منہ اور ہاتھ پر ملنے کو سعادت اور پینے کو برکت جانتے تھے

حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ ثَنَا شُعْبَۃُ قَالَ ثَنَا الْحَکَمُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جُحَیْفَۃَ یَقُوْلُ خَرَجَ عَلَیْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْھَا جِرَۃِ فَاُتِیَ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّاءَ فَجَعَلَ النَّاسُ یَاْخُذُوْنَ مِنْ فَضْلِ وَضُوْئِہٖ فَیَتَمَسَّحُوْنَ بِہٖ فَصَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الظُّھْرَ رَکْعَتَیْنِ وَالْعَصْرَ رَکْعَتَیْنِ وَبَیْنَ یَدَیْہِ عَنَزَۃٌ وَّقَالَ اَبُوْ مُوْسٰی دَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فِیْہِ مَآءٌ فَغَسَلَ یَدَیْہِ وَوَجْھَہٗ فِیْہِ وَمَجَّ فِیْہِ ثُمَّ قَالَ لَھُمَا اشْرَبَا مِنْہُ وَاَفْرِغَا عَلٰی وُجُوْھِکُمَا وَنُحُوْرِکُمَا۔"

ترجمہ: حضرت ابوجحیفہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دوپہر کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے تو وضو کیلئے آپکے پاس پانی لایا گیا آپ نے وضو کیا۔ لوگ آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی لے کر اسے (اپنے چہروں اور آنکھوں پر) ملنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی دو رکعتیں اور عصر کی دو رکعتیں پڑھیں اور آپکے سامنے عنزہ (نیزہ) تھا۔ ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک پیالہ منگایا جس میں پانی تھا۔ پہلے آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اور اپنا منہ اس میں دھویا اور اسی میں کلی کی اور پھر ان دونوں (ابوموسیٰ اور بلال) سے کہا اس میں سے کچھ پی لو اور کچھ اپنے چہروں اور سینوں پر ڈال لو۔"

جن کے تلووں کا دھوون ہے آبِ حیات ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی ﷺ

❁ حدیث : ۱۲ ❁

حضور کریم ﷺ کے غسالہ وضو کو حاصل

کرنے کیلئے حضرات صحابہؓ آپس میں لڑ پڑتے تھے

حدثنا علی بن عبد اللہ قال ثنا یعقوب بن ابراھیم بن سعد قال ثنا ابی عن صالح عن ابن شھاب قال اخبرنی محمود ابن الربیع قال وھو الذی مج رسول اللہ صلی علیہ وسلم فی وجھہ وھو غلام من بئرھم وقال عروۃ عن المسور و غیرہ یصدق کل واحد منھما صاحبہ واذا توضاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم کادوا یقتلون علیٰ وضوئہ.

ترجمہ: حضرت ابن شہاب فرماتے ہیں مجھ سے محمود بن ربیعؓ نے کہا اور محمود بن ربیع وہ ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے جن کے چہرے پر انہی کے کنویں کے پانی سے بچپن کے وقت کلی کی تھی عروہ نے (یہ حدیث) مسور سے روایت کی ہے اور یہ دونوں روائتیں ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ وضو فرماتے تو آپ کے وضو کے پانی (کو حاصل کرنے) کیلئے صحابہ لڑنے مرنے پر آمادہ ہو جاتے۔"

اے زلیخا اس کو نسبت اپنے یوسف سے نہ دے
اس پہ سر کٹتے ہیں دائم اور اُس پر انگلیاں

حدیث : ۱۳

حضور ﷺ کے بھیجے ہوئے چرواہوں کو قتل کرنے والے گستاخوں کا انجام دیکھئے اور عبرت حاصل کیجئے ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے اور اللہ اور اُسکے رسول ﷺ سے لڑے۔

حدثنا سليمان بن حرب عن حمادين زيد عن ايوب عن ابى قلابة عن انس قال قدم أنا سٌ من عكل او عرينة فا جتو وا المدينة فا مر هم النبى صلى الله عليه وسلم بلقاح وان يشر بو امن ابو الها والبا نها فا نظلقو افلما صحر قتلو اراعى النبى صلى عليه وسلم و استا قو االنعم فجاء الخبر فى اول النهار فبعث فى اثار هم فلما ار تفع النهار جى بهم فا مر فقطع ايد يهم وار جلهم وسمرت اعينهم والقوافى الحرة يستسقون فلا يسقون قال ابو قلا بة فهولاء سر قو افقتلو او كفرو ابعد ايما نهم وحار بوا الله و رسولهٗ.

ترجمہ: حضرت انس ؓ فرماتے ہیں عکل یا عرینہ قبیلے کے کچھ لوگ مدینہ آئے مگر وہ مدینہ میں بیمار ہوگئے تو آپ نے اُنہیں صدقہ کے اُونٹوں میں سے لے جانے کا حکم دیا اور فرمایا یہ لوگ اُن کا دودھ اور پیشاب پئیں، چنانچہ وہ چلے گئے جب تندرست ہوگئے تو رسول اللہ ﷺ کے (بھیجے ہوئے) چرواہے کو قتل کردیا اور جانور ہانک کر لے گئے صبح جب یہ خبر پہنچی تو ان کے تعاقب میں (سواروں کا ایک دستہ) بھیجا اور دن چڑھے (گرفتار کرکے) لائے گئے آپ نے حکم دیا اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے گئے اور ان کی آنکھوں میں تپتی ہوئی سلائیاں پھیری گئیں اور وہ گرم پتھریلی زمین پر پھینک دیئے گئے پانی مانگتے تھے مگر انہیں پانی نہیں دیا جاتا تھا (ابوقلابہ جو اس حدیث کے ایک راوی کہتے ہیں) کہ اس کی وجہ سے تھی کہ اُنہوں نے چوری کی، قتل کیا (نبی پاک ﷺ کے چرواہوں کا)، ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے اور اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ لڑے۔

خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبد مصطفیٰ ﷺ
تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

حدیث : ۱۴

آپ ﷺ کی تھوک مبارکہ کو حضرات صحابہ ؓ کبھی زمین پر گرنے نہ دیتے تھے بلکہ ہاتھوں پر لے کر چہروں پر ملتے تھے

البزاق والمخاط و نحوه فى الثوب وقال عروة عن المسور و مروان خرج رسول الله صلى عليه وسلم من الحديبية فذ كر الحديث وما تنخم النبى صلى الله عليه وسلم نخامة الا وقعت فى كف رجل منهم فدلك بها وجههٗ وجلدهٗ.

ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب (بھی) تھوکا اُسے لوگوں میں سے کسی نہ کسی نے اپنے ہاتھ پر لے لیا اور اسے اپنے منہ اور جسم پر مل لیا۔

جس کے پانی سے شاداب جان وجناں — اُس دہن کی تراوت پہ لاکھوں سلام
عقل کو تنقید سے فرصت کہاں — عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ

حدیث : ۱۵

اللہ تعالیٰ نے جو انعامات حضور ﷺ کو عطا کئے وہ کسی بھی پیغمبر علیہ السلام کو عطا نہیں کئے گئے

حدثنا محمد بن سنان هو العرفى قال حدثنا هشيم ح قال وحدثنى سعيدبن النصر قال اخبر نا هشيم قال اخبرنا ابن عبد الله ان النبى صلى الله عليه وسلم قال اعطيت خمسا لم يعطهن احد قبلى نصرت بالرعب مسيرة شهر و جعلت لى الارض مسجدا و طهورا فايما رجل من امتى ادركته الصلوٰة فليصل واحلت لى المغانم ولم تحل لاحد قبلى واعطيت الشفاعة و كان النبى يبعث الىٰ قومه خاصة وبعثت الى الناس عامة.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا ہوئیں جو مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کو نہیں ملیں، مجھے ایک مہینہ کی راہ تک رعب کے ذریعے میری مدد فرمائی گئی، میرے لئے تمام روئے زمین کو مسجد اور پاک بنایا گیا، میری اُمت میں سے جس شخص پر نماز کا وقت آجائے وہ وہیں پڑھ لے، میرے لئے مال غنیمت حلال کردیا گیا، حالانکہ مجھ سے پہلے کسی پیغمبر پر حلال نہ تھا مجھے شفاعت کرنے کی اجازت دی گئی اور ہر نبی اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا اور میں تمام انسانوں کی طرف مبعوث ہوا ہوں۔

سارے اچھوں سے اچھا سمجھئے جسے — ہے وہ اچھوں سے اچھا ہے ہمارا نبی
سارے اُونچوں سے اُونچا سمجھئے جسے — ہے اس اُونچے سے اُونچا ہے ہمارا نبی
خلق سے اُولیاء، اُولیاء سے رُسل — اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ

رب تمہیں فرما چکا اپنا حبیب
اب شفاعت بالمحبت کیجئے

❀ حدیث : ۱۶ ❀

حضورِ اکرم ﷺ کے غسالہ وضوء کی جب یہ عظمت ہے تو پھر حضورِ اکرم ﷺ کی عظمت کا عالم کیا ہوگا

حدّثنا محمّد ابن عرعرة قال حدّثني عُمر ابنُ ابی زآئدة عن عونِ ابنِ اَبی حُجَیفة عن ابِیهِ قالَ رایتُ رسولَ اللهِ ا لِی قُبّةِ حمرَآءَ مِن اَدَم وَ رَاَیتُ بِلالا اَخذَ وَضُوء رَسولِ اللهِ ا وَ رَایتُ النَّاسَ یَبْتَدِرُونَ ذٰلِکَ الوَضُوءَ فَمَن اَصَابَ مِنهُ شیئاً تَمَسَّحَ بِهِ وَمَن لَم یُصِب مِنهُ شیئًا اَخَذَ مِن بِلَلِ یَدِ صَاحِبِهِ ثُمَّ رَاَیتُ بِلالًا اَخذَ عَنَزَةً لَه فَرَکَزَهَا وَ خَرَجَ النَّبِی ا لِی حُلَّة حَمرَآءَ مُشَمِّرًا صَلّٰی اِلَی العَنَزَةِ بِالنَّاسِ رَکعَتَین وَ رَاَیتَ النَّاسَ وَالدَّوَآبَّ یَمُرُّونَ مِن بَینِ یَدَیِ العَنَزَةِ.

ترجمہ: حضرت اُبو جحیفہؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو چمڑے کے ایک سرخ خیمے میں دیکھا بلالؓ آپ کے وضو کا پانی لے آئے اور لوگوں کو دیکھا کہ وہ آپ ﷺ کے وضو (کا غسالہ) ہاتھوں ہاتھ لے رہے ہیں چنانچہ جس کو اس میں سے مل جاتا وہ اسے منہ پر مل لیتا اور جسے (وضو کا یہ غسالہ) نہ ملتا وہ اپنے ساتھ والے سے (غسالہ شریف کی) تری لے لیتا، پھر میں نے بلالؓ کو دیکھا کہ انہوں نے آپ کا نیزہ لے کر اسے گاڑ دیا رسول اللہ ﷺ سرخ جوڑا زیب تن کیے برآمد ہوئے تہہ اٹھا رکھا تھا آپ نے نیزہ کی طرف لوگوں کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی میں نے لوگوں اور جانوروں کو دیکھا کہ وہ نیزہ کے آگے سے گزرتے جاتے تھے (اور آپ بدستور نماز ادا کرتے رہے)۔

موت سنتا ہوں ستم، تلخ ہے زہرابہ ناب
کون لادے مجھے تلووں کا غسالہ تیرا

❀ حدیث : ۱۷ ❀

جس میں یہ تین خصلتیں ہوں وہ اللہ اور رسول ﷺ کے ذمہ

حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ عَبَّاسٍ قَالَ نَا ابنُ مَهْدِیٍ قَالَ نَا مَنْصُوْرُ بنُ سَعْدٍ عَنْ مَیْمُوْنِ ابنِ سِیَاهٍ عَنْ اَنَسِ بنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَکَلَ ذَبِیْحَتَنَا فَذٰلِکَ الْمُسْلِمُ الَّذِیْ لَهٗ ذِمَّةُ اللهِ وَ ذِمَّةُ رَسُوْلِ اللهِ فَلَا تُخْفِرُ وا اللهَ فِیْ ذِمَّتِهٖ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے، ہمارا ذبیحہ کھائے تو وہی مسلمان ہے جس کیلئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ضمانت ہے سو تم اللہ کی ضمانت میں خیانت نہ کرو۔

خلاصہ ہے یہی سب داستان کفر وایمان کا
کرے انکار جو کافر، اُنہیں جو مان لے مومن
پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس — صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسول ﷺ بس

❀ حدیث : ۱۸ ❀

ناموسِ محمد عربی ﷺ کے محافظین کو جبریئل کی تائید حاصل ہے

حدثنا ابو الیمان الحکم بن نافع قال اخبر نا شعیب عن الزهری قال اخبرنی ابو سلمة بن عبد الرحمن بن عوف انه سمع حسان ابن ثابت الا نصاری یستشهد ابا هریره انشدک الله هل سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول یا حسان اجب عن رسول الله اللهم ایده بروح القدس قال ابو هریره نعم.

ترجمہ: حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہٗ روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے حسان بن ثابت انصاری سے سنا وہ اُبو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ کو قسم دے کر کہہ رہے تھے کہ تمہیں خدا کی قسم کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ وہ (مجھے) فرماتے تھے حسان خدا کے رسول کی طرف سے (مشرکوں کو) جواب دو، اے اللہ حسان کی روح القدس سے تائید فرما، اُبو ہریرہ نے کہا ہاں (یعنی میں نے سنا)۔

وَاَحْسَنُ مِنْکَ لَمْ تَرَقَطُّ عَیْنِیْ — وَاَجْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاء
خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِنْ کُلِّ عَیْبٍ — کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

حدیث : ۱۹

جہاں عالمین کے آقا ﷺ نماز

ادا کرتے اُس جگہ پر صحابہ ؓ تبرکاً نماز ادا کرتے

حدثنا محمد ابن ابی بکر المقدمی قال ثنا فضیل بن سلیمان قال ثنا موسی ابن عقبة قال رایت سالم ابن عبد الله یتحر سی اما کن من الطریق فیصلی فیها ویحدث ان ابا ہ کان یصلی فیها وانه رای النبی صلی الله علیه وسلم یصلی فی تلک الا مکنه قال و حدثنی نافع عن ابن عمرانه کان یصلی فی تلک الا مکنة و سالت سالما فلا اعلمه الا والفق نا فعافی الا مکنة کلها الا انهما اختلفا فی مسجد بشرق الر وحآءِ .

ترجمہ: حضرت موسیٰ بن عقبہ روایت کرتے ہیں میں نے سالم بن عبداللہ کو دیکھا وہ راستہ میں کچھ مقامات ڈھونڈتے اور وہیں نماز ادا کرتے اور بتاتے تھے کہ انکے والد وہیں نماز پڑھا کرتے تھے اور اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ان مقامات پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا (موسیٰ بن عقبہ) کہتے ہیں مجھے نافع نے ابن عمر کے حوالے سے کہا کہ وہ انہی جگہوں پر نماز پڑھتے اور میں نے سالم سے پوچھا تو کہا میں جانتا ہوں کہ اُنہوں نے بھی اُن تمام مقامات میں نافع کو موافقت کی، البتہ روحاء کی بلندی پر جو مسجد تھی اس میں دونوں کا اختلاف تھا۔

میری زندگی بھی عجیب ہے میری بندگی بھی عجیب ہے
جہاں مل گیا تیرا نقش پا وہیں میں نے کعبہ بنالیا

حدیث : ۲۰

جس ستون کے پاس آپ ﷺ نماز ادا کرتے

حضرات صحابہ اُس جگہ پر نماز ادا کرنا سعادت سمجھتے تھے

حدثنا المَکیّ ابنِ ابرَاهیم قالَ نا یَزید بن ابی عُبید قال کنتُ اٰتیْ مَعَ سلمة بنِ الاکوع فَیُصَلّی عِندَ الاُسطوانةِ التی عِندَ المُصحَفِ فَقُلتُ یَا اَبَا مُسلِم اَراکَ تَتحرّٰی الصَّلٰوۃَ عِندَ هذِهِ الاُسطوَانَة قالَ فَانی رَاَیتُ النّبی ﷺ یَتحرّٰی الصَّلٰوۃَ عِندَهَا.

ترجمہ: حضرت یزید بن ابی عبید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں میں سلمہ بن اکوع کے ہمراہ (مسجد نبوی میں) آیا کرتا وہ اس ستون کے پاس نماز پڑھا کرتے جو مصحف کے قریب تھا، میں نے کہا اے ابو مسلم میں ہمیشہ آپ کو اس ستون کے سامنے ارادتاً نماز پڑھتے ہوئے دیکھتا ہوں بولے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے اس ستون کے سامنے خاص طور پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

سجودے نیست اے عبدالعزیز ایں — بروبم از مژہ خاک در دوست

مجھے کیا خبر تھی سجود کی مجھے کیا خبر تھی نماز کی
تیرے نقش پا کی تلاش تھی جو جھکا رہا ہوں نماز میں

حدیث : ۲۱

دیتا اللہ ہے تقسیم آپ ﷺ کرتے ہیں

ثَنَا سَعِیدُ بنُ عُفَیرٍ قَالَ ثَنَا ابنُ وَهبٍ عَنْ یُونُسَ عَنِ ابنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ حُمَیدُ بنُ عَبدِ الرحمٰنِ سَمِعتُ مُعَاوِیَةَ خَطِیبًا یَقُولُ سَمِعتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ یَقُولُ مَن یُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَیرًا یُفَقِّههُ فِی الدِّینِ وَ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَ اللّٰهُ یُعطِی وَ لَن تَزَالَ هٰذِهِ الاُمَّةُ قَائِمَةً عَلٰی اَمرِ اللّٰهِ لَا یَضُرُّهُم مَن خَالَفَهُم حَتّٰی یَاْتِیَ اَمرُ اللّٰهِ.

ترجمہ: حضرت حمید بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت معاویہ کو دورانِ خطبہ یہ کہتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ جسکے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسکو دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے اور بے شک میں تقسیم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے یہ اُمت ہمیشہ اللہ کے کلمہ پر قائم رہے گی کوئی مخالف اُنہیں زک نہ پہنچا سکے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے۔

ہر گدا پر ہر گھڑی ہے ہر طرح نظرِ کرم — دین و دنیا مل رہے ہیں ان کے فیضِ عام سے
لاورب العرش جسکو جو ملا اُن سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ ﷺ کی

حدیث : ۲۲

بااختیار قاسم نعمت ﷺ نے اُبوہریرہ رضی اللہ عنہ کو غیب کے خزانوں سے نعمت یادداشت عطا کی۔

حدثنا ابو مصعب احمد بن ابی بکر قال ثنا محمد بن ابراھیم بن دینار عن ابن ذئب عن سعید ن المقبری عن ابی ھریرۃ قال قلت یا رسول اللہ انی اسمع منک حدیثا کثیرا انساہ قال ابسط رداءک فبسطتہ فغرف بیدیہ ثم قال ضم فضممتہ فما نسیت شیئا بعد۔

ترجمہ: حضرت اُبوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ ﷺ سے بہت ساری باتیں سنتا ہوں لیکن بھول جاتا ہوں آپ نے فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ میں نے (چادر) بچھادی آپ نے اپنے دونوں دست مبارکہ سے لپ بنائی اور اسے اس چادر میں ڈال دیا اور فرمایا اسے لپیٹ لو، میں نے لپیٹ لی، اسکے بعد میں کوئی بات نہ بھولا۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں   دو جہاں کی نعمتیں ہیں انکے خالی ہاتھ
حاکم حکیم داد و دوا دیں یہ کچھ نہ دیں   مردود! یہ مراد کس آیت خبر کی ہے
ہاتھ جس سمت اُٹھا غنی کر دیا   موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام

حدیث : ۲۳

نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان زبان قدرت ٹھہری

حدثنا مسدد قال: حدثنا بشر قال: حدثنا ابن عون عز ابن سیرین عن عبد الرحمٰن بن ابی بکرۃ عن ابیہ ،قال: ذکر النبی ﷺ ،قعد علی بعیرہ، و امسک انسان بخطامہ .او بزمامہ. قال: ای یوم ھذا؟ فسکتنا حتی ظننا انہ سیسمیہ سوی اسمہ ،قال: الیس یوم النحر؟ قلنا :بلی. قال: فای شھر ھذا ؟ فسکتنا حتی ظننا انہ سیسمیہ بغیر اسمہ، قال: الیس بذی الحجۃ قلنا :بلی ،قال: فان دمائکم و اموالکم اعراضکم بینکم حرام، کحرمۃ یومکم ھذا، فی شھرکم ھذا، فی بلدکم ھذا، لیبلغ الشاھد عسی ان یبلغ من ھو اوعی لہ منہ.

ترجمہ: حضرت ابوبکرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اونٹ پر سوار تھے ایک آدمی اونٹ کی نکیل تھامے ہوئے تھا آپ نے دریافت فرمایا آج کون سا دن ہے؟ ہم چپ رہے یہاں تک کہ ہمارا خیال تھا کہ آپ اس کا کوئی اور نام بتائیں گے پھر آپ گویا ہوئے کیا یہ قربانی کا دن نہیں؟ ہم بولے ہاں، (پھر) آپ نے پوچھا یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم خاموش رہے یہاں تک کہ شاید اس کا دوسرا نام بتائیں آپ نے فرمایا کیا یہ ذوالحجہ نہیں ہے؟ ہم عرض پرواز ہوئے ہاں! (بعدازاں) آپ نے فرمایا تمہارے خون، مال اور آبرو آپس میں تمہارے لئے ایسے ہی حرام ہیں جیسے آج کے دن اس مہینہ اور اس شہر میں حرام ہیں (تم میں) جو یہاں ہے وہ اسے بتا دے جو یہاں نہیں ہے شاید وہ (تمہاری بنسبت) اسے زیادہ یاد رکھے۔

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا   چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام
وہ زباں جسکو سب کن کی کنجی کہیں   اُسکی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

حدیث ۲۴

اُنگشت مبارکہ سے پانی کے دریا پھوٹ پڑے

حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال انا مالک عن اسحق ابن عبداللہ بن ابی طلحۃ عن انس بن مالک انہ قال رایت رسول اللہ ﷺ و حان صلوۃ العصر فالتمس الناس الوضوء فلم یجدوہ فاتی رسول اللہ ﷺ بوضوء فوضع رسول اللہ ﷺ فی ذلک الاناء یدہ و امر الناس ان یتوضئوا منہ قال فرایت الماء ینبع من تحت اصابعہ حتی توضئوا من عند اخرھم.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا صحابہؓ نے وضو کے لئے پانی ڈھونڈا مگر نہ ملا۔ تب رسول اللہ ﷺ کے پاس (تھوڑا سا) وضو کا پانی لایا گیا اس برتن میں آپ نے اپنا ہاتھ رکھ دیا اور لوگوں سے فرمایا وضو شروع کرو انسؓ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کے نیچے سے ابل رہا تھا یہاں تک کہ آخری آدمی تک سب نے وضوء کر لیا۔

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں   انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

حدیث : ۲۵

اگر وضو کیلئے پانی پاس نہیں تو کیا ہوا، ہمارے پاس بااختیار پیغمبر کریم ﷺ تو ہیں دست مبارکہ پھیلانے کی دیر ہے کہ دریا بہہ پڑیں گے۔

حدثنا مسدد قال ثنا حماد عن ثابت عن انس ان النبی ﷺ دعا باناء من ماء فاتی بقدح رحراح فیہ شیء من ماء فوضع اصابعہ فیہ قال انس فجعلت انظر الی الماء ینبع من م بین اصابعہ قال انس فحزرت من توضأ ما بین السبعین الی الثمانین.

ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے پانی کا ایک برتن منگایا تو کھلے چوڑے منہ کا ایک پیالہ لایا گیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا آپ نے اپنی انگلیاں اس میں رکھیں انسؓ کہتے ہیں میں نے پانی کو دیکھا وہ آپ کی انگلیوں کے درمیان بہہ رہا تھا میں نے ان لوگوں کا جنہوں نے وضو کیا اندازہ لگایا کوئی ستر اسّی کے لگ بھگ تھے۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

حدیث : ۲۶

اللہ کا حبیب ﷺ جادوگر نہیں بلکہ نبی مختار ﷺ ہے

حدثنا مسدد قال ثنا یحیی ابن سعید قال ثنا عوف قال ثنا ابورجاء عن عمران قال کنافی سفر مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانا اسرینا حتی کنا فی اخر اللیل وقعنا وقعۃ ولا وقعۃ احلیٰ عند المسافر منہا فما ایقظنا الا حر الشمس فکان اول من استیقظ فلان ثم فلان ثم فلان یسمیہم ابو رجاء فنسی عوف ثم عمر بن الخطابؓ الرابع و کان النبی ﷺ اذا نام لم نوقظہ حتی یکون ہو یستیقظ لانا لا ندری ما یحدث لہ فی نومہ فلما استیقظ عمر ورای ما اصاب الناس و کان رجلا جلیدا فکبرورفع صوتہ بالتکبیر فمازال یکبر و یرفع صوتہ بالتکبیر حتی استیقظ لصوتہ النبی ﷺ فلما استیقظ شکوا الیہ الذی اصابہم فقال لا ضیرا ولا یضیر ارتحلوا فارتحل فسار غیر بعید ثم نزل فدعا بالوضوٓء فتوضأ و نودی بالصلوٰۃ فصلی بالناس فلما انفتل من صلوتہ اذا ہو برجل معتزل لم یصل مع القوم قال ما منعک یا فلان ان یصلی مع القوم قال اصابتنی جنبۃ ولا ماء قال فعلیک بالصعید فانہ یکفیک ثم سار النبی ﷺ فاشتکی الیہ الناس من العطش فنزل فدعا فلانا کان یسمیہ ابو رجاء نسیہ عوف و دعا علیا فقال اذھبا فابتغیا الماء فانطلقا فتلقیا امراۃ بین مزادتین او سطیحتین من ماء علیٰ بعیر لہا فقالا لہا این الماء قالت عہدی بالماء امس ھذہ الساعۃ و نفرنا خلوفا قالا لہا انطلقی اذا قالت الیٰ این قالا الی رسول اللہ ﷺ قالت الذی یقال لہ الصابئی قالا ہو الذی تعنین فانطلقی فجآء بہا الیٰ رسول اللہ ﷺ و حدثاہ الحدیث قال فاستنزلوھا عن بعیرھا ودعا النبی ﷺ باناء ففرغ فیہ من افواہ المزادتین او السطیحتین و اوکا افواھہما واطلق العزالی و نودع فی الناس اسقوا و استقوا فسقی من سقیٰ واستقی من شاء و کان اخر ذاک ان اعطی الذی اصابتہ الجنابۃ اناء من ماء قال اذھب فافرغہ علیک و ھی قائمۃ تنظر الیٰ ما یفعل بماءھا وایم اللہ لقد اقلع عنہا و انہ لیخیل الینا انہا اشد ملاۃ منہا حین ابتدأ فیہا فقال النبی ﷺ اجمعوا لہا فجمعوا لہا من بین عجوۃ و دقیقۃ و سویقۃ حتیٰ جمعوا لہا طعاما فجعلوہ فی ثوب و حملوھا علیٰ بعیرھا و وضعوا الثوب بین یدیہا فقال لہا تعلمین ما رزئنا من مائک شیئا و لکن اللہ ھو الذی اسقانا فاتت اھلہا و قد احتبست عنہم قالوا ما حبسک یا فلانۃ قالت العجب لقینی رجلان فذھبا بی الیٰ ھذا الرجل الذی یقال لہ الصابئی ففعل کذا و کذا فواللہ انہ لا سحر الناس من بین ھذہ و ھذہ و قالت باصبعیہا الوسطی والسبابۃ فرفعتہما الی السماء تعنی السماء والارض او انہ لرسول اللہ حقا فکان المسلمون بعد یغیرون علیٰ من حولہا من المشرکین ولایصیبون الصرم الذی ھی منہ فقالت یوما لقومہا ما اری ان ھٰؤلاء القوم قدید عونکم عمدا فہل لکم فی الاسلام فاطاعوھا فدخلوا فی الاسلام قال ابو عبداللہ صبا خرج من دین الیٰ غیرہ و قال ابو العالیۃ الصابئین فرقۃ من اھل الکتاب الذی یقرئون زبورا.

ترجمہ: حضرت عمران روایت کرتے ہیں ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے، ہم رات بھر چلتے رہے رات کے آخری حصے میں ہم نے پڑاؤ کیا اور مسافر کیلئے (رات کے آخری پہر میں) نیند کے علاوہ اور کوئی میٹھی چیز نہیں، ہماری آنکھ اس وقت کھلی جب سورج کی گرمی پہنچی سب سے پہلے جو اُٹھا وہ فلاں تھا پھر فلاں اور پھر فلاں (ابورجاء نے ان سب کے نام لئے تھے مگر عوف بھول گئے) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جاگنے والوں میں چوتھے آدمی تھے رسول ﷺ جب آرام فرما ہوتے تو ہم آپ ﷺ کو بیدار نہ کرتے جب تک کہ آپ ﷺ خود نہ جاگتے کیونکہ ہمیں معلوم نہ تھا کہ آپ کو خواب میں کیا امور پیش آنے والے ہیں لیکن حضرت عمر جب جاگے تو جو حالت لوگوں پر طاری تھی وہ دیکھی آپ (کیونکہ) سخت مزاج آدمی تھے (اسلئے آپ سے رہا نہ گیا) آپ نے تکبیر کہی اور تکبیر کیساتھ اپنی آواز بلند کی اور مسلسل تکبیر کہتے رہے اور اپنی آواز بلند کرتے رہے حتیٰ کہ آپ کی آواز سن کر رسول اللہ ﷺ جاگ اُٹھے جب بیدار ہوئے تو لوگوں نے اس آفت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے شکوہ کیا آپ نے فرمایا اس کی چنداں پرواہ نہیں یا اس سے کوئی نقصان نہ ہوگا، چلو، تھوڑی دیر چلنے کے بعد اُترے وضو کیلئے پانی طلب کیا، وضو کیا، نماز کیلئے اذان کہی گئی آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو ایک شخص کو دیکھا وہ ایک طرف ہوکر بیٹھا تھا اس نے لوگوں کیساتھ نماز نہ پڑھی تھی آپ نے فرمایا اے فلاں تجھے لوگوں کیساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روک دیا وہ بولا مجھے غسل کی ضرورت تھی اور پانی نہیں ہے آپ نے فرمایا مٹی لے لے وہ تجھے کافی ہے پھر رسول اللہ ﷺ چل دیئے لوگوں نے آپ سے پیاس کا شکوہ کیا آپ اُترے اور فلاں شخص کو بلایا تھا (ابورجاء نے اس کا نام لیا مگر عوف بھول گئے) اور حضرت علی کو بھی فرمایا کہ دونوں جاؤ اور پانی ڈھونڈھ کر لاؤ یہ دونوں چل دیئے تو ایک عورت ملی جس نے پانی کے دو تھیلے یا مشکیزے لٹکا رکھے تھے اور خود درمیان میں بیٹھی ہوئی جارہی تھی ان دونوں نے اس سے پوچھا کہ پانی کہاں ہے؟ اس نے کہا کل مجھے پانی اسی وقت ملا تھا اور ہمارے مرد پیچھے رہ گئے ہیں اُنہوں نے اسے کہا چلو، اس نے کہا کہاں، اُنہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو اس نے کہا وہی جو نئے دین کا بانی (صابی) کہلاتا ہے اُنہوں نے

کہا ہاں وہی ہیں جن کو تم یہ کہتی ہو لو چلو وہ دونوں اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے اور آپ کو سارا ماجرا کہہ سنایا، عمران بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے اسے اونٹ سے اُتارا اور رسول اللہ ﷺ نے ایک برتن منگوایا اور دونوں تھیلوں یا مشکیزوں کا منہ کھول کر ان سے پانی ڈالنا شروع کر دیا اور پھر اُوپر کا منہ بند کر کے نیچے کا منہ کھول دیا اور لوگوں میں منادی کر دی گئی پانی پیو اور (جانوروں کو) پلاؤ پس جس نے چاہا (خود) پیا اور جس نے چاہا پلایا آخر میں آپ نے یوں کہا کہ جس نہانے دھونے کی ضرورت تھی اسے بھی پانی کا ایک برتن بھر کر دیا اور فرمایا جاؤ اس اپنے اُوپر بہا دو وہ عورت (حیران) کھڑی تھی کہ اس کے پانی کیساتھ کیا ہو رہا ہے؟ خدا کی قسم جب پانی لینا بند کر دیا گیا (تو) ہمیں ایسا دکھائی دیتا تھا کہ اب وہ مشکیزے پہلے سے بھی زیادہ بھرے ہوئے ہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کچھ اس کیلئے جمع کرو لوگوں نے آٹا، کھجور اور ستو وغیرہ اکٹھے کرنے شروع کیے یہاں تک کہ (کافی مقدار میں) کھانا اکٹھا ہو گیا اور کھانا ایک کپڑے میں باندھ کر اسے اُونٹ پر سوار کر دیا آپ نے اس سے فرمایا ہم نے تمہارے پانی سے کچھ بھی کم نہ کیا اللہ ہی نے ہمیں پلایا ہے پھر وہ عورت اپنے گھر والوں کے پاس گئی چونکہ اس کی واپسی میں تاخیر ہو گئی تھی تو انہوں نے پوچھا اے فلانی تجھے کس نے روک لیا؟ وہ بولی ایک تعجب انگیز (واقعہ) ہے مجھے دو آدمی ملے وہ مجھے اس شخص کے پاس لے گئے جسے صابی کہا جاتا ہے اس نے اسطرح کیا خدا کی قسم جتنے لوگ اسکے اور اسکے درمیاں ہیں اور اس نے اپنی بیچ کی اُنگلی اور شہادت کی اُنگلی سے آسمان اور زمین کی طرف اشارہ کیا ان سب میں وہ بڑا جادوگر ہے یا سچ مچ خدا کا رسول ہے پھر مسلمان اپنے اردگرد مشرکوں کو قتل کرتے مگر جن مقامات میں وہ عورت رہتی تھی اسے ہاتھ بھی نہ لگائے ایک دن اس نے اپنی قوم سے کہا میں سمجھتی ہوں کہ یہ عمداً تمہیں چھوڑ دیتے ہیں تو کہا اب بھی تمہیں اسلام کے قبول کرنے میں تامل ہے انہوں نے اس کی بات مان لی اور حلقہ بگوش اسلام ہو گئے امام بخاری کہتے ہیں صبا کا مطلب ایک دین سے دوسرے دین میں جانا ہے اُبو العالیہ کہتے ہیں کہ صائبین اہل کتاب کا ایک فرقہ ہے جو زبور پڑھنے والا ہے۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

❁ حدیث: ۲۷ ❁

حضور ﷺ کو اللہ نے اَولین وآخرین کا علم عطا فرمایا حتیٰ کہ جنت وجہنم بھی دکھائے

حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنِ امْرَاَتِهٖ فَاطِمَةَ عَنْ جَدَّتِهَا اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ اَنَّهَا قَالَتْ اَتَیْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَاِذَا النَّاسُ قِیَامٌ یُصَلُّوْنَ فَاِذَا هِیَ قَائِمَةٌ تُصَلِّیْ فَقُلْتُ مَا لِلنَّاسِ فَاَشَارَتْ بِیَدِهَا نَحْوَ السَّمَاءِ وَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَقُلْتُ آیَةٌ فَاَشَارَتْ اَنْ نَعَمْ فَقُمْتُ حَتّٰی تَجَلَّانِیَ الْغَشْیُ وَجَعَلْتُ اَصُبُّ فَوْقَ رَاْسِیْ مَاءً فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَیْءٍ کُنْتُ لَمْ اَرَهُ اِلَّا قَدْ رَاَیْتُهُ فِیْ مَقَامِیْ هٰذَا حَتَّی الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّکُمْ تُفْتَنُوْنَ فِی الْقُبُوْرِ مِثْلَ اَوْ قَرِیْبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ لَا اَدْرِیْ اَیَّ ذٰلِکَ قَالَتْ اَسْمَاءُ یُؤْتٰی اَحَدُکُمْ فَیُقَالُ لَهٗ مَا عِلْمُکَ بِهٰذَا الرَّجُلِ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ اَوِ الْمُوْقِنُ لَا اَدْرِیْ اَیَّ ذٰلِکَ قَالَتْ اَسْمَاءُ فَیَقُوْلُ هُوَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ جَاءَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَالْهُدٰی فَاَجَبْنَا وَاٰمَنَّا وَاتَّبَعْنَا فَیُقَالُ نَمْ صَالِحًا فَقَدْ عَلِمْنَا اِنْ کُنْتَ لَمُؤْمِنًا وَاَمَّا الْمُنَافِقُ اَوِ الْمُرْتَابُ لَا اَدْرِیْ اَیَّ ذٰلِکَ قَالَتْ اَسْمَاءُ فَیَقُوْلُ لَا اَدْرِیْ سَمِعْتُ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ شَیْئًا فَقُلْتُهٗ۔"

ترجمہ: حضرت اسماء (بنت اُبوبکر) فرماتی ہیں کہ میں زوجۂ رسول سیدہ عائشہ کے پاس آئی اس وقت سورج گرہن تھا لوگ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے (اور عائشہ بھی) نماز پڑھ رہی تھیں، میں بولی، لوگوں کو کیا ہوا (یعنی میں بے وقت نماز پر چونکی) اُنہوں نے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور کہا سبحان اللہ، میں نے کہا کوئی (عذاب کی) علامت ہے اُنہوں نے اشارہ کیا ہاں! تو میں بھی (نماز کیلئے) کھڑی ہو گئی۔ یہاں تک کہ مجھ پر غشی طاری ہونے لگی اور میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی جب رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے تو آپ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی بعد ازاں فرمایا جو چیز آج تک مجھے نہیں دکھائی گئی تھی وہ میں نے آج اسی جگہ دیکھ لی ہے حتیٰ کہ جنت اور دوزخ کو بھی دیکھ لیا اور مجھ پر وحی اُتری کہ تم لوگ قبروں میں آزمائے جاؤ گے مثل یا قریب آزمائش کے (فاطمہ کہتی ہیں) کہ مجھے (اچھی طرح) یاد نہیں کہ اسماء نے ان دو میں سے کون سا لفظ استعمال کیا تھا تمہارے ہر ایک کے پاس (فرشتے) بھیجے جائیں گے اور اس سے کہا جائے گا اس شخص کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے مومن یا موقن (فاطمہ فرماتی ہیں) مجھے یاد نہیں اسماء نے ان دو میں سے کون لفظ استعمال کیا تھا تو کہے گا کہ یہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں ہمارے پاس معجزات اور ہدایت لے کر آئے تھے ہم نے ان کی بات مانی ایمان لائے اور پیروی کی، اس سے کہا جائے گا سو جا ہمیں معلوم ہے کہ تو صالح انسان ہے لیکن منافق یا شک کرنے والا (فاطمہ کہتی ہیں) مجھے یاد نہیں رہا کہ ان دو لفظوں میں سے اسماء نے کون سا لفظ استعمال کیا تھا کہے گا میں نہیں جانتا (بس) لوگوں کو کہتے سنا پس وہی میں نے بھی کہہ دیا۔

فرش تا عرش سب آئینہ ضمائر حاضر

بس قسم کھائیے اُمی تیری دانائی کی

❁ حدیث : ۲۸ ❁

”حق نے کیا آپ ﷺ کو آگاہ سب پر“

حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عبد الوارث عن ابی التَّيَّاحِ عن انس قال قال رسولُ اللهِ ﷺ إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ ان يُرفَعَ العِلمُ و يُثبتَ الجَهلُ و تُشرَبَ الخمرُ و يظهرَ الزِّنا.

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ علم اٹھ جائے گا اور جہالت قائم ہوجائے گی شراب نوشی ہونے لگے گی اور کھلم کھلا زنا ہوگا۔

معرفتش ام علوم و حکم　　حامل اسرار رموز قدم
بطن بہ بطنش ہمہ صدق وصواب　　زو متولد شدہ ام الکتاب
زیں سبب آں شاہ رسالت پناہ　　آمدہ اُمی لقب، اُمی فدا

❁ حدیث : ۲۹ ❁

حضور اکرم ﷺ نے زمانہ خیر القرون یعنی اپنے زمانہ رحمت میں ہی علامات قیامت بتا کر رکھ دیں۔

حدثنا المكيُّ بن ابراهيم قال انا حنظلة عن سالم قال سمعتُ ابا هريره عن النبي ﷺ قال يُقبضُ العلمُ و يظهر الجهلُ والفتن و يكثرُ الهرجُ قيل يا رسول الله ! وما الهَرجُ فقال هكذا بِيَدِه فحرّ كها كَانّه يُرِيدُ القتلَ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علم اٹھ جائے گا، جہالت عام ہوجائے گی، فتنوں کا ظہور ہوگا اور بہت ”ہرج“ ہوگا عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ ہرج کیا ہے؟ آپ نے اپنے دست مبارک سے ترچھا اشارہ کیا اس طرح گویا آپ ﷺ کی مراد (ہرج سے) قتل تھی۔

عالم علم دو عالم ہیں حضور!　　آپ سے کیا عرض حاجت کیجئے

❁ حدیث : ۳۰ ❁

حضور اکرم ﷺ نے امت مسلمہ کی حفاظت کیلئے پہلے ہی قیامت کے بارے میں اپنے علم غیب کے موتی بکھیر کر ہوشیار کردیا۔

حدثنا مُسَدَّد قال حدثنا يحيٰ ابنُ سَعِيد عن شُعبَة عن قَتَادَة عن اَنَس قال لَأُحَدِّثَنَّكم حديثا لا يُحَدِّثُكُم اَحَد بَعدِى سَمِعتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ مِن اَشرَاطِ السَّاعَةِ اَن يَقِلَّ العِلمُ و يظهرَ الجَهلُ و يظهرَ الزِّنا و تَكثُرَ النِّسَاءُ و يَقِلَّ الرِّجَالُ حَتّٰى يَكُونَ لِخَمسِينَ امرَاَةً القَيِّمُ الوَاحِدُ.

ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں آج میں تم سے ایک ایسی حدیث بیان کروں گا کہ میرے بعد کوئی تم سے بیان نہیں کرے گا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے قیامت کی علامات میں سے ایک یہ ہے کہ علم کم ہوجائے گا اور جہالت چھا جائے گی اعلانیہ زنا ہوگا عورتوں کی کثرت اور مردوں کی قلت ہوگی حتیٰ کہ پچاس عورتوں کی سرپرستی کرنے والا ایک ہی مرد ہوگا۔

نبی سرور ہر رسول وولی ہے　　نبی راز دار مع اللہ لی ہے
خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب پر　　دو عالم میں جو کچھ خفی وجلی ہے

❁ حدیث : ۳۱ ❁

اعلم اولین وآخرین سے جو چاہو پوچھو اور جواب بھی پاؤ

حدثنا محمد بن العَلَاءِ قالَ حدثنا ابو اُسَامَة عن بُرَيد عن ابي بُردة عن ابي موسىٰ قال سُئِلَ النبي ﷺ عن اشياء كَرِهَهَا فلمّا اُكثِرَ عليه غَضِبَ ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ سَلُونِي عَمَّا شِئتُم فقال رَجُل مَن اَبِي قَالَ اَبُوكَ حُذَافَة فقامَ اٰخر فقال مَن اَبِي يا رسول الله ﷺ قال اَبُوكَ سَالِم مَولىٰ شَيبَةَ فَلَمَّا رَاٰى عُمَرُ مَا فِي وَجهِه قَالَ يا رسول الله ﷺ انا نَتُوبُ اِلَى اللهِ عزّ و جلّ.

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند باتیں پوچھی گئیں جو مزاج (اقدس) کے موافق نہ تھیں جب پوچھنے پر اصرار کیا گیا تو آپ ﷺ کو غصہ آگیا اور آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا اب جو چاہتے ہو پوچھتے جاؤ ایک شخص بولا میرا باپ کون ہے؟ فرمایا حذافہ، پھر دوسرا کھڑا ہوا اس نے پوچھا میرا باپ کون ہے؟ فرمایا سالم ہے شیبہ کا غلام، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چہرے پر جلال کے آثار دیکھے تو عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتے ہیں۔

ان پر کتاب اتری بیانا لکل شئ
تفصیل جس میں ماعبر وماغبر کی ہے [1]

[1] ماعبر جو گذر گیا۔ ماغبر جو باقی رہا۔ اشارہ بحدیث فیہ نبا من قبلکم و خبر من بعد کم۔

حدیث : ۳۲

غیب دان نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہؓ کو اسکی ولدیت بتادی جس پرلوگ شک کررہے تھے۔

حدثنا ابو الیمان قال انا شعیب عن الزھری قال اخبرنی انس بن مالک ان رسول اللہ ﷺ خرج فقام عبداللہ بن حذافۃ فقال مَن ابی قال ابُوک حذافۃ ثمّ اکثر ان یقول سلُونی فبرک عمر علیٰ رکبتیہ فقال رضینا باللہ ربًا و بالاسلام دینا و بمحمد ﷺ نبیا ثلاثاً فسکتَ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف آور ہوئے تو عبداللہ بن حذافہ نے کھڑے ہوکر پوچھا میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تمہارا باپ حذافہ ہے پھر آپ بار بار فرمانے لگے کہ (جو جی میں آئے) پوچھو آ کر الامر حضرت عمر دوزانو ہوکر بیٹھ گئے اور تین بار کہا ہم خدا کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہیں تب آپ کا غصہ ٹھنڈا ہوا اور آپ ﷺ نے خاموشی فرمائی۔

فان من جودک الدنیا و ضرتھا　　ومن علومک علم اللوح و القلم

حدیث : ۳۳

علم دو ہیں تمہیں ایک ہی دیا ہے دوسرا بھی دوں تو لوگ تمہارا گلا کاٹیں گے۔

حدثنا اسمعیل قال حدثنی اخی عن ابن ابی ذئب عن سعید ن المقبری عن ابی ھریرۃؓ قال حفظت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعاءین فاما احد ھما فبثثتہ واما الأخر فلو بثثتہ قطع ھذا البلعوم قال ابو عبد اللہ البلعوم مجری الطعام.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو تھیلے (علم کے) سیکھے ایک کو میں نے عام کردیا دوسرے کو اگر ظاہر کروں تو لوگ میرا نرخرہ کاٹ ڈالیں (امام بخاری فرماتے ہیں نرخرہ جہاں سے کھانا اُترتا ہے)

انی لاکتم من علمی جواھرہ　کیلا یری ذاک ذوجھل فیفتتنا
و تقدم فی ھذا ابوحسن　الی الحسین و وضی قبلہ الحسنا
یا رب جوھر علمی لو ابوح بہ لقیل لی انت ممن یعبد الوثنا
ولا ستحل رجال مسلمون دمی　یرون اقبح ما یاتونہ حسناً

ا۔ مجھے اپنے کئی علمی جواہر پارے پوشیدہ رکھنے پڑتے ہیں تاکہ جہلاء ان کی تہ تک نہ پہنچنے کے باعث کہیں فتنہ میں مبتلا نہ ہوجائیں۔

۲۔ اور مجھ سے پہلے میرے جدامجد (حضرت علیؓ) بھی امام حسنؓ و حسینؓ کو فرما گئے ہیں کہ ۳۔ اے میرے اللہ! اگر میں اپنے علمی موتی لوگوں کے سامنے ظاہر کردوں تو مجھے یہ کہیں گے کہ یہ تو کوئی بت پرست ہے۔ ۴۔ وہ ایسے پر اسرار علوم ہیں کہ ان کو سن کر مسلمان بھی میرے قتل کے درپے ہوجائیں گے اور قتل کی اس بدترین حرکت کو درست خیال کریں۔ (حضرت امام زین العابدینؓ)

(ماخوذ از منہاج العابدین از امام غزالی صفحہ نمبر ۱۲۔۱۳۔)

حدیث : ۳۴

ہمارے نبی ﷺ اس سے بھی باخبر ہیں کہ امتیوں کو وضو کرنے کے سبب قیامت میں کس نام سے پکارا جائیگا۔

حدثنا یحیی ابنُ بُکیر قال ثنا اللَّیث عن خالد عن سعید بن ابی ھلال عن نعیم المُجمِر قال رَقِیتُ مَعَ اَبی ھُرَیرَۃَ علیٰ ظَھرِ المَسجِد فتَوَضَّأ فقالَ اِنّی سَمِعتُ رَسُولَ اللّٰہِ صلّی اللہ علیہ وسلم یَقُولُ اَنَّ اُمّتِی یُدعَونَ یَومَ القِیٰمۃِ غُرًّا مُحَجَّلِینَ مِن آثارِ الوَضُوءِ فَمَن استطاعَ مِنکُم اَن یُطِیلَ غُرَّتَہ فلیَفعَل.

ترجمہ: حضرت نعیم بن عبداللہ مجمر فرماتے ہیں میں ابوہریرہؓ کے ساتھ مسجد (نبوی) کی چھت پر چڑھا انہوں نے وضو کیا پھر کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا میری امت کے لوگ علامات وضو کے سبب سے "غرمحجلون" کہہ کر بلائے جائیں گے تو تم میں سے جو شخص اپنی چمک میں اضافہ کرنا چاہتا ہے تو ایسا کرے (یعنی وضو اچھے طریقے سے کرے)۔

وہ دانائے سبل، ختم رسل، مولائے کل جس نے　　غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر　　وہی قرآن وہی فرقان وہی یٰسین وہی طٰہٰ

حدیث : ۳۵

حضور ﷺ زیر زمین پوشیدہ چیزوں کا بھی علم رکھتے ہیں

حدثنا عثمان قال ثنا جریر عن منصور عن مجاھد عن ابن عباس قال مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بحائط من حیطان المدینۃ او مکۃ فسمع صوت انسانین یعذ بان فی قبور ھما فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم تعذبان وما یعذبان فی کبیر ثم قال بلیٰ کان احد ھما لا یستتزہ من بولہ وکان الاخر یمشہ بالنمیمۃ ثم دعا بجریدۃ فکسر ھا کسرتین فوضع علیٰ کل قبر منھما کسرۃ فقیل لہ یارسول اللہ لم فعلت ھذا قال لعلہ ان یخفف عنھما ما لم تیبسا.

ترجمہ: حضرت ابن عباس فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ مدینہ یا مکہ کے باغات سے گزرے تو آپ نے دو انسانوں کی آواز سنی جن کو قبر میں عذاب ہورہا تھا آپ نے فرمایا ان پر عذاب ہورہا ہے لیکن کوئی بڑے گناہ میں نہیں، فرمایا ہاں ان میں سے ایک تو پیشاب (کے چھینٹوں) سے پرہیز نہ کرتا تھا اور دوسرا چغلیاں کھاتا تھا پھر آپ نے ایک (ہری) شاخ منگائی اسکے دو ٹکڑے کئے اور ایک ایک ٹکڑا دونوں قبروں پر رکھ دیا عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ یہ آپ نے کس کے لئے کیا؟ فرمایا (اُمید ہے) جب تک سرسبز رہیں گے عذاب میں (بھی) تخفیف ہوتی رہے گی۔

دورو نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

❁ حدیث : ۳۶ ❁

اللہ کی راہ میں شہید ہونے والے مجاہدوں کے زخم روزِ قیامت کیسے ہونگے

آپ ﷺ نے اس حال سے بھی امت کو باخبر کر دیا۔

حدثنا احمد بن محمد قالَ انا عبدُاللهِ قالَ انا معمر عن همام بنِ منبّه عن ابی هُریرة عن النبی ﷺ قالَ کُلُّ کَلْم یُکلَمُهُ المُسلِمُ فِی سَبِیلِ اللّٰه یَکُونُ یوم القِیٰمۃِ کَهیئَتِهَا اِذَا طُعِنَتْ تَفجُرُ دَماء، اللَّونُ لونُ الدَّمِ والعَرفُ عَرفُ المِسکِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان کو جو زخم اللہ کی راہ میں لگے گا وہ قیامت کے دن تر و تازہ ہوگا جیسے اُس دن کہ (جب) لگا تھا، خون بہہ رہا ہوگا اس کا رنگ تو خون جیسا ہوگا لیکن بُو مشک کی خوشبو (جیسی ہوگی)۔

خاکی و براوج عرش منزل — امی و کتاب خانہ در دل
امی و دقیقہ دانِ عالم — بے سایہ و سائبانِ عالم

❁ حدیث : ۳۷ ❁

حضور اکرم ﷺ دلوں کے حال سے بھی واقف ہیں

حدثنا عبدالله بن یوسف قال انامالک عن ابی الزّناد عن الاَعرج عن ابی هریرة اَنَّ رسول الله ﷺ قال هل تَرونَ قِبلَتِی هٰهُنَا فَوَاللّٰهِ مَا یَخفٰی عَلَیَّ خُشُوعُکُم وَلَا رُکُوعُکُم اِنِّی لَاَرَاکُم مِن وَّرَآءِ ظَهرِی.

ترجمہ: حضرت اُبوہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم دیکھتے ہو کہ میرا منہ اُس طرف ہے جبکہ خدا کی قسم! مجھ پر تمہارا خشوع (دل کا حال) اور رکوع ہرگز پوشیدہ نہیں میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

کروں تجھ سے کیا عرض اے عالم السر
کہ تجھ پر میری حالتِ دل کھلی ہے

❁ حدیث : ۳۸ ❁

حضور اکرم ﷺ جس طرح آگے سے دیکھ رہے ہیں بالکل اسی طرح پیچھے سے بھی دیکھ رہے ہیں

حدثنا یحییٰ ابن صالح قال نا فُلیح ابن سلیمان عن هِلال ابن علی عن انس بن مالک قال صلّٰی لَنَا النّبی ﷺ صلوة ثُمَّ رَقِیَ المَنبر فقال فِی الصّلوٰة و فِی الرُّکوع اِنّی لَاَرَاکُم مِن وَّرَآئِی کَمَا اَرَاکُم.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا کی اور منبر پر تشریف لے گئے آپ نے نماز اور رکوع کے بارے میں فرمایا کہ میں تمہیں پیچھے سے بھی اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح (اپنے سامنے) دیکھتا ہوں۔

جس طرف اُٹھ گئی دم میں دم آگیا — اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

❁ حدیث : ۳۹ ❁

مالکِ جنت دوزخ بھی دیکھ آئے جس کا تعلق غیب سے ہے۔

حدثنا عبدُالله بن مُسلمة عن مالک عن زید ابن اسلم عن عطاءِ بن یسار عن عبدالله ابن عبّاسؓ قالَ انخَسَفَتِ الشَّمسُ فَصَلّٰی رَسُولُ اللّٰه ﷺ ثُمَّ قالَ اُرِیتُ النَّارَ فَلَم اَرَ مَنظَرًا کَالیوم قطّ اَفظَع.

ترجمہ: عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے سورج گرہن ہوا، رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی پھر فرمایا مجھے دوزخ دکھائی گئی اور میں نے آج تک ایسا خوفناک منظر نہیں دیکھا۔

عالم میں کیا ہے جس کی تجھ کو خبر نہیں
ذرہ ہے کونسا جس پر تیری نظر نہیں

❁ حدیث: ۴۰ ❁

آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے غیب داں بنایا

تبھی تو عمارؓ کے انتقال کے احوال بھی بتا دیے

حدثنا مُسدَّد قَالَ حدثنا عبدالعزیز بن مختار قال حدثنا خالد ن الحذّآء عن عِكرِمة قَالَ قَالَ لی ابن عبّاس ولابنه علیّ انطَلِقَا اِلیٰ اَبی سَعید فاسمعا من حدیثه فانطلقنا فاذا هو فی حآئط یُصلِحه فَاَخَذَ رِدآئه فاحتبیٰ ثُمَّ اَنشأ یُحَدِّثُنا حتّٰی اتیٰ علیٰ ذِکرِ بنآءِ المَسجِد فقال کُنَّا نحمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً وَّ عَمّار لَبِنَتَینِ لَبِنَتَینِ وَرَاٰهُ النبی ﷺ فَجَعَلَ یَنفَضُ التُّرَابَ عنهُ وَیقولُ وَیحَ عَمّار تَقتُلُهُ الفِئَةُ البَاغِیَةُ یَدعُوهُم اِلَی الجَنَّةِ وَ یَدعُونَه اِلَی النَّار قَالَ یَقُولُ عَمّار اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الفِتَنِ.

ترجمہ: حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ابن عباس نے مجھے اور اپنے بیٹے علی رضی اللہ عنہ سے کہا ابو سعید (خدری) کے پاس چلو اور ان کی باتیں سنو دیکھا کہ وہ اپنے باغ کو درست کر رہے ہیں جب ہم پہنچے تو انہوں نے اپنی چادر اُٹھائی اور اسے اُوڑھ کر باتیں شروع کر دیں مسجد (نبوی) کی تعمیر کا ذکر آیا تو کہنے لگے ہم ایک ایک اینٹ اُٹھاتے اور عمار دو دو تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا تو آپ ﷺ ان کی مٹی جھاڑنے لگے اور فرماتے جاتے عمار پر کڑا وقت آئے گا انہیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا یہ انہیں جنت کی طرف بلاتے ہوں گے اور وہ انہیں دوزخ کی طرف، ابو سعید نے کہا، عمار کہا کرتے تھے میں فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

عرش تا فرش ہے جس کے زیر نگیں
اُسکی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

❁ ❁ ❁

حوالہ جات "چهل حدیث"

"عظمت مصطفیٰ ﷺ"

نمبر شمار	کتاب	حدیث نمبر	باب	عنوان باب	صفحہ نمبر
۱	کتاب بدء الخلق	۵	۱	کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ	۳_۴
۲	کتاب بدء الخلق	۶	۱	کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ	۴
۳	کتاب الایمان	۱۵	۷	حب الرسول من الایمان	۹
۴	کتاب الایمان	۱۶	۸	حلاوۃ الایمان	۹
۵	کتاب الایمان	۵۴	۴۰	ماجآء ان الاعمال بالنیة	۱۸
۶	کتاب العلم	۶۷	۸	من قعد حیث ینتھی بالمجلس	۲۲
۷	کتاب العلم	۸۸	۲۵	تحریض النبی ﷺ وفد عبد القیس	۲۷
۸	کتاب العلم	۱۱۰	۳۸	اثم من کذب علی النبی ﷺ	۳۱
۹	کتاب الوضوء	۱۷۰	۳۳	الماء الذی یغسل بہ شعر	۴۳
۱۰	// //	۱۷۱	۳۳	// // //	۴۳
۱۱	کتاب الوضوء	۱۸۷	۴۱	استعمال فضل الوضوء	۴۷
۱۲	کتاب الوضوء	۱۸۹	۴۱	استعمال فضل الوضوء	۴۷
۱۳	کتاب الوضوء	۲۳۳	۶۷	ابوال الابل والدواب	۵۴
۱۴	کتاب الوضوء		۸۱	البزاق والمخاط ونحوہ والثوب	۵۶
۱۵	کتاب التیمم	۳۳۳		وقول اللہ عز وجل فلم تجدوا ماءً	۷۲
۱۶	کتاب الصلوٰۃ	۳۷۴	۱۷	فی الثوب الاحمر	۸۳
۱۷	کتاب الصلوٰۃ	۳۸۹	۲۸	فضل استقبال القبلة	۸۵
۱۸	کتاب الصلوٰۃ	۴۴۸	۶۸	الشعر فی المسجد	۹۷
۱۹	کتاب الصلوٰۃ	۴۷۷	۸۹	المساجد التی علی طرق المدینة	۱۰۳
۲۰	// // //	۴۹۶	۹۵	الصلوٰۃ الی الاسطوانة	۱۰۶

(اختیار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم)

۲۱	کتاب العلم	۷۲	۱۳	من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین	۲۳
۲۲	کتاب العلم	۱۱۹	۴۲	حفظ العلم	۳۳
۲۳	کتاب العلم	۶۸	۹	قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم رب مبلغ اوعی من سامع	۲۲
۲۴	کتاب الوضوء	۱۶۹	۳۲	التماس الوضوء اذا حانت الصلوٰۃ	۴۳
۲۵	کتاب الوضوء	۲۰۰	۴۷	الوضوء من التور	۴۹
۲۶	کتاب التیمم	۳۳۲	۵	الصعید الطیب وضوء المسلم	۷۴

(علم غیب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم)

۲۷	کتاب العلم	۸۷	۲۴	من اجاب الفتیا باشارۃ الید	۲۶
۲۸	کتاب العلم	۸۶	۲۴	من اجاب الفتیا باشارۃ الید	۲۶
۲۹	کتاب العلم	۸۱	۲۱	رفع العلم وظہور الجہل	۲۵
۳۰	کتاب العلم	۸۲	۲۱	رفع العلم وظہور الجہل	۲۵
۳۱	کتاب العلم	۹۳	۲۸	الغضب فی الموعظۃ	۲۸
۳۲	کتاب العلم	۹۴	۲۹	من برک علی رکبتیہ	۲۸
۳۳	کتاب العلم	۱۲۰	۴۲	حفظ العلم	۳۳
۳۴	کتاب الوضوء	۱۳۶	۳	فضل الوضوء والغر المحجلون	۳۷
۳۵	کتاب الوضوء	۲۱۶	۵۶	من الکبائر ان لا یستتر من بولہ	۵۱
۳۶	کتاب الوضوء	۲۳۷	۶۸	ما یقع من النجاسات	۵۵
۳۷	کتاب الصلوٰۃ	۴۱۴	۴۰	عظۃ الامام الناس فی اتمام الصلوٰۃ	۸۹
۳۸	کتاب الصلوٰۃ	۴۱۵		عظۃ الامام الناس فی اتمام الصلوٰۃ	۸۹
۳۹	کتاب الصلوٰۃ	۴۲۷	۵۱	من صلی وقدامہ تنور او نار	۹۳
۴۰	کتاب الصلوٰۃ	۴۴۴	۶۳	التعاون فی بناء المسجد	۹۶

مآخذ و مراجع "آئینئہ حق نما"

۱۔ القرآن الکریم
۲۔ کنز الایمان، ترجمہ قرآن، از امام اہل سنت مولینا احمد رضا خان صاحبؒ
۳۔ عرفان القران " از شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب
۴۔ تفسیر عثانی از علامہ و مولینا شبیر احمد عثانی صاحب (مطبوعہ حکومت سعودی عرب)۔
۵۔ حمائل شریف " از شیخ الہند محمود الحسن صاحب دیوبندی۔
۶۔ بیان القران مولانا اشرف علی تھانوی۔
۷۔ صحیح بخاری شریف از امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ
۸۔ مشکوٰۃ شریف از ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیبؒ
۹۔ المنہاج السوی از شیخ الاسلام علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب
۱۰۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم از علامہ سید ضیاء الدین نقشبندی شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ حیدر آباد۔
۱۱۔ "مہر منیر" سوانح حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑہؒ از مولینا فیض احمد صاحب۔
۱۲۔ سیرت حلبیہ از علامہ علی ابن برہان الدین حلبیؒ ترجمہ از مولینا محمد اسلم
۱۳۔ سیرت ضیاء النبی از جناب جسٹس پیر کرم شاہ صاحب ازہریؒ
۱۴۔ نجوم الشہابیہ رجوم للوہابیہ از علامہ الشیخ احمد واعظ کشمیری۔
۱۵۔ نجوم الہدیٰ رجوم للطغیٰ از صدیق اللہ صاحب حاجنیؒ۔
۱۶۔ تاریخ اولیاء کشمیر از حسن صاحب کھویہامیؒ
۱۷۔ تاریخ کشمیر از سید علی، مترجم غلام رسول بٹ۔
۱۸۔ حدائق بخشش از امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان صاحبؒ
۱۹۔ مثنوی شریف از مولینا جلال الدین رومیؒ۔

۲۰۔شاہ ہمدان حیات اور کارنامے — ازڈاکٹر شمس الدین احمد صاحب مرحوم۔
۲۱۔انتباہ فی سلاسل الاولیاء — از شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ۔
۲۲۔سید میر علی ہمدانی — ازڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر صاحب۔
۲۳۔اولیاء کشمیر — ازمحمد احمد اندرابی (جموں وکشمیر کلچرل اکیڈمی)۔
۲۴۔فیضان شریعت — ازمولینا محمد ابراہیم آسی۔
۲۵۔وردالمریدین — ازحضرت علامہ بابا داود خاکیؒ۔
۲۶۔تاج العارفین — ازمولینا سید محمد قاسم شاہ صاحب بخاریؒ۔
۲۷۔تحذیرالناس — ازمولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب۔
۲۸۔التبلیغ — رسالہ ازمولینا غلام احمد کاملی صاحب مرحوم۔
۲۹۔تاریخ نجد وحجاز — ازعلامہ مفتی عبدالقیوم صاحب ہزاروی۔
۳۰۔محمد بن عبدالوہاب نجدی ایک مظلوم اور بدنام مصلح — ازمسعود عالم ندوی۔
۳۱۔مولینا اسماعیل دہلوی اور تقویت الایمان — ازحضرت علامہ زید ابوالحسن فاروقی
۳۲۔برصغیر میں افتراق بین المسلمین کے اسباب — زعلامہ مبارک حسین مصباحی۔
۳۳۔فتوی مہریہ — حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑہؒ
۳۴۔الفتوحات الصمدیہ — ازحضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑہؒ
۳۵۔عجالہ بردو سالہ — از .. .. ..
۳۶۔اعلی ءکلمۃ اللہ — از .. .. ..
۳۷۔فیض الباری — ازعلامہ انورشاہ کشمیری۔
۳۸۔الشہاب الثاقب — ازمولینا حسین احمد مدنی صاحب۔
۳۹۔سیرت البخاری — ازمولینا شوکت حسین کینگ صاحب۔
۴۰۔الانور — ازعبدالرحمان کوندو۔
۴۱۔تحفۃ الاکملیہ — ازعلامہ مولینا حسن صاحب گاڈیاریؒ۔
۴۲۔وحیدالدین خان کا سائنٹفک اسلام — ازعلامہ مولینا سید محمد اشرف صاحب اندرابی۔

۴۳۔قضیہ نامرضیہ نقل — ازعدالت بارہمولہ کشمیر۔
۴۴۔ملفوضات محدث کشمیری — ازعلامہ سید احمد رضا بجنوری۔
۴۵۔تذکرۃ الرشید — ازعاشق الہی میرٹھی بلندشہری۔
۴۶۔غیر مقلدیت پرایک نظر — ازمفتی عبدالرشید صاحب (دارالعلوم بلالیہ)
۴۷۔حصن حصین — ازمحمد بن محمد ابن جزری شافعیؒ
۴۸۔اثبات استحسان برائے میلاد ذیشان — ازحضرت زید ابوالحسن فاروقیؒ
۴۹۔زم زم (قصیدہ بردہ شریف) — ازڈاکٹر رشید نازکی صاحب۔
۵۰۔نشرالطیب فی ذکرنبی الحبیب — ازمولینا اشرف علی تھانوی صاحب۔
۵۱۔نالہائے آتشیں — ازسید میر نزیر احمد کاملی صاحب۔
۵۲۔قصائد قاسمیہ — ازمولینا قاسم صاحب نانوتوی۔
۵۳۔پندرہ روزہ تعمیر حیات — رسالہ ازندوۃ العلماء لکھنو۔
۵۴۔تحریر قلمی — (ازمفتی عبدالرشید مہتمم دارالعلوم بلالیہ لعل بازار، سرینگر)
۵۵۔استفتاء بنام عبدالمجید پیر (امام مسجد نوح، بنڈپارپورہ، سرینگر) ازمفتی اعظم ریاست جموں وکشمیر۔
۵۶۔استفتاء بنام عبدالمجید نازکی (امام مسجد نوح پارپورہ) ازمفتی محمد امین صاحبؒ مفتی کلاروس کپواڑہ
۵۷۔سیرت النبی بعد ازوصال النبی ﷺ — ازایڈوکیٹ عبدالمجید صدیقی صاحب۔
۵۸۔زیارت نبی بحالت بیداری — ازایڈوکیٹ عبدالمجید صدیقی صاحب۔
۵۹۔ماہنامہ کنزالایمان (رسالہ) — ازحافظ قمرالدین رضوی صاحب۔ دہلی۔
۶۰۔فضائل اعمال — ازمولینا محمد زکریا صاحب۔
۶۱۔تلمیحات رضا — ازمفتی غلام محی الدین صدیقی۔
۶۲۔ہفت روزہ اخبار چٹان — ازطاہر محی الدین صاحب۔
۶۳۔آئینہ وہابیت — ازعلامہ مولینا اسد اللہ مصباحی صاحب۔
۶۴۔رنگ نظام — ازسیدی مرشدی حضرت پیر سید نصیرالدین نصیرؒ (گولڑوی)
۶۵۔ماہنامہ النور رسائل — ازدارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کشمیر۔

٦٦۔ ماہنامہ الحیات رسائل	از دفتر الحیات، خان کمپلکس، گاؤ کدل، سرینگر، کشمیر۔
٦٧۔ حیات صحابہ	از مولینا محمد یوسف کاندھلوی
٦٨۔ صحاح ستہ اور علم غیب	از علامہ محمد اشفاق قادری صاحب
٦٩۔ مواعظ نعیمیہ	از حضرت مولانا الحاج مفتی احمد یار خان نعیمیؒ صاحب۔
٧٠۔ انوار الباری، شرح بخاری۔	از علامہ سید احمد رضا بجنوری صاحب۔
٧١۔ انفاس العارفین	از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ
وسلم علیک یا حبیب اللہ

قهوۂ حمد را سزد انورؔ
دارچینی ز نعت پیغمبر

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ
وسلم علیک یا حبیب اللہ

"آخری گذارش"

وادی کے کشیدہ حالات کی وجہ سے بہت سارے علمی تقاریظ و تبصرے وصول نہ کرسکا جن کو اب دوسرے ایڈیشن میں ضرور شائع کیا جائیگا انشاء اللہ۔ کتاب ھٰذا میں کوئی بھی تصحیح طلب بات نظر آئے تو ادارہ کو مطلع کریں۔

منیجر
(SKIRI)

آؤ تلقینِ غزالی کی کچھ بات کریں
دن تو دن ہیں ہی چلو روشن ہر اک رات کریں
جان و دل، روح و زباں جب تلک ساتھ چلیں
اپنے ہر بول کو ہر قول کو وقفِ نعت کریں

سرِ منبر یہ چڑھ کر بولتا ہوں
غلامِ خانوادہ گولڑہ ہوں
خدا شاہد کہ ہادی ہیں صحابہ
درِ دل پنجتن پہ کھولتا ہوں

ناشر حضرت شاہ کرمان اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ